www.pklibrary.com

مجھے عشق ہے

عائشہ نور محمد

خون اس کے چہرے پر پڑا تو پتھر بنے اس کے وجود میں حرکت ہوئی۔ بالکل ایسے جیسے یہ اس کی پہلی سانس ہو یا پھر شاید آخری سانس..... اس کی کیفیت اسے خود سمجھ میں نہیں آئی..... یہ خون جو اس کے سر سے اس کے چہرے پہ بہنے لگا تھا اس کا اپنا نہیں تھا مگر اس پل تکلیف ایسی تھی کہ گولیاں کسی اور کے نہیں خود اس کے اپنے جسم میں داخل ہوئی ہوں۔

"او..... خدایا....." کئی لوگوں کی چیخیں ابھریں اور پھر گولی مارنے والے کو کچھ لوگوں نے پکڑا تو کچھ لوگ دوڑ کر زخمی ہو کر لڑکھڑاتے شخص کی طرف بڑھے تھے..... زخمی انسان نے اپنا ہاتھ غیر ارادی طور پر بڑھایا تھا اور اس نے جس کی وہ پہلی سانس تھی یا آخری اپنی بند مٹھی میں اس کا ہاتھ قید کیا اور پھر یہ ہاتھ کوئی نہ چھڑوا سکا وہ چند لوگ جو زخمی کو لے کر فوراً باہر نکلے وہ بھی اپنے بے جان قدموں کے ساتھ ان کے ساتھ رہا۔

"اتنی جگہ نہیں ہے....." تین کے بعد چوتھے کو اندر آتے دیکھ کر کسی نے کہا۔

"اسے آنے دو تم جاؤ....." پہلے نے دوسرے سے کہا' دوسرا سر ہلاتا پیچھے ہٹ گیا کیونکہ صاف نظر آ رہا تھا زخمی کے بچ جانے کی امید ہے۔

❁.....☆❁☆.....❁

"اب ہم سب کی عزت تمہارے ہاتھ میں ہے پلوشے..... شہر جا کر کوئی کام ایسا مت کرنا جس سے تمہاری وجہ سے کھلنے والے دروازے آئندہ آنے والی نسلوں پر بند ہو جائیں اور....." پلوشے کا سامان باندھتی ورشے نے مڑ کر ماں کو دیکھا۔

"میں نے یہ اتنی مشکل جنگ محض شوق کے لیے نہیں لڑی ہے مورے..... یہ میں نے اپنی آنے والی ہر کے

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

لیے لڑی ہے۔ میں اپنا سر کٹوادوں گی مگر آپ کا سر جھکنے نہیں دوں گی۔" وہ ایک عزم کے ساتھ گردن تان کر کھڑی تھی۔ بے پناہ نامساعد حالات میں پلنے کے باوجود وہ خود اعتمادی بالکل اس گھر کے مردوں کی طرح..... وہ مورے کی تربیت کے برعکس تھی۔ ورشے اس کی سگی بہن تھی دونوں ایک ہی ماں کی ایک ہی وقت پیدا ہونے والی بیٹیاں تھیں۔

"گل جاناں کو بھی خدا حافظ کہہ آؤ....."

"انہیں خدا کی حفاظت میں تو میں کبھی نہ دوں، اگر آپ کہتی ہیں کہ چھڑا لاؤں تو....."

"پلوشے....." گھبراہٹ میں ورشے کے ہاتھ سے اس کا بیگ چھوٹ گیا تھا۔

"یہ بھی آپ کی بیٹی ہے پھر آپ سے الگ کیوں ہے....." اس نے جھک کر اپنا بیگ اٹھایا تو لمبے بال دائیں طرف سے آگے اس کے سنہری بالوں نے اس کے چہرے کی رونق بڑھادی۔

"جی نہیں میں بالکل مورے جیسی ہوں تم الگ ہو۔" ورشے نے منہ بنایا۔

"پلوشے....." مورے نے اس کے خوب صورت چہرے سے نظر چراتے ہوئے اسے پکارا۔

"جی....." مختصر جواب۔

"وہاں جاکر چادر اوڑھنا مت چھوڑ دینا..... خالی سر کبھی باہر نہ نکلنا تم جانتی ہو ناں ہمارے خاندان کی روایتوں کو ہم لوگ....."

"مورے آگے ایک لفظ بھی بولیں گی تو میرے اندر بغاوت جنم لے گی۔" اس نے اتنی نفرت سے کہا کہ مورے متحیر سی رہ گئیں اور ورشے نے لب بھینچ لیے..... وہ چند پل خاموش رہی..... آج سے پہلے اس نے اتنی بڑی بات مورے کے سامنے نہیں کی تھی۔

"مورے میرے رب کا فرمان ہے عورتوں سے کہو کہ اپنی چادر کے پلو لٹکالیں تاکہ پہچانی جائیں۔ تو بس خاندان کی روایات ہو یا نہ ہو یہ حکم رب تعالیٰ کا ہے جس کے آگے صرف سر جھکایا جائے گا کیونکہ اکڑے ہوئے سر نیست و نابود کردیے جاتے ہیں۔" وہ مسکرادی۔

"مورے آپ میری طرف سے کوئی برا خیال دل میں نہ لائیں میں....."

"میں جانتی ہوں میری بیٹی ہیرا ہے، لیکن ڈر لگتا ہے زمانے سے وقت سے تقدیر سے اور....." انہوں نے اسے سینے سے لگالیا۔

"ہم دو سال تمہارے بغیر کیسے رہیں گے پلوشے۔" ورشے بھی ان دونوں سے لپٹ گئی۔

"میری تصویریں دیکھ لینا....." وہ مسکرائی۔

"تم نے خوامخواہ ضد کی خاناں سے کراچی جانے کی تم پشاور یونیورسٹی میں بھی پڑھ سکتی تھیں۔" مورے نے ذرا خفگی سے پھر اپنی بات دہرائی۔ ورشے نے اس کا چہرہ دیکھا۔

"آپ کی بیٹی کے ہر فیصلے کے پیچھے اس کی سمجھداری ہوتی ہے یقین رکھیں آپ....." اس نے کہا تو ورشے کا رکا ہوا سانس بحال ہوا مورے نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"گل جاناں اور شمروز کے خلاف جاکر تمہاری بات مانی ہے خاناں نے تم ان کی لاج رکھنا اور....."

"مجھ سے اگر اب آپ نے اس گھر کے کسی بھی فرد کی لاج کی بات کی تو اچھا نہیں ہوگا۔" وہ ٹوک گئی۔ مورے اور ورشے نے ہڑبڑا کر بند دروازے کو دیکھا۔

"بغاوت کی لہر اٹھتی ہے میرے اندر اس گھر کے ہر فرد کو دیکھ کر۔ پھر چاہے وہ گل جاناں ہو خاناں ہو یا زریں جاناں ہو....." اس کے لہجے میں بے پناہ نفرت تھی۔

"زریں جانا....." مورے نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ گل جاناں کے ظلم و ستم کے باعث اس سے نفرت تو سمجھ آتی تھی مگر زریں جاناں جسے جائیداد کا بٹوارہ نہ کرنا پڑے اس جرم میں دیواروں میں چن دیا گیا اس سے نفرت..... بھلا کیوں؟

"خاناں جیسے بھی ہیں تم سے محبت کرتے ہیں پلوشے۔" وہ زریں جاناں کے بارے میں اپنی زبان

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

مورے کے آگے نہ کھولے اسی لیے ورشے نے کہا۔

"اس غلط فہمی سے نکل آؤ..... اگر وہ مجھ سے پیار کرتے تو مجھے اپنی ان فضول رسموں کی بھینٹ نہیں چڑھنے دیتے۔" وہ ابھی کہہ رہی تھی کہ اسی پل دروازے پر دستک ہوئی۔ ان تینوں نے چونک کر دروازے کو دیکھا۔

"بیگم خاناں پلوشے بی بی کے جانے کا وقت ہوگیا ہے....." باہر سے ملازمہ کی آواز آئی تو وہ بیگ اٹھا کر دروازے کی طرف آئی تھی وہ دونوں بھی اس کے ساتھ ہی آگے کی طرف بڑھیں وہ یکدم رکی اور پلٹی۔

"آپ نے کہا تھا ناں مورے میں ہیرا ہوں..... تو یاد رکھیے گا وقت اور زمانہ اسے توڑ تو سکتا ہے پگھلا نہیں سکتا..... پگھل کر سونا اپنی ہیئت بدل لیتا ہے مگر میں آج جیسی جارہی ہوں ویسی ہی لوٹوں گی....." وہ ایک بار پھر مورے کے گلے لگ گئی ورشے بے اختیار مسکرادی۔

"اس ہیرے کی تقدیر میں اگر کسی کے ہاتھ سے تراشا جانا لکھا ہو تو.....؟" وہ شرارت سے مسکرائی پلوشے خان دم بخود رہ گئی اور سانس تو مورے کی بھی رکی تھی۔

"تکبر سے گردن تانے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے تم جس طرح کھڑی ہو دل سے دعا ہے واپسی پہ بھی تم ایسی ہی آؤ....." گل جاناں سامنے دالان میں کھڑی تھیں اس کے لب بھنچے۔

"اللہ حافظ میری جان....." زریں جاناں نے اسے پیار سے گلے لگایا تھا۔ شہروز خان نے ایک پیار بھری مسکان لیے اسے دیکھا..... شہروز خان تنفر سے دیکھ رہا تھا۔ وہ شہروز خان کو دیکھتی آگے بڑھ کر خاناں کے قریب آئی۔

"اللہ حافظ....." انہوں نے سر ہلایا تو وہ آگے بڑھ کر کار میں جا بیٹھی' کراچی کئی گھنٹوں کی دوری پر تھا مگر وہاں پہنچ کر اس کا سفر شروع ہوا تھا نہ کہ ختم.....

بلتستان کی ایک وادی کی وہ سردار کی بیٹی تھی' اس کے بابا کے انتقال کے بعد اس کے چچا اب سردار تھے وہاں کی آبادی محض ڈھائی تین ہزار لوگوں پر مشتمل تھی اور نشیب میں آباد تھی..... جبکہ بے حد کثرت سے پہاڑوں کی وجہ سے وہ لوگ گنتی کے ہی لگتے تھے..... اور شاید مردم شماری بھی ٹھیک نہ تھی' اس کے بابا کا خواب تھا کہ اپنے گاؤں میں اپنی اس وادی کو جدید دور کی ہر سہولت سے آراستہ کرنے کا..... جو وہ نہ کر سکے..... اب وہ نکلی تھی ایک عزم لے کر.....

❁.....☆❁☆.....❁

"ہیلو..... میں حرا ہوں....." وہ جو یونی شروع ہونے سے پہلے آچکی تھی اور اپنی کلاس ڈھونڈ کر اس میں آ بیٹھی تھی اور یوں ہی ورق گردانی میں مصروف تھی چونک کر کہنے والی کو دیکھنے لگی۔ اسے احساس ہی نہیں ہوا کلاس تقریباً بھر چکی تھی۔ حرا کے ساتھ دو لڑکیاں اور بھی تھیں۔

"یہ سمیرا ہے میری کزن' ہم دونوں کا تعلق اندرون سندھ کے ایک گاؤں سے ہے اور یہ حنا ہے یہیں کراچی میں رہتی ہے صبح میں نے آپ کو ہاسٹل میں بھی دیکھا تھا۔" حرا بولے گئی..... دیکھا تو اس نے بھی تھا وہ تینوں اس کے اردگرد بیٹھ گئیں' کلاس کے بعد بھی وہ تینوں اس کے ساتھ رہی تھیں۔ پھر ہاسٹل تک حرا اور سمیرا کا ساتھ رہا' اس کی کم گوئی کے باوجود ان چاروں کا گروپ بن گیا تھا۔

"تم نے پشاور یونیورسٹی میں کیوں نہیں ایڈمیشن لیا..... اتنی دور کراچی یونی ورسٹی آئی ہو....." انہیں ایک ماہ ہو چکا تھا' جب یوں ہی حرا نے پوچھ لیا' اس وقت وہ ایک استاد کی غیر حاضری کے باعث اپنی کلاس چھوڑ کر باہر بیٹھی تھیں۔

"شہروز کے بہت سے جاننے والے پشاور میں ہوتے ہیں وہ نہیں چاہتا تھا کہ میں وہاں پڑھوں اور میری آوارگیوں کی داستان حویلی پہنچے۔"

"واٹ....." تینوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"یہاں پڑھنے آنا جہاں مرد بھی ہوتے ہیں میری آوارگی ہی تو ہے۔" وہ نفرت سے بولی۔

"تم نے اپنے شوق کی خاطر کتنی بڑی قربانی دی ہے....." سمیرا اور حنا مرعوب ہوئیں۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"شوق نہیں ہے یہ میرا..... مشن ہے۔" اس نے کہہ کر ان تینوں کو دیکھا۔ "اپنے گاؤں میں تعلیم عام کرنے کا' لڑکیوں کو شعور دینے کا' میں نہیں چاہتی کہ ہمارے گاؤں کا آئندہ سردار شہروز خان بنے..... اگرچہ کہ حویلی کے اندر خبریں آنے نہیں دی جاتی ہیں لیکن میں پلوشے ہوں اپنے بابا کا بیٹا..... مجھے اس کے بارے میں جو پتا ہے وہ اسے قتل کر ڈالنے کے لیے کافی ہے میں اسے سردار نہیں بننے دوں گی۔"

"یہ تو ہر علاقے میں رائج ہے کہ ظالم ہی سردار بنتے ہیں خود ہمارے علاقوں کا بھی یہی حال ہے پلوشے ہم....." سمیرا نے کہا لیکن اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں اس تاریخ کو بدلوں گی، میں بنوں گی اپنے قبیلے کا سردار....." اس کی آنکھوں کی چمک نے ان تینوں کو حیران کر دیا..... اور کسی کو بہوت۔

"میں لاؤں گی وہاں تبدیلی میں بدلوں گی ان غلط رواجوں کو جن کی بھینٹ لڑکیوں کو چڑھایا جاتا ہے میں لڑوں گی اپنی آخری سانس تک..... خاناں سے بھی' گل جاناں سے بھی....." وہ ان کی نہیں سن رہی تھی اپنی کہہ رہی تھی۔

"تم اکیلی لڑکی کیا کرلوگی پلوشے..... یہ نظام تو صدیوں سے رائج ہے۔" حرا افسردگی سے بولی۔

"مجھے اپنے وقت کے نظام سے مطلب ہے، اپنے آس پاس کے لوگوں سے مطلب ہے..... میں پوری دنیا ٹھیک کرنے کا عزم لے کر نہیں نکلی میں بس اپنے قبیلے کی قسمت بدلنے نکلی ہوں میں ان چند ہزار لوگوں کی جو میرے بابا کی سرداری سے محروم رہ گئے..... سردار بننے نکلی ہوں..... میں ان کے لیے زندگی کی بازی لگانے نکلی ہوں....." وہ بہت پرجوش سی بولتی جارہی تھی جیسے وہ ورثے کے آگے بولتی تھی اور مورے کے آتے ہی ورثے اس کا منہ بند کردیتی تھی..... جیسے وہ شہروز کے آگے بولتی تھی اور گل جاناں کے آنے پر وہ اس کا منہ بند کردیتا تھا..... کیونکہ ورثے اور شہروز نہیں چاہتے تھے کہ اس کے ان خیالات کی بھنک بھی حویلی میں کسی کو لگے.....

"کوئی تمہارا ساتھ دینے والا ہو تو کتنا اچھا ہو۔" حنا بے اختیار بولی۔

"میرا ساتھی....." وہ ہنس دی..... "وہ تو بہت ڈرپوک ہے میرے ایسے عزائم سن کر وہ کمبلوں میں منہ چھپانے لگتا ہے۔"

"کیا.....؟" وہ تینوں چونکیں۔ "تم انگیجڈ ہو تم نے ہمیں بتایا بھی نہیں۔"

"میں اپنی بہن کی بات کررہی ہوں ورثے کی....." اس نے انہیں گھور کے دیکھا۔

"کیا تمہیں نہیں لگتا پلوشے کہ تمہاری زندگی میں کوئی ہونا چاہیے۔ تمہارے اس مقصد میں تمہارا ساتھ دینے والا..... تمہارے لیے سب کے آگے ڈٹ کر کھڑا ہونے والا....." حرا نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"میرے بابا تھے..... مگر اب نہیں رہے..... یہ مقصد بھی میرے بابا کا ہے جو ان کے بعد ختم ہوگیا مگر میں نے اپنے اندر زندہ رکھا۔"

"تمہیں لگتا ہے تمہارے خاندان سے کوئی اٹھے گا تمہارا ساتھ دینے کو....." سمیرا نے چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد پوچھا۔ کتنی خوب صورت تھی وہ.....

"وہاں جہالت ہے اور جو لڑکے تعلیم حاصل کرنے وہاں سے نکلتے ہیں وہ اتنے متنفر ہوجاتے ہیں اس سسٹم سے کہ پھر لوٹ کر نہیں آتے یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ وہاں کسی کو اپنے نام پر چھوڑ آئے ہیں۔ وہ ان کے انتظار میں موت کے بلاوے کو لبیک کہہ دیتی ہیں۔ کسی میں ہمت نہیں ہوتی وہ نظام بدلنے کی اور نا ہی کسی کو پروا....." دکھ اس کے اندر سے باہر آرہا تھا۔

"چھوٹے چھوٹے زمین کے ٹکڑوں کے پیچھے نسلوں کو گنوا دیتے ہیں وہ لوگ..... چودہ سو سال پہلے گناہ تھا بیٹی کو پیدا ہوتے ہی دفنا دینا' اور آج بیچ دینا یا قصاص میں دینا تو بڑی بات نہیں حالانکہ جس کی جان کا ٹکڑا بے دردی سے قتل کیا جائے اس قاتل کی بہن بیٹی کے ساتھ کیا سلوک

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کرنے کو دل چاہتا ہے اور بد سے بدترین سلوک کیا بھی جاتا ہے ان لڑکیوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا....." اس کے لہجے میں دکھ بول رہے تھے۔ "کبھی دو سال کے بچے کے ساتھ بیس سال کی لڑکی کا نکاح کر دیا جاتا ہے تو کبھی دس سال کی بچی کا نکاح بوڑھے سے کر دیا جاتا ہے اور کبھی محض جائیداد کا بٹوارہ نہ کرنا پڑے اس لیے اپنی ہی بہن بیٹی کو زندہ دیواروں کے پیچھے قید کر لیا جاتا ہے۔" حرا میرا لب بھینچے اسے دیکھتی رہیں ایسا ہی تو ان کے یہاں بھی ہوتا تھا بس یہ ان کی خوش نصیبی تھی کہ ان لوگوں نے روشن خیال لوگوں میں آنکھ کھولی تھی۔ وہ تینوں اسے دیکھتی رہیں گلابی رنگت سبز آنکھوں والی وہ لڑکی بے پناہ خوب صورت تھی ملائمت اتنی تھی اس کے وجود میں کہ جس چیز کو چھو لیتی وہ بھی نرم و ملائم لگنے لگتی مگر دل.....

"تمہارا دل نہیں چاہتا پلوشے کہ کوئی ہو جو تمہارے سارے درد ساری تکلیفیں سمیٹ لے۔" اس نے چونک کر حنا کو دیکھا۔

"وہ تمہیں اس سب سے کہیں دور لے جائے جہاں تم اپنی مرضی سے جی سکو کھل کر ہنس سکو خوش رہ سکو اور....."

"کن سب سے دور لے جائے مجھے..... اور کون سا درد کون سی تکلیف حنا۔" وہ حیران ہوئی۔

"درد اور تکلیف تو میں دور کروں گی اپنے قبیلے والوں کی..... اور دور جانا چاہوں گی..... کس سے.....؟ اپنوں سے.....؟" اس نے خفگی سے حنا کو دیکھا۔

"میں مرجانا چاہوں گی حنا مگر دور جانا نہیں' میرا قبیلہ میرا گھر ہے' مجھے جان سے بھی زیادہ پیارا' وہاں سب میری واپسی کے منتظر ہیں' اور میں وہی حرکت کروں جو تعلیم حاصل کرنے کے بعد لڑکے کرتے ہیں تو پھر اس مقصد کا کیا ہوگا جو میں نے پورا کرنا ہے ان لوگوں کے لیے..... میں یہاں ڈگری لینے نہیں آئی ہوں دنیا دیکھنے آئی ہوں ایک سردار کو علم اور تجربہ ہو میں وہ حاصل کرنے آئی ہوں۔"

"کیا تمہارا سردار بننا اتنا ہی آسان ہے پلوشے۔" سمیرا نے حیران ہو کر اس کی بات کاٹی۔

"آسان تو میری دوست یہاں کچھ بھی نہیں اور پلوشے مشکلوں کا نام ہے۔" سر مظفر کو آتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اللہ تمہیں اپنے اس مشن میں کامیاب کرے۔" ان تینوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

"آمین....." وہ مسکرائی اور وہ چاروں سر مظفر سے پہلے کلاس کی طرف بڑھ گئیں۔

☆.....☆.....☆

"ازبک....." سعید اپنی کار سے اترا اور اسے دیکھ کر مسکرایا۔ "چین سے پرسوں رات واپسی ہوگئی پھر کل یونی کیوں نہیں آئے؟" وہ اس کے قریب چلا آیا۔

"کچھ تھکن سی تھی۔" اسے گزری کل یاد آئی تو لب بھینچے تھے۔

"ہیں....." سعید کو حیرت ہوئی تھی..... وہ جو یونی کا ہر دلعزیز اسٹوڈنٹ تھا اور پچھلے چھ ماہ سے اسٹوڈنٹس کا لیڈر بھی تھا سب اسے پسند کرتے تھے اور وہ تھا بھی اسی قابل کہ اسے سامنے بٹھا کر بس اسے چاہا جائے..... صرف صورت ہی نہیں اس کی سیرت بھی قابل تعریف تھی۔

"کہاں تھا کل ہمارا شیر....." وہ پچھلے ایک ماہ سے یونی ورسٹی کے چند طلباء کے ساتھ دورہ چین پر تھا اور پرسوں ہی اس کی واپسی ہوئی تھی۔

"تھک گیا تھا۔" سعید نے کہا تو قریب آتا اسید ٹھٹک کر رکا' ازبک کے لب بھنچے.....

"خیریت....." وہ ازبک کے قریب آیا۔

"مسٹر ظفری نے کہا تھا کہ میں اپنے اسسٹنٹ کو بھیج دوں گا تم گئے تھے ان سے ملنے۔" اسٹوڈنٹ سرکل میں اس کی بے پناہ مقبولیت نے اسے جلد ہی سیاستدانوں کی نظروں میں لا کھڑا کیا تھا اور مسٹر ظفری اپوزیشن پارٹی کے رہنما تھے' جو اس سے اکثر و بیشتر ملاقات کرتے رہتے تھے اور اسے اپنی پارٹیز میں انوائیٹ کرتے رہتے تھے۔

"میرا سیاست میں جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اسی لیے میں ان جیسے لوگوں سے دور رہتا ہوں۔" اسید نے اس

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کے یوں بات بدلنے کو بغور دیکھا۔

"سعید پتا کرو وہ کب فارغ ہیں میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔" وہ سعید کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"انہیں تو یہ بتانا ہوگا کہ تم پاکستان آ گئے ہو باقی عشاء کا وقت ہو یا فجر کا تمہارے لیے تو وہ فارغ ہی فارغ ہوں گے۔" سعید شرارت سے بولا تو وہ مسکرایا اور وہ تینوں آگے بڑھتے گئے۔ سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر اسید ٹھٹک کر رکا تو ان دونوں کو بھی رکنا پڑا۔

"کیا ہوا.....؟" سعید چونکا۔

"شہریار ملک پھر کسی لڑکی کا راستہ روکے کھڑا ہے..... اسے کتنی بار وارن کیا ہے میں نے مگر اب شاید ایکشن کا وقت آ گیا ہے۔" اسید دانت پیستے ہوئے بولا۔

"اوہ یہ شہریار ملک..... امیر باپ کی بگڑی اولاد....." سعید کے ماتھے پر بل آ گئے۔

پچھلے ڈیڑھ سال کے عرصے میں اس کی وجہ سے دو لڑکیاں یونی چھوڑ چکی تھیں' ازبک کے اسٹوڈنٹ یونین لیڈر بننے پر شہریار ملک اس کا دشمن بن گیا تھا تو اپنی حرکتوں سے باز بھی نہ آیا تھا کیونکہ وہ اس کا ہم پلہ تھا..... اس سے دبنے اور ڈرنے والا لیڈر نہیں تھا سو لڑکیوں کے لیے اب یونی کا ماحول کافی سازگار تھا اور اس کے لیے وہ ازبک کی شکر گزار تھیں..... مگر آج پھر کسی لڑکی کو ڈراتا دھمکاتا شہریار ملک ان تینوں کو حیران کر گیا۔

"تم سوچو میں تمہارا کیا حشر کروں گا کانچ کی گڑیا....." اسید کی مٹھیاں بھنچی تھیں۔ سعید کے بھی ماتھے پر بل پڑے تھے۔ "توڑ کر رکھ دوں گا تمہیں....." وہ غرایا تھا۔

"تمہیں توڑنے کی ضرورت نہیں ہے شہریار ملک یہ کانچ کی گڑیا پہلے سے ٹوٹی ہوئی ہے۔" وہ تینوں چونکے تھے..... ان کی طرف لڑکی کی پشت تھی۔

"اور ٹوٹا ہوا کانچ زخم کے سوا کچھ نہیں دیتا..... اور تمہارے زخم تمہارے ڈیڈ برداشت نہیں کر پائیں گے۔"

"تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو دو ٹکے کی لڑکی....." شہریار ملک کا چہرہ احساس توہین سے سرخ ہوا تھا۔ ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا صاف ظاہر تھا اس بار شہریار ملک کو دھمکایا جا رہا تھا۔

"بے فکر رہو تم بھی جلد ہی مجھے سمجھ جاؤ گے اگر تم نے میرے حکم کے خلاف جانے کی گستاخی کی تو....." وہ اطمینان سے کہتی پلٹی تھی۔

"اور تمہارا حکم یہ ہے کہ آمنہ کے آگے پیچھے نظر نہ آؤں تو کیا تمہارے آگے پیچھے گھوموں میں مادام۔" وہ استہزاء سے بولا.....

"آمنہ کے آگے پیچھے گھومتے ہو اسی لیے یہاں آ کر تمہیں دھمکا رہی ہوں اگر اس جگہ نظر بھی آئے جہاں میرا سایہ پڑا ہو تو سوچو کیا کروں گی۔"

"تم..... تم....." مارے غصے کے اس سے بولا نہیں گیا..... وہ ایک طنزیہ نظر اس پر ڈال کر ان تینوں کو دیکھے بغیر آگے بڑھ چکی تھی۔

"تم لوگ..... یہاں کیا کر رہے ہو؟" شہریار ملک کی اب ان پر نظر پڑی تھی' ازبک سعید اس پر نظر ڈالے بغیر آگے بڑھ گئے۔

"یہ راستہ ہے مسٹر..... گزرنے کے سوا اور کیا کر سکتے تھے ہم لیکن یہ مس کیا کہہ رہی تھیں۔"

"تم سے مطلب....." وہ تنفر سے اسے دیکھتا آگے بڑھ گیا جب وہ لوگ کلاس لے کر کینٹین کی طرف آ رہے تھے تب اسید نے شہریار ملک کو دیکھا وہ آمنہ کے قریب کھڑا تھا۔

اس کے لب بھنچے' آمنہ کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں کہہ رہی تھیں وہ بے شرم انسان ایک بار پھر اسے دھمکا رہا ہے۔ وہ کھڑا دیکھتا رہا جب وہ آگے بڑھا تو اسید لپک کر آمنہ کی طرف آیا۔

"وہ آپ کو ہراساں کر رہا ہے آپ کو یہ بات ہمیں بتانی چاہیے تھی' آپ کے ووٹ لے کر ہم یونین لیڈر بنے ہیں۔" آمنہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"شکریہ مسٹر اسید..... لیکن اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے اور رہی بات آپ کو بتانے کی تو میں نے کسی اور

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کو بھی نہیں بتایا تھا اسید لیڈر وہ نہیں ہوتا جسے ہم منتخب کریں ہم سے ووٹ بلکہ وہ ہوتا ہے جو ہمارے مسائل حل کرے۔"

"کیا کیا مس خان نے؟" آمنہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"آپ کو کس نے کہا کہ مس خان نے کچھ کیا ہے۔" وہ حیران ہوئی۔

"ایسی باتیں چھپتی نہیں ہیں۔"

"کیسی باتیں.....؟" وہ مزید حیران ہوئی۔

"دیکھئے آمنہ میں جانتا ہوں کہ شہریار آپ کو تنگ کر رہا ہے۔"

"تنگ کر رہا تھا..... کیونکہ وہ ابھی مجھ سے معذرت کر کے گیا ہے..... اور اس نے مجھ سے معذرت کیوں کی دو منٹ پہلے تو میں حیران تھی لیکن آپ کی بات سے سمجھ میں آیا کہ پلوشے نے کچھ کیا ہے..... لیکن کیا کیا اس نے....." وہ اس کی تصحیح کرتے ہوئے پوری بات کہہ گئی۔

اسید چونکا یعنی آمنہ نے اس کی شکایت ان لوگوں سے نہیں کی تو پلوشے سے بھی نہیں کی تھی پھر بھی وہ وہاں شہریار ملک کو دھمکا رہی تھی۔ اس کے لب بھینچے وہ تیزی سے پلٹا تھا اور ان چاروں کے سر پر جا پہنچا۔ وہ چاروں ہمیشہ کی طرح کلاس کے باہر ہی لان میں کتابیں پھیلائے موجود تھیں۔

"ایکسکیوزمی۔" کی آواز پر ان سب نے سر اٹھا کے دیکھا اور پھر یونین لیڈر کے اسسٹنٹ کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔

"پلوشے مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"جی بولیں۔"

"شہریار ملک کیا آپ کو ہراساں کر رہا ہے؟" حرا، سمیرا اور حنا چونکی تھیں۔

"اس کی ماں اسے روئے گی..... اگر اس نے ایسا کرنے کی کوشش بھی کی تو....." جواباً وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اتنے اعتماد سے بولی کہ اسید گڑبڑا گیا۔

"آپ کے اتنے اعتماد کی قدر کرتا ہوں پلوشے..... لیکن آپ جانتی نہیں ہیں وہ..... وہ بالکل اچھا انسان نہیں ہے۔" وہ بے چین ہوا، وہ لڑکی نہیں سمجھ رہی تھی کہ کس مصیبت کو اپنے پیچھے لگا بیٹھی ہے۔

"مسٹر اسید اگر میں کہوں کہ آپ کو کس بات کی فکر یہاں تک لائی ہے تو کیا آپ بتانا پسند کریں گے؟"

"پلوشے وہ....."

"ایک منٹ..... مسٹر اسید آپ مجھے مس خان کہہ سکتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، جس سے میں نمٹنا اچھی طرح سے جانتی ہوں۔ آپ یہاں تک آئے اس کے لیے شکریہ۔" وہ اپنی کتابیں سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سمیرا حنا پلیز آپ لوگ مجھے بتائیں شہریار کیوں پلوشے کو دھمکا رہا ہے وہ بہت خطرناک انسان ہے..... ہمارا فرض ہے کہ ہم لوگ آپ کی حفاظت کریں۔" وہ ان کی طرف مڑا تھا۔

"اس یونین نمائندے کے پاس ہم کوئی شکایت نہیں لائے۔" سمیرا شرارت سے بولی تو وہ چونکا پھر مسکرا دیا۔

"ہم نے ان کی باتیں سن لی تھیں۔" پھر وہ تفصیل بتاتا چلا گیا۔

"آپ لوگ مجھے پوری بات سے آگاہ کریں۔"

"ووٹ تو ہم نے ازبک احسان کو دیے ہیں ناں....." حرا نے مصنوعی تعجب سے سوال کیا تھا۔ حرا سمیرا مسکرائیں۔ وہ تینوں لطف لے رہی تھیں۔

"بھئی میں اس کا بایاں ہاتھ ہوں ناں۔"

"بائیں ہاتھ کو آمنہ کی فکر کیوں نہیں ہوئی پلوشے کی فکر کیوں ہو رہی ہے؟" ان کی بات پر اسید بے اختیار ہنس دیا۔

"ان باتوں کو چھوڑیں پلیز مجھے ساری بات بتائیں۔"

"ہمیں بھی بس اتنا ہی معلوم ہے کہ شہریار ملک آمنہ کو تنگ کر رہا تھا پلوشے نے اس سے بات کی اور وہ آمنہ کے راستے سے ہٹ گیا اب پلوشے نے کیا بات کی اس

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

بارے میں ہمیں کچھ نہیں پتا۔" سمیرا نے سنجیدگی سے کہا۔
"رئیلی۔" اسے یقین نہ آیا۔
"سچ اسید رضا ہمیں پلوشے نے کچھ نہیں بتایا۔" حنا بھی فوراً بولی۔
"اوکے۔" وہ لبوں کو بھینچتا اٹھ کھڑا ہوا' واپس اپنی کلاس میں آیا تو سعید یہ جان کر حیران ہوا کہ وہ اتنی لمبی تحقیق کر کے آیا ہے۔
"کیا ہوش کھو دیئے ہیں اسید تم نے اپنے۔"
"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ ہوش کھو دیئے ہیں میں نے۔" اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری تو ازبک اور سعید نے چونک کر اسے دیکھا۔
"وہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے۔"
"اوہ کم آن اسید..... تمہیں ہر تین ماہ بعد کوئی لڑکی اچھی لگ جاتی ہے....." وہ بے زار ہوا۔ سعید نے اسے گھورا تھا۔
"نہیں پار پلوشے کے لیے سب سے ہٹ کر فیلنگ ہے۔ میں سمجھ نہیں پا رہا اسے دیکھ کر مجھے ہو کیا جاتا ہے۔"
"آر یو سیریس....." سعید حیران ہوا تھا' ازبک نے بس خاموش نظروں سے دیکھا۔
"رئیلی رئیلی سیریس..... وہ لڑکی عام سی نہیں ہے....." وہ مسکرایا' سعید نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا ازبک نے سر جھکائے اپنا کام شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد وہ لوگ آفس میں تھے جو کہ ازبک کو ملا تھا بطور یونی یونین لیڈر۔
"اب بتاؤ کل کیوں نہیں آئے....." اسید اس کے کل نہ آنے کو نظر انداز کر چکا ہے یا اس سے تحقیقات میں نہ پڑے گا ایسا تو اسے خیال ہی نہ آیا تھا۔ وہ صرف سعید کے جانے کا منتظر تھا۔
"یوں ہی بس تھکن ہو گئی تھی....." وہ فائل میں گم تھا۔ وہ مشرق تھا اور اسید مغرب.....
"میرے لیے نئی خبر ہے کہ تمہیں تھکن ہو گئی..... جو بندہ اپنی چھٹی کو گناہ سمجھے اور اپنی ٹوٹی ٹانگ لے کر کالج آئے وہ محض تھکن ہونے پر یونی نہ آئے..... میں نہیں مانتا۔ سچ کہنا نہیں چاہتے تو جھوٹ بھی مت بولو....." اسید نے اسے بغور دیکھا۔
"یہ فائل پڑھو ایک ہی مسئلہ پر تین لوگوں نے شکایت کی ہے کل ہم میٹنگ کریں گے مجھے اس مسئلے کا حل چاہیے۔" اس نے فائل اسید کی طرف بڑھائی تھی اسید نے گہرا سانس لیا۔ اور فائل لے کر اس کے آفس سے نکل گیا تو مصروف سے ازبک احسان نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ اب وہ بالکل فارغ "کل" کو سوچ رہا تھا۔

☆☆☆

"پلوشے....." وہ اپنے کام میں منہمک تھی جب ہلکی سی پکار پر اس نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔ وہ لائبریری میں کچھ نوٹس لے کر میز پہ بیٹھی تھی اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اسٹوڈنٹس تھے جو اس بڑی میز کے ارد گرد لمبی قطار میں لگی کرسیوں پر براجمان تھے۔
"آمنہ خیریت۔" وہ پریشان ہوئی آمنہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید تھا۔
"خیریت تو میری زندگی سے اس دن رخصت ہو گئی جب شہریار ملک کی مجھ پر نظر پڑی۔" آمنہ نے کہا تو وہ چونکی..... اور ساتھ ہی سامنے کرسی پر بیٹھا سعید بھی۔
"کیا ہوا آمنہ..... کیا وہ پھر تمہارے راستے میں آیا.....؟" غصے سے اس کا گلابی چہرہ سرخ ہوا اور سبز آنکھوں میں سرخ رنگ اترا..... آمنہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔
"پلوشے اس نے کل تمہیں فون کیا ہاسٹل میں....." آمنہ نے کہا۔
"تمہیں کس نے بتایا؟" اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔
"سمیرا نے بتایا..... وہ پریشان تھی' اس نے کہا کہ شہریار ملک تمہیں..... تمہیں دھمکیا دے رہا تھا کہ وہ تمہیں....." آمنہ نے رک کر اپنے لب کاٹے اس کی آنکھیں نم تھیں۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"وہ مجھے اغواء کر لے گا' مجھے رسواء کر دے گا' مجھے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے گا......" وہ اطمینان سے کہتی آمنہ کے رونگٹے کھڑے کر رہی تھی۔

"اوہ میرے خدا' میری وجہ سے تم پلوشے......" آمنہ نہ چاہ کر بھی رو دی تھی۔ سعید نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔ جو خوفزدہ تھی نہ پریشان رونا تو دور کی بات تھی۔

"آمنہ پلیز رونا بند کرو...... میں شہریار ملک کو خود ہینڈل کر سکتی ہوں۔ وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا...... وہ تو میرے لیے ایک چھوٹا سا بچھو ہے' جس کی دم پر میرا پاؤں آ گیا اور وہ بلبلا رہا ہے...... میں ایسے لوگوں سے نمٹنا اچھی طرح جانتی ہوں......" لائبریری میں ہونے کی وجہ سے وہ بہت آہستہ بول رہی تھی۔ اتنی آہستہ کے سامنے کرسی پر موجود سعید کو آواز نہیں جا رہی تھی وہ صرف آمنہ کے چہرے سے صورت حال کا اندازہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"لیکن مجھے تمہاری فکر ہے وہ بہت خطرناک انسان ہے...... ایک امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد اور......" آمنہ کی ہچکیاں بندھ رہی تھیں۔ پلوشے کو لائبریری میں اس کے رونے پر کوفت ہوئی۔

"آمنہ ایسے رو کر تم اپنی فکر کم نہیں کر سکتیں البتہ میری فکر ضرور بڑھا رہی ہو۔"

"پلوشے......وہ......وہ......"

"اوہ شٹ اپ آمنہ۔" اس کی برداشت کی حد ہوئی' اس نے میز پر ہاتھ مارا اور میز پہ رکھا کتابوں کا ڈھیر بس اسی انتظار میں تھا کہ کب پلوشے میز پہ ہاتھ مارے اور کب وہ کتابوں کا ڈھیر فرش کو سلامی دے' پلوشے اتنی کتابوں کو گرتا دیکھ کر غیر ارادی طور پر دائیں طرف جھکی عین اسی پل وہ بھی جھکا کتابوں کو بچانے' دونوں کے سر اس بری طرح ٹکرائے کہ آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا۔ پلوشے اپنا سر سہلاتی کتابیں اٹھا رہی تھی۔ اس نے کتابیں اٹھا کر اوپر رکھیں اور پھر آمنہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اب تم نہیں روؤ گی سمجھیں۔" وہ خفگی سے کہتی پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ اسے معلوم ہی نہ ہوا کہ وہ انجانے میں کیا کر بیٹھی ہے......

❁......☆❁☆......❁

"پلوشے خان...... ہمارے آفس میں......" گلاس وال سے اسے اندر آتے دیکھ کر اسید چونکا' سعید نے بھی فائل سے سر اٹھا کے اسے دیکھا' وہ باہر ریسپشن پہ کھڑی تھی اور باہر بیٹھا لڑکا انٹر کام پر ازبک احسان سے اجازت لے رہا تھا۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے مسٹر اسید۔" وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ کسی بھی اجازت کے بغیر...... کسی بھی تکلف کے بغیر...... سعید نے ان کی پرائیویسی کے خیال سے اٹھنا چاہا۔

"پلیز...... آپ بیٹھیں...... میں نے اکیلے میں بات کرنے کی بات نہیں کی۔" اس نے سعید کو دیکھا' وہ بیٹھ گیا۔

"جی بولیں مسٹر اسید کس بات کی فکر ہے آپ کو آخر کیوں آپ میرے اور شہریار کے بیچ میں آ رہے ہیں میں نے اب تک یونین لیڈر کو بھی اس کی شکایت نہیں دی اور آپ نمائندہ یونین لیڈر آخر کس لیے شہریار ملک کو دھمکاتے پھر رہے ہیں۔" ازبک نے چونک کر پہلے اسید کو اور پھر سعید کو دیکھا۔ سعید گڑبڑایا کل سعید نے کچھ اپنے اندازے اور کچھ آمنہ کا رونا اور گفتگو اسید کو بتائی تھی۔

"پلوشے میں......"

"آپ کو پتا بھی ہے آپ کیا کر رہے ہیں۔" وہ خفگی سے بول رہی تھی۔ "شہریار ملک نے مجھے راستے میں روکا اس نے مجھے کہا کہ میں اپنے عاشق کو سمجھا لوں۔" سعید اچھل پڑا تھا ازبک کے لب بھینچے تھے اسید کے لب بے ساختہ مسکرائے۔

"مسٹر اسید آپ کی یہ بے کار اور بے نام فکر مجھے بدنام کر رہی ہے۔"

"دیکھو پلوشے میں۔"

"مسٹر اسید پہلے میں نے کہا تھا یہ میرا ذاتی معاملہ ہے'

www.pklibrary.com

اب میں کہتی ہوں آپ اس سب سے دور رہیں کیونکہ میں اسے ہینڈل کرسکتی ہوں۔" وہ اس کی سننے نہیں آئی تھی اپنی کہنے آئی تھی..... تب ہی تو اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر اپنی سنائے جارہی تھی۔

"مجھے فکر ہورہی ہے تمہاری پاگل لڑکی....." اسید کے چلا اٹھنے پر وہ یکدم رکی تھی۔

"میں ہینڈل کرلوں گی' ہر بار یہی بات' جانتی ہی کتنا ہو تم اسے..... تمہیں کیوں سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ تم اکیلے کچھ نہیں کرسکتی ہو وہ تمہیں دھمکی دے رہا ہے' تم سن رہی ہو' وہ اس پر عمل بھی کرسکتا ہے۔" پلوشے خان متحیری اسے دیکھ رہی تھی۔

"اسید پلیز آرام سے بات کرو۔" سعید نے اسے سمجھایا۔

"یار یہ لڑکی پاگل ہوگئی ہے پتا نہیں کیا سمجھ رہی ہے خود کو..... شہریار ملک کے باپ کے کالے دھندوں سے کون واقف نہیں ہے اور سیاست میں ہونے کی وجہ سے اس کے تعلقات سے بھی کوئی انجان نہیں ہے اور یہ سمجھ رہی ہے یہ افلاطون ہے۔" وہ جھلا اٹھا۔ پلوشے نے پہلی بار قدرے الجھتی نظر اس پر ڈالی۔

"شہریار ملک اس سے پہلے کتنی لڑکیوں کو برباد کرچکا ہے کتنی یونی کو اس کی وجہ سے چھوڑ گئی ہیں..... آپ ان میں سے کسی کی مدد کو آگے نہ بڑھے اور میرے لیے اتنے فکرمند ہیں..... کیوں.....؟" ازبک سعید نے اسید کو دیکھا۔

"اگر میں کہوں میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔" وہ ایک گہرا سانس لے کر بولا تو سعید نے گڑبڑا کر پلوشے خان کو دیکھا۔

"اوہ....." پلوشے کے چہرے کے تاثرات پتھرائے تھے۔

"پلوشے....."

"محبت کرتے ہیں آپ مجھ سے....." اسید نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے بات کاٹ دی..... وہ اس کو دیکھے گیا۔ وہ کتنی خوب صورت تھی لیکن بات صرف خوب صورتی کی نہیں تھی۔ وہ بے حد پراعتماد بھی تھی وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بیٹھی تھی' خوب صورت لڑکیاں تو اس نے بہت دیکھی تھیں بے باک بھی دیکھی تھیں مگر ایسی بہادر لڑکی کا گزر بھی اس کی زندگی سے نہ ہوا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کی خوب صورتی سے متاثر ہوا ہے اس کے اعتماد سے یا اس کی بہادری سے' لیکن وہ یہ جانتا تھا کہ وہ ہر دم اس کا خیال اور ہر دم اس کی فکر کرنے لگا ہے۔

"میں تم سے محبت تو نہیں کرتا فی الحال مگر جو ہے وہ محبت سے بڑھ کر ہے۔" سعید نے کباب میں ہڈی بننا اچھا نہ سمجھا تو اٹھنے لگا اور اسے اسید پر تاؤ بھی آرہا تھا جو ان کا بھی لحاظ نہ کررہا تھا۔

"بیٹھ جائیں پلیز....." اس نے ازبک کو دیکھا وہ چونکا۔

"میں اپنا تماشا نہیں بنانا چاہتی ہوں مسٹر اسید کے ساتھ اکیلے بیٹھ کر' آپ یونین لیڈر ہیں آپ سے لوگ شکایتیں کرنے آتے رہتے ہیں سو آپ کی موجودگی میرے حق میں بہتر ہے۔" ایک نظر اس پہ ڈال کر اگلی نظر میں وہ اسید کی طرف متوجہ ہوئی۔ ازبک احسان نے ایک کھا جانے والی نظر سے اسید رضا کو دیکھا۔

"مسٹر اسید جب میں پیدا ہوئی تھی تب میرے خاندان نے مجھے اپنی روایت کی زنجیروں میں جکڑ لیا تھا۔ نکاح کی صورت۔" ان تینوں کے سر پر بم بلاسٹ ہوا تھا۔

"میرا خاندان ایک بہت ہی روایتی خاندان ہے..... ان کے علم میں اگر شہریار ملک سے میرا رابطہ آیا تو وہ یہ جانے بغیر کہ میں کس حد تک اس کے اندر ملوث ہوں وہ لوگ میری جان لے لیں گے۔" اور اگر اب شہریار ملک کے بعد کسی نے مجھے کہا کہ میں جاکر اپنے عاشق کو سمجھالوں تو میں خود ہی مرجاؤں گی اس شرمندگی سے کہ میں نے کہیں اپنے شوہر سے بے وفائی تو نہیں کی کیونکہ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے کوئی نہیں مانے گا کہ آپ کا یہ عشق میرے علم میں نہیں تھا اور آج کے بعد تو میں بھی لاعلم نہیں

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

رہوں گی....." اس نے آخری جملہ جما کے ادا کیا تھا اسید کے لب بھنچے۔

"سب سے اہم بات یہ ہے اسید کہ میں جس کی بیوی ہوں وہ میری ڈھال بننے کے لیے یہاں موجود نہیں ہے لیکن میں خود اتنی جذباتی ہوں کہ کہیں آپ کو قتل نہ کر ڈالوں۔" وہ تینوں دم بخود اسے دیکھتے گئے۔

"اور رہی شہریار کی بات تو واقعی وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا..... کیونکہ شہریار کے باپ کے خلاف میرے پاس کچھ ثبوت ہیں جو نیب پراسکیوٹر کے لیے کیس میں اہم پیش رفت ثابت ہوں گے..... نیب بھی اسے ڈھونڈ ہی لے گا یقیناً..... لیکن کون جانے کب.....؟" اس نے کندھے اچکا کر ان تینوں کو دیکھا وہ متحیر تھے.....

"میں نے شہریار سے کہہ دیا کہ اگر وہ میرے راستے میں آیا تو میں یہ سارے ثبوت ضرور نیب کو کوریئر کر دوں گی..... اب کیا شہریار ملک میں ہمت رہ جاتی ہے میرے سامنے کھڑے ہونے کی بھی....." فاتحانہ انداز میں ان تینوں کو دیکھا۔ "سو وہ واقعی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" وہ جانے کو مڑی۔

"لیکن یہ ثبوت تمہیں کیسے ملے....." ازبک کی آواز پر وہ رکی اور اس کی جانب دیکھا تھا..... اور پھر ایک قدم آگے بڑھ کر اس کی میز پہ دونوں ہاتھ ٹکائے.....

"میں اپنے لوگوں کی سردار ہوں ازبک احسان کیونکہ بکنا اور جھکنا مجھے نہیں آتا اور ڈرنا تو دور کی بات ہے۔" ازبک احسان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس نے کہا اور پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی..... وہ تینوں دم سادھے اسے دیکھتے رہے تھے۔

❁.....☆❁☆.....❁

"کیا لڑکی ہے یہ.....؟" آمنہ کے واقعے کے بعد بہت سی لڑکیاں اور لڑکے بھی پلوشے کے پاس اپنے مسائل لانے لگے تھے۔ یونی میں ازبک کے بجائے پلوشے خان مشہور لیڈر کے طور پر ابھرنے لگی۔

"میں چاہوں گا آپ ہماری پارٹی جوائن کر لیں۔" وہ کچھ اسٹوڈنٹس کا مسئلہ لے کر اسید کے پاس آئی تھی جب اس نے کہا وہ راضی ہو گئی وہ دنیا دیکھنے نکلی تھی اور ایک پارٹی جوائن کر کے وہ اسے پاس سے دیکھ سکتی تھی..... ازبک کے آفس میں اس کے لیے بھی جگہ بن گئی۔ پارٹی میں موجود اراکین پلوشے کی بڑھتی مقبولیت سے خائف ہونے لگے ازبک تو کم ہی ان کے اجلاس میں شامل ہوتا تھا اسے سیاسی پارٹیز کی طرف سے آئے دن بلاوے ملنے لگے پارٹی میں اختلافات ہونے لگے مگر اسید کو پلوشے کی کسی بات میں اختلاف کا پہلو نظر نہ آتا سو چند پارٹی ممبرز ازبک کے پاس جا پہنچے تھے (اور ان میں وہ لڑکیاں تھیں جو اس کے حسن سے خائف تھیں اور اس سے حسد کرتی تھیں ورنہ باقی تو تقریباً اس کے بے دام غلام بن چکے تھے) کیونکہ پلوشے خان ان کی تجاویز کو رد کر رہی تھی۔

"اسید تم پلوشے کی انگلیوں کے اشارے پر نہیں ناچ سکتے باقی پارٹی ممبرز تمہارے خلاف ہو رہے ہیں۔" وہ برہم ہوا اسید ہنس دیا۔

"جب سے پلوشے آئی ہے اتفاق ہے کہ سیاسی حلقوں میں مصروفیت کے باعث تم یونین میٹنگز میں شریک نہیں ہو پاتے ہو ایک بار آؤ اس کا انداز دیکھو اس کے پیش کیے گئے حل دیکھو اگر تم ان سے بہتر پیش کر سکو گے تو ضرور میں اس سے اختلاف کروں گا..... مگر میں تمہیں بتاؤں اگر تمہاری نیت واقعی لوگوں کے کام آنے کی ہے تو تم اس سے اختلاف ہرگز نہیں کرو گے..... اب نیت ہی بری ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔" وہ شرارت سے بولا ازبک نے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ..... یہ مصروفیت واقعی ہے یا کوئی جان بوجھ کر گریز کی شکل ہے۔" وہ ازبک کے پیچھے آتے ہوئے بولا تو وہ جھٹکے سے پلٹا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا.....؟" وہ حیران ہوا۔

"ویسے میں تمہیں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ تم بڑے نخرے والے بندے ہو اور دل پھینک تو ہرگز نہیں ہو مگر سامنے بھی جو ہے وہ پلوشے خان ہے۔"

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"کیا بکواس کررہے ہو" وہ واقعی اس کا مطلب نہیں سمجھ رہا تھا اسید ہنستا چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

"ایک سال گزر گیا اور پتا ہی نہ چلا....." زریں جاناں نے آتش دان کے پاس بیٹھتی ورشے کو دیکھا۔

"اپنی ماں سے پوچھو جو پل پل گن رہی ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔

"پلوشے کے لیے تو میں پل پل گن رہی ہوں پھوپو آپ تو جانتیں ہیں میرا تو اس کے علاوہ کوئی دوست بھی نہیں ہے۔"

"اچھا اور کتابوں کا کیا.....؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا تو وہ ہنس دی۔ اس کے ہاتھ میں اگر کتاب ہوتی تو پھر اس کو کسی چیز کا ہوش نہ رہتا تھا نہ کھانے کا اور نہ سونے کا' یہ تو شہروز خان کی مہربانی تھی کہ وہ اس کے لیے کتابیں لے آتا تھا' ورنہ اس حویلی کی تنہائی تو اسے پاگل کر دیتی' یہ نہیں تھا کہ وہ حویلی میں تنہا تھی' پچاس کے قریب تو ملازم تھے جس میں سے تیس عورتیں اور بیس مرد..... مرد باہر کا انتظام سنبھالتے تھے اور حویلی کے زنان خانے میں انہیں آنے کی اجازت نہ تھی۔ حویلی کے زنانخانے میں تو شہروز خان بھی کم ہی آتا تھا شہروز تو تھا پندرہ سال کا' مگر وہ بھی ہر ہفتہ گھر آتا تھا' جو تیس ملازمہ تھیں ان میں کوئی اس کی ہم عمر نہ تھی سب بڑی عمر کی عورتیں تھیں اپنی نوجوان لڑکیوں کو بھیجتے ہوئے اب وادی کے لوگ ڈرنے لگے تھے۔ اگرچہ آج تک شہروز خان پر اغواء یا زیادتی کے کیسز ثابت نہ ہو سکے تھے کہ اس کے اتنے جانثار تھے کہ اس کے لیے سولی بھی چڑھ جاتے مگر اس کے باوجود سب جانتے تھے اور پلوشے بھی پندرہ سال کی عمر سے شہروز کی ان گھٹیا حرکتوں سے واقف تھی جب اس کے بابا کے بعد پہلی بار گاؤں میں ایک لڑکی کو رسوا کیا گیا تھا یہ پہلا حادثہ تھا تو ایک عجیب طرح کی نحوست اور خوف نے وادی کو اپنے دامن میں لے لیا' پلوشے اسکول سے واپسی پر ہی اس لڑکی کی موت کا سن چکی ہوگی۔

"پلوشے ہمارا یوں مورے کو بتائے بغیر جانا ٹھیک نہیں ہے۔" ان کے اسکول سے لانے والے ڈرائیور نے انہیں ان کے ملازم کی بیٹی کی موت کا بتایا وہ آج چھٹی پر گھر آرہی تھیں۔

"ورشے کیسی باتیں کررہی ہو ہمارے بابا اس وادی کے سردار ہیں اس وادی کے ہر گھر کی خوشی و غم میں شامل ہونا ہمارا فرض ہے۔" اس نے نخوت سے کہا تھا۔

"ہمارے بابا اب نہیں ہیں پلوشے۔" وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھی حویلی کی بدلتی ہواؤں کا رخ دیکھ رہی تھی وہ حویلی جہاں کوئلیں کوکتی تھیں اب الو بھی بولتے نہ دکھائی دیتے تھے۔

"اب بابا نہیں ہیں تو یہ ہماری ذمے داری ہے ورشے کہ وادی کے لوگوں کا خیال رکھیں۔" گاڑی اس لڑکی کے گھر کے باہر رک چکی تھی..... وہ دونوں اتر کر اندر چلی آئیں۔ ان دونوں کا آنا کوئی بڑی ہلچل نہ مچاتا تھا کیونکہ بابا مورے اور زریں جاناں ان وادی کے گھروں کا اکثر چکر لگاتے تھے اور وہ دونوں بھی ساتھ ہوتی تھیں' لیکن آج جو ہلچل مچی وہ حیران رہ گئیں۔

"آپ کے گھر سے کوئی نہیں آیا بی بی..... ہمیں لگا آپ لوگوں نے ہمیں اکیلا کردیا۔"

"کیا مطلب....." لڑکی کی ماں پلوشے سے لپٹی رو رہی تھی تو دادی ورشے سے لپٹی تھی۔

"بی بی میری بیٹی کو اغوا کر کے زیادتی کے بعد قتل کردیا گیا سب لوگ کہتے ہیں یہ سردار کے بیٹے نے کیا ہے۔ ہم اپنی عرضی لے کر گئے تو وہاں سے ہمیں دھکے مار کر نکال دیا گیا بی بیوں کو بھی ہم سے نہیں ملنے دیا گیا۔" وہ روئے جارہی تھیں آس پاس سے بھی عورتیں چلی آئیں۔ وہ دونوں حیران رہ گئیں۔ وہ مرے مرے قدموں سے وہاں سے نکلی تھیں گھر پہنچ کر پلوشے سیدھی ماں کے پاس آئی اور انہیں پوری بات بتائی وہ عدت میں تھیں منہ کھولے سنے گئیں اور پھر جب وہ بولیں تو پلوشے کا منہ کھل گیا۔

"یہ بات اب تمہارے منہ سے دوبارہ نہ نکلے۔"

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"کیا.....؟" اسے تو لگا تھا مورے جرگہ بلائیں گی اور شمروز کو اس کے کیے کی سزا ملے گی مگر مورے تو اسے زبان بند رکھنے کا کہہ رہی تھیں۔

"مگر کیوں مورے..... اس نے جرم کیا ہے آپ مجھے کیسے چپ کروا سکتی ہیں میرے بابا ہوتے تو اسے پھانسی چڑھا دیتے....." وہ خفا ہوئی۔

"تمہارے بابا ہوتے تب ناں....." زریں جاناں وہیں آ گئیں دونوں چونکی تھیں۔

"تمہارے بابا نہیں رہے پلوشے وہ شیر اب نہیں رہا پلوشے تب ہی بھیڑیے طاقتور ہو گئے ہیں میری جان....." زریں نے کہا تھا مگر وہ نہ سمجھی۔

"مگر چچا جان اب سردار ہیں ان کے اوپر ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ وادی میں کوئی بھی جرم ہو اس کے مجرم کو سزا دی جائے۔"

"اور شمروز ان کا بیٹا ہے....." ورشے نے کہا۔ "وہ اسے کیسے سزا دے سکتے ہیں۔"

"کیوں نہیں دیں گے سزا..... سردار کا بیٹا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اسے جرم کرنے کا لائسنس مل گیا۔" اسے ورشے کی بات سمجھ میں نہ آئی مورے کی بات سمجھ آئی اور نہ ہی زریں کی لیکن جب یہی بات گل جاناں نے اس کے منہ پہ تھپڑ مار کے کہی تو اس کی زبان بند تو نہ ہوئی گنگ ضرور ہو گئی وہ اپنے بابا کا شیر پلوشے..... کتنی دیر تک گل جاناں کا چہرہ بے یقینی سے دیکھتی رہی۔ یہ وہ چچی تھی جو بابا کے سامنے ان کے لاڈ اٹھاتے اٹھاتے نہ تھکتی تھی۔ "جانم جانم" کہتے اس کا منہ نہیں دکھتا تھا..... ہواؤں کا رخ بدل گیا تھا اب اس کے بابا نہیں رہے تھے گل جاناں نے اس کا اسکول بند کروا دیا مورے اور زریں نے چچا کی بہت منت سماجت کی تھی تب اسے "خاموشی شرط ہے" کے ساتھ اسکول بھیجا گیا۔

❁.....☆❁☆.....❁

"مراد خان بلتستان کے ایک بڑے علاقے کے سردار تھے ان کے تین بیٹے تھے۔ دلاور خاور اور یاور مراد خان نے ایک بھائی کو سردار بنانے کے بجائے تینوں کو مختلف علاقوں کی سرداری سونپ دی۔ تینوں بھائیوں کی اچھائیاں اور انصاف نے آس پاس کی آبادیوں کو بھی ان میں مدغم کر دیا تھا۔ سب میں اخلاص تھا محبت تھی انہوں نے اپنے بچوں کے رشتے آپس میں ہی طے کر دیئے تھے۔ دلاور کے چار بیٹے تھے اور دو بیٹیاں..... خاور کے دو بیٹے دو بیٹیاں..... یاور خان کے تین بیٹے دو بیٹیاں۔ اور یہ محض اتفاق تھا کہ تینوں بھائیوں کی دو دو بیٹیاں تھیں۔ دلاور کے چار بیٹے تیمور خان ذاکر خان شاکر خان اکبر خان تھے اور دو بیٹیاں ثانیہ ثانیہ..... خاور کے دو بیٹے ابریز خان تبریز خان اور بیٹیاں نازنین اور زریں جاناں..... یاور کے تین بیٹے انعام خان اکرام خان حشام خان تھے بیٹیاں گل جاناں اور زمرد جاناں تھیں اور پھر ابھی وہ پالنے میں ہی تھے کہ ان کے رشتے روایت کے مطابق طے کر دیئے گئے۔ تیمور خان زمرد جاناں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے تھے تو ثانیہ ابریز خان کی زندگی بھر کی ساتھی بن گئیں۔ گل جاناں کو تبریز اور نازنین کو حشام خان کی زندگی میں شامل کر دیا گیا۔ دلاور اور خاور کے باقی رہ جانے والی اولاد کو ان کی بیویوں نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے بچوں سے کھپا دیا۔ سب بے حد خوش تھے۔ اکبر خان زریں کی ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی کہ وہ عمر میں کافی چھوٹے تھے۔ تب ہی نازنین ثانیہ اور گل جاناں کے گھر میں ننھے ننھے پھول کھل اٹھے۔ گل جاناں کے یہاں شمریز ہوا تھا اور نازنیہ کے بہرام خان نے جنم لیا تھا وہ دو سال کے تھے تب ثانیہ دو جڑواں بیٹیوں کی ماں بنیں پلوشے ورشے..... تیمور ذاکر خان شاکر خان انعام خان اکرام خان بھی والدین کے منصب پر فائز ہو گئے تھے۔

❁.....☆❁☆.....❁

"بھائی میں اپنی روایت کو قائم رکھتے ہوئے ورشے کے لیے بہرام کا رشتہ لائی ہوں۔" نازنین بھتیجیوں کی پیدائش بھائی کے گھر آئی تھیں۔ تینوں بھائیوں کی اولادیں آج جمع تھیں۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"مگر میں اس روایت کو توڑنا چاہتا ہوں نازنیہ....."
سب نے چونک کر ابریز خان کو دیکھا۔ وہ تینوں بھائیوں کی اولادوں میں سب سے بڑے تھے۔
"یہ خاندان جو برسوں سے دشمنیاں نبھاتا آرہا ہے وجہ زر، زمین، زن ہی ٹھہرے تو میں چاہتا ہوں جس طرح ہماری نسل اس سے محفوظ رہی آگے بھی ہم ان چیزوں سے محفوظ رہیں اور شروعات اسی روایت کو ختم کر کے کرتے ہیں۔" وہ نرمی سے کہہ رہے تھے اور تمام لوگ متفق تھے لیکن پھر حشام پر باہر ملک جانے کی دھن سوار ہوئی تب بہرام خان تین سال کا تھا تو نازنیہ ایک بار پھر دامن دراز کیے چلی آئیں۔
"انکار مت کریں بھائی ورثے ہی ہے جو مجھے یہاں سے جوڑ کے رکھے گی ورنہ حشام تو اپنا سب کچھ بھائیوں کو بیچ کر جارہے ہیں۔"
"لیکن تم جب آج حشام کو نہیں روک پارہی ہو تو کل بہرام کو کیا لاسکو گی..... نازنین ایسے میں ورثے کا مستقبل کیا ہوگا۔" ثانیہ خان گھبرائی تھیں۔
"بھابی میں بہرام کی رگوں میں غذا کے ساتھ ورثے کی محبت بھی اتاروں گی میں اسے واپس لاؤں گی۔ پلیز بھابی ابھی یورپ امریکہ کی چکاچوند نے میرے شوہر کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے مجھے یقین ہے میری تربیت بہرام کو یہاں واپس لے آئے گی۔ پلیز مجھے خالی ہاتھ نہ بھیجیں....." ان کی بات مان لی گئی اور ورثے کا نکاح بہرام سے کر دیا گیا اپنا حصہ بڑے بھائیوں کو بیچ کر حشام لندن سدھارے۔ نازنین مسلسل رابطے میں رہتی تھیں، شہر کی روشنیوں نے دھیرے دھیرے اس خاندان کے ہر فرد کو گرویدہ بنالیا۔ اکبر خان پڑھنے کے لیے شہر چلا گیا۔ ذاکر انعام خان کو بھی اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کا خیال آ گیا۔ ان کی دیکھا دیکھی گل جاناں کو بھی شہر نے کھینچ لیا۔ ذاکر انعام اور تبریز نے اپنا اپنا حصہ اپنے اپنے بھائیوں کو بیچ دیا اور شہر میں فیکٹریز لگالی تھیں۔ ابریز کو تبریز کے جانے سے بھی وہ دھچکہ نہیں لگا جو تیمور خان کے جانے سے لگا۔
"تیمور صرف اپنے بچوں کا سوچ کے جارہے ہو..... وادی کے لوگوں کے لیے کوئی سوچ نہیں ہم ان کے ذمہ دار ہیں، یہاں بہتری لانی چاہیے ہمیں..... کالج بنائیں گے تاکہ انہیں پڑھنے کے لیے باہر نہ جانا پڑے خوار نہ ہونا پڑے۔"
"اسکول تو ہم نے اپنے علاقوں میں بنالیے مگر پڑھانے کے لیے کہاں سے لائیں، کوئی ٹکتا ہی نہیں..... دنیاوی سہولتوں سے عاری یہ وادی صرف پہاڑ اور سبزہ نہیں ہمارے بچوں کا مستقبل نہیں ہوسکتی..... میں اپنے بھائیوں کی طرح یہ جگہ بیچ کر نہیں جارہا جو ہوسکا کروں گا لیکن اپنے بچوں کو پڑھنے کے لیے کئی گھنٹوں کی دوری پہ بھیجوں روز خطرناک راستوں سے گزاروں یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔" وہ چلے گئے۔
"خطرناک راستے....." ابریز خان چونکے۔
"یہاں ایک سڑک ہونی چاہیے....." انہوں نے اکرام اور شاکر کو ساتھ ملایا اور دن رات کوششیں کیں لیکن یہ ایک طویل صبر آزما کام تھا، ان ہی دنوں ہونے والی دو حادثوں نے بچا کھچا خاندان ختم کر دیا..... اکبر خان نے شہر میں شادی کرلی اور اکرام اپنی ساری جائیداد ابریز خان کو بیچ کر چلے گئے۔ وادی بھی اس رز سوگوار تھی۔ زریں کی اس بربادی پر تیمور شاکر شرمندہ تھے ابریز سے ملنے آئے تھے۔ تبریز غم و غصے سے پاگل ہوا جارہا تھا۔
"میں چاہتا تھا کہ ہم اپنی روایت بدل دیں۔ میں خاندان میں پھر اپنی پھپھوؤں، خالاؤں جیسی کوئی لڑکی نہیں چاہتا تھا، میں وادی کے کم عقل ان پڑھ لوگوں کو یہ سمجھاتا رہا اور اب..... اب میں اپنی بچی کا کیا کروں اپنی زریں کا....." ابریز کو اکبر خان کی شادی کر لینے کا دکھ تھا لیکن زریں کی شادی نہ ہونے کا دکھ زیادہ تھا۔
"تیمور کوئی اچھا لڑکا ہو تو مجھے بتانا زریں کے لیے....." ابریز خان کی بات پر سب چونک گئے۔
"کیا مطلب لالا کیا ہم زریں کی شادی خاندان سے باہر کریں گے ہماری روایات....."
"میں اس روایت کی بھینٹ اپنی بہن بیٹی کو نہیں

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

چڑھاؤں گا....." انہوں نے تبریز کی بات کاٹ دی تو وہ لب بھینچ کر رہ گیا..... یوں بھی اب وہ واپس آچکا تھا' اپنی آرام طلبی میں وہ سب کچھ تباہ کر بیٹھا تھا۔ یہاں واپس آیا تو بھائی نے کسی قسم کی کوئی باز پرس نہ کی..... الٹا ایک بڑی ریاست کا مالک بنا دیا گیا۔

یاور کے تینوں بیٹے اپنا حصہ ابریز کو بیچ کر جا چکے تھے جبکہ ذاکر' اکبر' شاکر کو مالک بنا کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس وادی سے چلے گئے تھے۔ شاکر بہت نرم مزاج اور صلح جو انسان تھے اور ہمیشہ ابریز کے فیصلوں پر سر جھکاتے تھے اکبر کے عمل نے مزید انہیں شرمندہ کر دیا پھر بے اولاد بھی تھے..... سو بہت سی وجہ ہونے کی بنا پر وادی میں ہی موجود تھے لیکن ان کے ہونے یا نہ ہونے سے تبریز کو کیا فرق پڑتا تھا..... شہر میں انہیں شراب شباب کا چسکہ لگا تھا شکار کا یہاں آ کے پڑ گیا اپنا ایک ڈیرہ بنا لیا اور زیادہ وقت وہیں گزارتے۔

شمروز کا بھی پڑھائی سے زیادہ دل شکار میں لگتا تھا اور پہلی بار جب تبریز کی شکایت ابریز خان کے پاس آئی تھی ان کی رونگھٹے کھڑے ہو گئے تھے' وہ فوراً ان کے ڈیرے پر پہنچے' وہاں رقص و سرور کی محفل سجی تھی۔ وہ جو اپنی وادی کی ترقی کے لیے کوشاں تھے اپنے بھائی کی اس پستی پر دم بخود رہ گئے۔ اسی پل انہوں نے اپنے بھائی سے سارے اختیارات واپس لے لیے..... اور ان دونوں بھائیوں کے بیچ میں "زمین" آ گئی۔ تبریز نے ظاہر تو نہ کیا..... دس سال گزر گئے لیکن وہ بھائی سے نفرت کرتے رہے اندر ہی اندر سازشیں کرتے رہے مگر ہر بار ان کو منہ کی کھانی پڑتی۔

شمروز نے بہ مشکل ایف اے کیا اور ماں کو لے کر وادی آ گیا۔ ابریز کو اس سے کچھ امیدیں تھیں مگر وہ بھی جلد ختم ہو گئیں کیونکہ اس کا اور اس کے باپ کا چال چلن ایک ہی تھا۔ زریں کے تیمور کے توسط سے ایک دو رشتے آئے تھے مگر اس نے انکار کر دیا وہ اپنے بھائی کے ساتھ وادی کی ترقی کے لیے کھڑی ہو گئی اسکول میں بچوں کو پڑھانا ہو یا دوسرے کام وہ سب میں ہاتھ بٹانے لگی۔ پندرہ سال کا عرصہ گزار کر سرکار نے وادی کے لیے سڑک بنوانی شروع کی تھی۔ خاندان کے ہر فرد کو وادی چھوڑنے کا فیصلہ درست لگا تھا۔ وہ سترہ سال کی تھی جب تیمور آئے تھے۔ زریں کا رشتہ لے کر.....

"اس بڈھے کا رشتہ لاتے کچھ تو شرم کرتے لالا....." گل جاناں کے کہنے پر تیمور حیران ہوئے۔ زریں جاناں جو ابھی بتیس سال کی تھیں اور خوب صورتی ایسی کہ اپنی عمر سے بہت کم نظر آتی تھی۔ انہوں نے گل جاناں کے منہ لگنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ رات کو تبریز خان سے ملاقات ہوئی انہوں نے تفصیلی بات کی اور اس کا جواب انہیں حیران کر گیا۔

"میں ابریز خان نہیں ہوں، میں روایات کے خلاف نہیں جاؤں گا۔"

"اور ایک لڑکی کی زندگی برباد کر دو گے....." تیمور خان حیران ہوئے۔

"وہ لڑکی میری بہن ہے اور تمہیں اس معاملے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ ان سے کافی چھوٹا تھا' اور جس بدتمیزی سے مخاطب تھا تیمور خان کچھ کہہ نہ سکے۔

"تیمور لالا مجھے شادی نہیں کرنی..... آدھی عمر تو گزر گئی اور موت کا کیا بھروسا کب آ جائے' میں خوش ہوں اور کوئی تبدیلی نہیں چاہتی اپنی زندگی میں....." رات کھانے کے بعد زریں نے ان سے کہا تھا..... وہ لب بھینچ کر رہ گئے۔ انہیں بہت عجیب سا لگ رہا تھا سب ٹھیک تھا مگر پھر بھی عجیب سا ماحول۔

"تبریز میں بہت زیادہ بدلاؤ آ گیا ہے..... تم لوگوں کے ساتھ رویہ تو ٹھیک ہے ناں اس کا۔" ثانیہ ان کے لیے دودھ کا گلاس لائی تھی وہ بارہ تیرہ سال پہلے یہاں سے چلے گئے تھے..... پھر ایک بار بھی بھابی اور بچوں کو لے کر نہیں آئے تھے۔ اور خود بھی پانچ سال بعد آئے تھے..... وہ ان سے کیا کہتی وہ تو شاکر سے بھی کچھ نہ کہتی تھی جو یہیں رہتا تھا اور سب جانتا تھا تبریز خان کے متعلق۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"ہمارے ساتھ تو بالکل ٹھیک ہے....." وہ کہہ نہ سکیں کہ کتنی مشکلوں سے پلوشے خان نے کالج میں داخلہ لیا ہے۔ شاکر خان نے اپنے حصے میں ایک کالج بنوالیا تھا سفر کئی گھنٹوں کا تھا مگر پھر بھی وادی میں ایک کالج بن گیا تھا البتہ ابریز خان کے بڑے حصہ میں صرف دکھاوے کا اسکول رہ گیا تھا۔

"کتنا وقت گزر گیا ثانی..... ہمارے بچے بڑے ہوگئے۔"

"ماشاءاللہ....." وہ مسکرائیں۔

"اگر میں اپنے بیٹے کا رشتہ لاؤں تو کیا تمہیں قبول ہوگا۔" وہ قدرے ہچکچا کے بولے تو وہ چونک گئیں۔ ثانیہ تو سب بہن بھائیوں کی طرح شہر جا بسی تھی اور سب شہر میں رہنے والے آپس میں رابطے میں تھے بس انہیں ہی جیسے بھلا دیا گیا تھا۔

"لالا ورشے کا تو رشتہ طے ہے اور نازنیہ بہرام رابطے میں رہتے ہیں حالانکہ وہ دوسرے ملک میں ہیں پھر بھی جیسے فاصلے پر نہیں....." وہ ناچاہ کر بھی شکوہ کر گئیں۔

"میں پلوشے کی بات کر رہا ہوں....." وہ مزید ہچکچا کر بولے تھے وہ متحیر سی رہ گئی۔ تیمور خان یہ کیا کہہ رہے تھے سن کر بھی یقین نہ آیا۔

☆.....☆.....☆

"السلام علیکم۔" آگے پیچھے کہتی وہ دونوں اندر داخل ہوئی تھیں۔

"مورے کیا بنایا ہے آج..... مجھے بہت بھوک لگی ہے۔" ورشے بھوک سے نڈھال ہی آتی تھی پلوشے سیدھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ گل جاناں کا جو تھپڑ کھا کے وہ گنگ سی اس کی شکل دیکھتی رہی تھی۔ دو سال گزر جانے کے بعد بھی حویلی اس کی آواز کو ترس گئی تھی۔ مورے اسے بولنے پر مجبور نہ کر سکی تھیں، گل جاناں نے سمجھایا تھا کہ اب خاموشی ہی اس کی پڑھائی کی شرط ہے لیکن یوں لگتا تھا اس کی پوری زندگی ہی خاموش ہو چکی تھی۔ وہ بولتی ہی نہ تھی۔ جو مل گیا کھا لیا جو مل جاتا پہن لیا جاتا..... وہ اب کٹھ پتلی بن گئی تھی..... خاموش اور دوسروں کے ہاتھوں پر ناچتی حویلی کے اندر..... لیکن.....؟

"ورشے آپ کے ماموں۔" ثانیہ خان نے تیمور خان کی طرف اشارہ کیا تو وہ چونکی۔ وہ دو سال پہلے بابا کے انتقال پر آئے تھے اور تدفین کے بعد فوراً روانہ ہو گئے تھے اور اس سے پہلے وہ پانچ سال پہلے زریں جانم کا رشتہ لائے تھے اور اس سے پہلے..... اس کی یادداشت نے کام نہ کیا۔

"السلام علیکم....." وہ قدرے جھجکی، شاکر ماما تو اس کا آکسیجن تھے مگر یہ.....؟ اس نے سر جھٹکا۔

"وعلیکم السلام ماشاءاللہ ثانی یہ کتنی پیاری ہو گئی ہے۔" انہوں نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا ان کی آنکھوں میں ذرا تحیر سا بھی تھا۔ ثانیہ اور زریں مسکرائیں۔

"اور آپ کی بہن وہ کہاں ہے اسے بھی بلائیں۔" وہ مسکرا کر بولے تو اس نے چونک کر مورے کو دیکھا..... اس کی بہن تو گھر والوں سے نہیں ملتی تھی ان سے کیا ملتی.....؟

"میں فریش ہو جاؤں پھر اسے لے آؤں گی بہت دور سے آتے ہیں تو سفر کر کے تھکن سی ہو جاتی ہے۔" اس نے معاملے کو سنبھالا تھا..... انہوں نے سر ہلایا۔ پلوشے سب کے ساتھ کھانے کی میز پر آتی ہی نہیں تھی سو آج بھی نہیں آئی۔ اس کے نہ آنے کی وجہ ثانیہ نے تھکن کہہ کر ٹال دیا۔ شام کی چائے کے وقت شاکر اپنی بیوی کے ساتھ آ گئے۔

"السلام علیکم ماما۔" سلام ورشے نے اس طرح سے کیا کہ پلوشے کی طرف دھیان ہی نہ گیا۔ شاکر خان اٹھ کھڑے ہوئے..... دونوں کو ساتھ لگایا..... تیمور خان نے دیکھا اور مسکرائے وہ اپنے بچوں کے بھی اتنے قریب نہ تھے وہاں شہر میں باقی موجود بہن بھائی کے بچے بھی ان سے ریزرو تھے ایک فاصلہ..... ورشے تیمور خان کے قریب والی کرسی پر بیٹھی تھی پلوشے شاکر کے برابر والی کرسی پر..... اس کی نظریں اپنے جوتوں پر گڑی تھیں کچھ دیر بیٹھ کر گل جاناں اور ثانیہ خان اٹھ گئیں۔ تیمور خان سے دونوں کو محبت تھی سو دونوں ان کی پسندیدہ ڈش اپنی نگرانی میں بنوانا چاہتی تھیں یا پھر چور کی داڑھی میں تنکا..... گل جاناں

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کو لگا تیمور خان جان لیں گے کہ سردار خاناں کی بیوی اب اس گھر کی نوکر بن چکی تھی..... ثانیہ خان' جو پچھلے ایک سال سے ملازموں کی ہیڈ بن چکی تھیں ہر بات میں گل جاناں کی مرضی چلنے لگی تھی۔

"اور بچے کیا مشاغل ہیں آپ کے۔" انہوں نے یوں ہی بات برائے بات ورشے سے کہا۔ زریں جاناں شاکر خان کی بیوی زرمینہ سے باتوں میں مگن تھیں۔

"پڑھائی..... پڑھائی اور صرف پڑھائی۔"

"لالا دونوں بچیاں پڑھنے کی بہت شوقین ہیں بالکل ابریز خان کی طرح۔" زریں بھی متوجہ ہو گئیں۔

"آگے جا کے کیا بننے کا ارادہ ہے؟"

"ورشے کو تو بس دلہن بننا ہے۔" زرمینے نے شرارت سے کہا تھا ورشے جھینپ گئی شاکر اور زریں ہنس دیئے..... وہ قدرے حیران ہوئے۔

"مامی میں تب بچی تھی۔" وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔

"تب بھی بچی ہو۔" زریں نے ہنس کر کہا۔

"لالا جب میں آٹھ سال کی تھی ایک شادی میں شرکت کے بعد کہتی تھی میں بڑی ہو کے دلہن بنوں گی۔" شاکر نے مسکرا کر بتایا۔

"دیکھ لیں..... آٹھ سال کی تھی میں اب سترہ کی ہوں۔" ورشے نے زرمینے سے کہا تھا سب ہنسے تھے اور اس ہنستے مسکراتے ماحول میں پلوشے ان فٹ تھی سو تیمور کی نظروں میں آ گئی۔

"اور پلوشے آپ..... آپ کیا بنو گی بڑے ہو کر۔"

"شہرینہ کی اسکالرشپ کا کیا ہوا لالا۔" زرمینے نے یوں کہا جیسے تیمور کا پلوشے سے کچھ پوچھنا انہوں نے سنا ہی نہ ہو اور ان سے ان کی بیٹی کا پوچھا تھا۔

"اس کے بھائی کو مل گئی ہے وہ بھی جی جان لگا رہی ہے مگر وہ اپنے بھائی جیسی نہیں ہے یا پھر اس کی قسمت میں اسکالرشپ نہیں ہے۔"

"اوہ..... وہ تو بہت روئی ہو گی۔" زرمینے تین سال پہلے شہر گئی تھیں اور تیمور لالا کی بیٹی کو اسکالرشپ کے لیے کوشش کرتے دیکھ کر حیران ہوئیں۔

"پڑھنے تو وہ ایبروڈ ہی جائے گی اب چاہے میں اسے اپنے خرچے سے بھیجوں۔" وہ دھیرے سے مسکرا کر بولے۔

"اوہ آپ کا تو کافی خرچا ہو گا اس کی پڑھائی پر....." زرمینے کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

"وہ تو ہو گا ہی لیکن یہ مال و دولت اللہ نے ہمارے بچوں کے لیے ہی دیا ہے اب ان پر خرچ کرنے میں کیا ہچکچانا۔" تیمور خان نے متانت سے کہا۔

"زرمینے کی اولاد نہیں ہے ناں اسی لیے اسے علم نہیں کہ اولاد پر خرچ کرنے میں دل میں کوئی تنگی نہیں ہوتی۔" انہوں نے سوچا۔

"تیمور خان جب میں قرآن پاک پڑھتی ہوں تو حیران ہوتی ہوں' اللہ اپنے کلام میں ابراہیم کو "بڑا مہربان" کہتا ہے "رحم دل" کہتا ہے یہ وہی نہیں جو اپنی شیر خوار بچے کو مکے کی تپتی ریت پر چھوڑ گیا تھا..... کیا یہ وہی نہیں جس نے اسی شیر خوار بچے کو چند سال گزر جانے پر اسی مکے کی تپتی ریت پر ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا تھا مگر پھر بھی خدا کہتا ہے وہ "رحم دل" تھا..... کیا آپ کو پتا ہے کیوں.....؟ پتا ہے آپ کو....." اس کا انداز بڑا ہی جارحانہ تھا۔

"نہیں پتا ہو گا کیونکہ آپ کو اس دنیا میں صرف اپنی اولاد نظر آتی ہے..... اسی لیے آپ کو ابراہیم کے رحم دل ہونے کی وجہ نظر نہیں آئے گی..... قوم لوط پر عذاب ڈھانے کے لیے آئے فرشتوں کو آپ نے باتوں میں لگا رکھا تھا اس امید پر کہ قوم لوط کو توبہ نصیب ہو جائے..... مگر قوم لوط کو احساس ہی نہ تھا' تب رب تعالیٰ نے فرمایا وہ رحم دل ہے' اپنی اولاد کے ساتھ جو کیا رب نے فرمایا وہ فرمانبرداروں میں سے تھا۔

اپنی اولاد کو اتنا خرچا کر کے اعلیٰ تعلیم کے لیے بھیج رہے ہیں اس سے آدھا خرچا یہاں کریں گے تو بہت سی اولادیں پڑھ لیں گی جہالت دور ہو گی اس وادی کی..... مگر آپ لوگ ان میں سے ہیں جو قائداعظم کے خلاف تھے پاکستان

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

بننے کے خلاف تھے دوقومی نظریے کے خلاف تھے آج ان کی نسلیں کہہ رہی ہیں ہمیں آزادی چاہیے کیونکہ وہ لوگ انگریزوں کے بعد ہندوؤں کی غلامی میں کرنے لگے ہیں اس لیے کہ ان کے بڑوں نے اپنے اعلیٰ عہدوں کا سوچا بلند حویلیوں اور بڑے دالانوں والے گھروں کا سوچا لیکن اپنی آنے والی نسلوں کا نہ سوچا۔ وہ انہیں بہت دور کی بات لگی ہوگی مگر قائد اعظم نے سوچا...... سو آج یہ پاکستان ہے...... جس میں آزادی کا سانس لیتے ہیں ہم...... اپنی اولاد پر خرچ کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے تیمور خان...... مگر صرف اپنی ہی اولاد کی دنیا بنانے میں خود کو ختم کر ڈالنے میں ضرور پکڑ ہوگی کیونکہ اولاد فتنہ اور دنیا فانی ہے......" وہ بالکل ابریز خان کی طرح بول رہی تھی۔

"پلوشے خان تمہیں پتا ہے وہ تمہاری ماں کا بڑا بھائی ہے تمیز سے بات کرو۔" زریں نے دانت پیسے تھے۔

"زریں جانم مجھے صرف یہ پتا ہے میرا باپ مر گیا ہے۔" وہ جھٹکے سے اٹھی اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔ تیمور خان کا منہ کھلا رہ گیا۔ باقی سب کے لب بھینچ گئے۔

"لالا...... وہ ابریز خان سے زیادہ جنونی ہوگئی ہے وادی کے لیے......" شاکر خان تاسف سے بولے تھے۔

"یوں لگتا ہے جیسے ابریز خان پلوشے کے اندر سما گئے ہوں...... وہی تڑپ وہی لگن وہی ارادے وہی جنون......" زرمینے بھی افسردگی سے کہہ رہی تھی۔

"میں اپنی بہن کی طرف سے معذرت کرتی ہوں۔ آپ مورے کو اس کی شکایت نہ کیجیے گا۔ مورے اسے جب دیکھنا چاہتی ہیں وہ ان کے آگے چپ ہی رہتی ہے وہ کبھی نہیں بولتی۔ بالکل چپ ہی رہتی ہے۔" ورشے ان سے ملتجایہ کہہ رہی تھی انہوں نے سر ہلایا...... وہ ابریز خان کے دوست رہے تھے سب سے زیادہ ان کے قریب...... سب چاہے کتنا بھی کہیں کہ وہ ابریز خان کے جیسی ہے مگر وہ جان گئے تھے اس فرق کو جو ابریز خان اور پلوشے خان میں تھا...... وہ امید اور اختیارات کا فرق تھا۔ ابریز خان کے پاس دونوں چیزیں تھیں اور پلوشے کے پاس دونوں ہی چیزیں نہیں تھیں۔ اسی لیے وہ ابریز خان جیسی نہیں تھی۔ اس کا اس ماحول میں رہنا ٹھیک نہیں ہوگا' یہ انہوں نے تمریز سے مل کر جانا تھا۔ پلوشے خان نے تمریز خان کا تو کیا بگاڑنا تھا البتہ خود ضرور نقصان اٹھا لینا تھا کیونکہ اب جو جرگے کے سردار تھے وہ سردار خاناں کے حمایتی تھے وادی سے انصاف چلا گیا تھا۔

وہ وقت گزر گیا تھا جب بکری شیر ایک گھاٹ سے پانی پیتے تھے۔ اب ظلم کا اندھیرا تھا۔ تمریز خان اور اس کے ہوکاروں نے وادی کے لوگوں کی جان عذاب میں کر دی تھی۔ وہاں زندہ رہنے کا مطلب تھا خاموش رہنا۔ وادی کو اب خوف نے لپیٹ لیا تھا۔ انہیں وادی کے حالات شاکر خان سے سن کر افسوس ہوا تھا مگر وہ کچھ کر نہ سکتے تھے۔ کیونکہ تمریز سردار تھا گرچہ سب پلوشے اور ورشے اور زریں جانم کا تھا مگر وہ غاصب تھا۔ تمریز خان کے زیر دست آنے والی ان چاروں عورتوں میں سے شاکر خان کو جس کی فکر تھی وہ پلوشے خان تھی۔

حشام خان کو جب اپنے حصے سے دلچسپی نہ تھی تو ورشے کے حصے سے کیا ہوتی۔ ہوا سے تو صرف بھولے کے جاتی تھی زریں جانم نے تو کیا ہی اپنے حصے کا مطالبہ کرنا تھا سو گھوم پھر کر صرف پلوشے ہی تھی' جس کو قابو رکھنا تمریز خان نے ضروری سمجھا حالانکہ شہروز خان نے تو چاہا چاروں عورتوں کو قتل کر دیا جائے لیکن تمریز خان ابھی پاگل نہ ہوا تھا' وہ گھی سیدھی انگلی سے نکالنے کا قائل تھا۔

"جس خاندان نے میری بہن کو ٹھکرایا اس خاندان میں میں اپنی بیٹی کو بیاہوں گا یہ تم نے سوچا بھی کیسے......؟" وہ استہزائیہ بولے تھے' تیمور خان کے لب بھینچے۔

"ابریز لالا اگر ہوتے تو انکار نہ کرتے خاناں......" زریں جانم چاہتی تھیں کہ پلوشے یہاں سے چلی جائے...... آخر کب تک وہ اور ورشے اٹھ اٹھ کر کمروں کے دروازے بند کرتیں کہ پلوشے کی آواز گل جاناں تک نہ جائے...... کب تک پردے ڈالے جاسکتے تھے پلوشے خان کی حرکتوں پر...... کب تک چھپایا جاسکتا تھا پلوشے

www.pklibrary.com

خان کا شبنم سے شعلوں میں بدلنے والا وجود..... وہ آتش فشاں بن چکی تھی۔

"اگر لالا ہوتے تب..... لیکن اب لالا نہیں ہیں میں ہوں..... اور میں اپنے خاندان کی روایتوں سے انحراف نہیں کروں گا....." وہ تضحیک سے بولے تھے۔

"اور ویسے بھی ہمارا ارادہ شمروز کے لیے ہے....." گل جاناں نے اطمینان سے کہا تھا' ثانیہ خان اور زریں جانم کا سانس ہی رک گیا۔

"ابھی وہ چھوٹی ہے ہمیں ایسا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے....." ثانیہ خان نے بات ختم کرنا چاہی تھی۔

"بھابی ہمارے یہاں تو بچپن میں ہی یہ فیصلے ہوتے ہیں۔" گل جاناں نے ان کی بے بسی کا مزہ لیا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ ثانیہ خان خوددار عورت ہرگز بھائی کے دروازے پر جانا پسند نہیں کریں گی اور کمزور اتنی کہ اپنی جائیداد میں سے تنکے کا بھی مطالبہ نہ کریں گی۔

"ایک بیٹی ثانیہ کی پھوپو کے گھر گئی ہے تو دوسری کو ماموں کی بہو بننے میں کیا حرج ہے۔" تیمور خان نے بات ہلکے پھلکے انداز میں کہا تھا۔ اندازہ تھا کہ جان کے درپے ہونا تبریز کے لیے معمولی سی بات بن گئی ہے۔

"کوئی اس لڑکی سے پوچھے گا....." دروازہ دھکیل کر وہ اندر داخل ہوئی سب چونکے تھے۔

"تم..... تمہارا کیا کام بڑوں کے درمیان۔"

"میں اپنی ماموں سے بات کر رہی ہوں۔" گل جاناں جو تلملا کر اٹھنے لگی تھی' پلوشے خان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا گل جانا کا منہ کھلا ایک سال سے وہ اسے خاموش ہی دیکھ رہی تھی۔ آج یہ انداز.....

"جنگل میں ایک شیر ہوتا ہے اس کی اولاد بھی شیر ہوتی ہے ہر آنے والی مصیبت کا مل کر سامنا کرتے ہیں..... وہ سب کا خیال رکھنے والا ہوتا ہے' وہیں ایک پرجوع بھی ہوتا ہے صرف اپنی سوچنے والا اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لیے اپنے لیے نافقہ بنانے والا..... پرجوع ایک جنگلی چوہا ہوتا ہے اور نافقہ اس کی دو منہ والی بل کو کہتے ہیں' دو منہ یا دو سوراخ وہ کس لیے اپنا بل بناتا ہے آپ جانتے ہوں گے صرف خود کو محفوظ رکھنے کے لیے۔" تیمور خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بول رہی تھی۔

"وہ جو سینہ تان کر میدان جنگ میں کھڑا ہو' سینے پہ تلوار چلائے اور سینے پر ہی زخم کھائے' وہ جو دوسروں کا سوچے وہ بھلا پرجوع کی نافقہ میں کیسے رہ سکتا ہے۔" سب خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"اور میں تو اس باپ کی اولاد ہوں جو دوسروں کا سوچتے سوچتے اس دنیا سے چلا گیا' آپ کی طرح صرف خود کو محفوظ نہیں کیا اس نے..... اس باپ کی اولاد ہو کر میں آپ کے بیٹے کی بیوی بننے کی بجائے شمروز خان کی بیوہ بننے کو ترجیح دوں گی۔" وہ ایک طوفان کی طرح اندر داخل ہوئی تھی اور سب تہس نہس کر کے اسی انداز میں پلٹ گئی تھی۔ تیمور خان کے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے خونخوار نظروں سے اس کے پیچھے دیکھتے رہ گئے تھے۔

❁.....☆❁☆.....❁

"تمہاری ماں جو یہ تکلیفیں اٹھا رہی ہے یہ تمہارے لیے ہے تم دونوں اپنے گھر کی ہو جاؤ تو وہ بھی سکون کا سانس لے لیکن تم نے اس کی ساری خوش آئند سوچوں کو برباد کر دیا ضرورت کیا تھی تمہیں تیمور لالا سے اس طرح فضول بکواس کرنے کی....." وہ خاموشی سے زریں جانم کو سن رہی تھی' مورے کے سر میں درد تھا انہیں دوا دے کر ورشے افسردہ سی بیڈ کے کونے پر تھی۔ تیمور خان واپس چلے گئے تھے۔

"تم..... تم شمروز خان سے شادی کرو گی اس گھٹیا انسان سے....." ورشے اب تک صدمے میں تھی۔ اس کی ساری بکواس سے اگر کوئی مطمئن ہوا تھا تو وہ تبریز خان تھے جنہیں تیمور خان کی پلوشے خان کے ہاتھوں ہونے والی تذلیل نے نہایت مسرور کیا تھا۔ ظاہر ہے وہ انہیں بزدل کہہ رہی تھی اس ساری کہانی میں..... یعنی اب جائیداد میں کسی قسم کا کوئی بٹوارہ انہیں نہیں کرنا ہوگا' یہی تو وہ چاہتے تھے' بس اب اس لڑکی کو مٹھی میں ہی رکھنا تھا.....

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

ایک آدھ اچھا کام وادی کے لوگوں کے لیے اس کے ہاتھوں کروادیا جائے تو وہ پوری طرح ان کے بس میں ہوگی سودا برا نہ تھا۔ انہوں نے شام کو ہی اسے بلوالیا۔

"میں سوچ رہا تھا پلوشے کہ اگر ہم وادی میں ایک اسکول بنوالیں۔"

"جیسے آپ کی مرضی خاناں مگر یہ بیکار ہوگا شاکر خاناں والی وادی میں بھی اسکول ہے مگر کوئی فائدہ نہیں بچے کم آتے ہیں۔ ٹیچر رکتے نہیں ہیں....." اس نے فوراً کہا تھا۔

"ہمارا اسکول کوئی ایسا شاکر خان کے جیسا فضول سا نہیں ہوگا ہم باپ بیٹی محنت کریں گے دن دگنی ترقی....." وہ جانتے تھے اس کے باپ کو کتنی لگن تھی بچوں کو پڑھانے کی چند دن وہ اسکول کھلوادیں گے نرسری کے بچے کون سا ان کے خلاف کھڑے ہونے والے تھے پھر وادی میں موجود اپنے بندوں سے اسکول ٹیچرز کو دھمکی دلوادیں گے کوئی ٹیچر پھر رکے گا ہی نہیں' پلوشے کو یہی لگتا رہے گا کہ وہ تو بھلائی کی کوشش کررہے ہیں مگر وادی کی قسمت ہی خراب ہے مگر سامنے پلوشے تھی پلوشے خان ابریز خان کی اولاد..... ان کی طرح سمجھ بوجھ والی.....

"آپ کی مرضی....." اس نے بیزاری دکھائی۔

"پلوشے میں تمہارا باپ تو نہیں لاکے دے سکتا لیکن میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں بچے جیسے تم اپنے باپ کی زندگی میں تھیں۔"

"تو میں کیا کروں خاناں کیسے خوش رہوں' مورے مجھے وادی میں اپنی چند دوستوں سے بھی ملنے جانے نہیں دیتیں ہیں..... وادی کے لوگوں کے غم تو دور اب تو کسی شادی میں بھی شامل نہیں ہوسکتے ہم۔ کالج کی دوستیں بھی گھر بلائیں تو ہمیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔" وہ منہ بسورے بچوں کی طرح کہہ رہی تھی۔ تبریز خان دل سے ہنسے تھے وہ ایسی بھولی سی شکایتوں پر ہنس ہی سکتے تھے انہیں نہیں پتا تھا اس چہرے کے پیچھے ایک "بلا" ہے جو انہیں "تباہ" کردے گی۔

"ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا کہ تمہیں وادی جانے دیا جائے کبھی کبھی..... مگر یاد رکھو صرف کبھی کبھی جاؤ گی..... کیونکہ یہ چھوٹے لوگ ہیں ان سے ملنے میں فاصلہ رکھا کرو....." وہ مسکرا کر بولے..... اس کا وادی آنا جانا بھلا کیا مسئلہ پیدا کرسکتا تھا؟

"سچ خاناں....." وہ واقعی حیران ہوئی تھی اسے اندازہ نہ تھا اتنی آسانی سے اسے وادی کے لوگوں سے ملنے کی اجازت مل جائے گی۔ انہوں نے سر اثبات میں ہلایا اور ملاقات کا وقت ختم ہوگیا تھا وہ باہر نکلی تو کچھ فاصلے پر شہروز اور گل جاناں کو محو گفتگو پایا..... وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی تھی کہ شہروز خان اس کے راستے میں آ گیا۔

"سنا نے اپنے ماموں کو انکار کردیا ہے تم نے، میری بیوی بننا چاہتی ہو تم....." وہ متحیر سا مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ پلوشے خان نے گل جاناں کو دیکھا جو کافی فاصلے پر تھیں۔

"غلط سنا ہے تم نے۔"

"واقعی....." وہ استہزائیہ سا ہنسا۔ "تم میری بیوی بننے کی آرزومند ہو یہ جان کر اچھا لگا۔" وہ تپانے والی مسکراہٹ لیے کہہ رہا تھا۔

"تصحیح کرو اپنے جملے کی تمہاری بیوی نہیں بیوہ بننے کی خواہش ہے مجھے۔" شہروز کو جھٹکا لگا اور اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تو پلوشے "مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ جہاں زریں جاناں ابھی تک غصے میں اور ورشے صدمے میں تھی۔

"اپنے صدمے سے باہر آؤ ورشے ہم دونوں وادی میں چل رہے ہیں۔" اس نے وارڈ روب کھول کر اپنی اور ورشے کی چادریں نکالیں وہ دونوں چونکیں۔

"وادی میں..... لیکن وہاں جانے سے تو گل جاناں نے منع کردیا ہے ناں۔" ورشے حیران سی اٹھی تھی۔

"ماں کے بھائی کی بے عزتی کرکے باپ کے بھائی کا اعتبار حاصل کرلیا۔" اس نے کہتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا۔ "سودا فائدے کا کیا ہے ناں.....؟" اس نے مسکرا کر کہا اور پھر ورشے کی چادر اس کی طرف اچھالی۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"اب چلو دیر ہو رہی ہے۔ جو کام چھپ چھپ کر کرتے تھے وہ اب کھل کے کرنے کا وقت آ گیا ہے۔"

"یہ آگ اور تیل کا کھیل ہے پلوشے یہ ہمیں تباہ کردے گا۔" زریں جاناں خوفزدہ سی اس کے قریب آئی تھیں۔

"زریں جانم یہ کھیل ہمیں نہیں ان لوگوں کو برباد کرے گا جس نے وادی کو تباہ کر دیا ہے۔" وہ نفرت سے کہتی باہر نکل گئی۔ زریں نے بے بسی سے ورثے کو دیکھا ورثے بھی چادر اٹھا کے باہر آ گئی۔

"تم دونوں کہاں جا رہی ہو اس وقت....." لاؤنج میں ٹی وی دیکھتی گل جاناں نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"وہ..... وہ..... وادی....."

"سردار خاناں سے پوچھ لیں..... انہی کی اجازت سے جا رہے ہیں۔" کہہ کر وہ ورثے کو تقریباً گھسیٹتی باہر لے گئی۔ گل جاناں جھٹکے سے اٹھ کر سردار خاناں کے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔ "یہ پلوشے کہاں گئی..... وادی گئی ہے وہ؟" وہ بے یقین تھیں۔

"میں نے وہاں جانے سے منع کیا تھا سردار خاناں وہ لوگوں کی باتیں سنے گی تو....."

"کیا کرے گی پھر.....؟" انہوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ "دیکھو گل جاناں میں ان دونوں کو قتل نہیں کرنا چاہتا محبت کا دکھاوا کر کے بھی معالات کو سنبھالا جا سکتا ہے مجھے خطرہ وادی کے کمزور لوگوں سے ہرگز نہیں تھا ہمیشہ ڈر تھا تو ثانیہ کے بھائیوں کا..... وہ شہر میں جا کر طاقتور ہو گئے ہیں دولت سے بھی اور تعلقات سے بھی..... وہ اگر ثانیہ کی بیک پر آ جاتے تو ہمیں قتل و غارت گری کرنی پڑتی..... مگر ابریز کی اولاد اسی کے جیسی نکلی..... اپنی وادی سے محبت کرنے والی اور اسے نہ چھوڑ کر جانے والی..... جس طرح کا سلوک پلوشے نے تیمور کے ساتھ کیا ہے صاف ظاہر ہے وہ ان لوگوں سے بے انتہا بدظن ہے سو ان لوگوں کے پاس وہ کبھی نہیں جائے گی..... تو بس ذرا سا دکھاوا ہمارے بہت سے مسائل حل کر دے گا۔ اٹھارہ سال کی ہو جائیں تو ایک کو بہرام کے ساتھ رخصت کر دیں گے اور دوسری کو شہروز کی بیوی بنا لیں گے پھر بس ساری جائیداد کے اکیلے ہم مالک بن جائیں گے....." وہ سنجیدگی سے کہہ رہے تھے سیدھی سی بات تھی اور سیدھا سیدھا حساب کتاب تھا..... لیکن سامنے گل جاناں تھی جسے پلوشے سے بیر تھا..... اور ابھی کچھ پل پہلے ہی پلوشے جس تفوق کے ساتھ اس کے سامنے سے گزر کے گئی تھی وہ بھی ناقابل برداشت تھا..... خدشات تو اسے بہت سے تھے مگر وہ فی الحال چپ ہو گئی تھی..... اب اسے سردار خاناں کے سامنے پلوشے کے خلاف ثبوت لانے تھے پھر اسے قید کرنا تھا۔ اس کی اتراہٹ اور اس کا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا گل جاناں کے جسم پر نفرت کی چیونٹیاں رینگنے لگی تھیں۔

❁.....☆❁☆.....❁

"لیجیے..... شروع ہو گئے ہماری بربادی کے دن۔" وہ زمینوں کے حساب کتاب میں مصروف تھے جب دروازہ کھول کر گل جاناں تنتناتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو انہوں نے چونک کر دیکھا۔

"وہ وادی کے دو بچوں کو سائیکل دلوا کے آ رہی ہے کیونکہ انہیں شاکر کے حجرے میں جانے سے پریشانی ہوتی ہے۔" وہاں اسکول تھا..... گل جاناں کی بات پر انہوں نے سر جھٹکا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

"کیا کہہ رہی ہوں میں سن رہے ہیں آپ....." وہ جھلائی۔ "باپ کی طرح وہ بھی اب اپنی دولت لٹا دے گی۔ اور ہم پھر سڑکوں پر آ جائیں گے بند کریں اس کا وادی جانا اور....."

"چپ کر جاہل عورت، پتا بھی ہے تجھے کہ اس کے باپ کی دولت کتنی ہے۔" وہ چلا اٹھے تھے تو گل جاناں سہم گئی تھیں۔

"مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ کیا کر رہی ہے اس کا ڈرائیور میرا آدمی ہے۔ وہ مجھے اس کے بارے میں ایک ایک بات بتاتا ہے، جب اس نے دو بچوں کو سائیکل

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

دلوائی تو میں نے خود اسے کہا کہ ایک وین لگوا دیتا ہوں جو مزید بچوں کو سہولت فراہم کرے گی' جب تک ہماری کوششوں سے اسکول نہیں بن جاتا۔ وہ بہت خوش ہوگئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ خوش رہے اسی لیے آئندہ اس کے معاملات میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ بولے۔

"وہ ہمیں نقصان دے گی..... آپ کو پتا نہیں ہے وہ شمروز والے واقعے پر اسے پھانسی چڑھانا چاہتی تھی۔" کچھ دیر بعد وہ بولیں۔

"اس کی چاہت سے کیا ہوسکتا ہے' شمروز سے کہو ذرا محتاط رہے بس جائیداد ہمارے نام ہونے تک کوئی گھٹیا حرکت نہ کرے پھر وہ اس کی بیوی ہوگی' جیسا چاہے وہ اس کے ساتھ سلوک کرے کون پوچھنے والا ہے پھر۔" انہوں نے لاپروائی سے کہا۔ گل جاناں لب بھینچ کر رہ گئی۔

☆.....☆.....☆

"گاڑی روکو..... گاڑی روکو....." وہ کالج سے آرہی تھیں جب دو تین آدمی سامنے آئے۔ ڈرائیور نے فوراً گاڑی روک دی۔

"عبداللہ..... عبداللہ تیری بہن کی بیٹی دوپہر سے غائب ہے۔" ایک شخص عبداللہ کی طرف آیا اور بولا۔

"عبداللہ گاڑی فوراً اپنی بہن کے گھر کی طرف موڑو۔" عبداللہ سن سا تھا کہ پلوشے چلا کر بولی اور اس نے فوراً حکم کی تعمیل کی تھی۔ عبداللہ کی بہن کے گھر کہرام مچا ہوا تھا' وہ پندرہ سال کی بچی اپنی دوست سے ملنے گئی تھی..... اور اب تک نہ آئی تھی۔

"عبداللہ میری بچی عبداللہ....." اس کی بہن اسے دیکھتے ہی دوڑ کر اس کے قریب آئی تھی۔ وہ بے حال تھی۔

"مل جائے گی..... بچی ہے ادھر ادھر چلی گئی ہوگی۔"

"لالا سب جگہ دیکھ لیا وہ کہیں نہیں ہے۔" عبداللہ کی چھوٹی بہن رو رہی تھی۔ پورا محلہ جمع تھا' اور سب کے چہروں پر زرد تھے۔ کیونکہ ابریز خان کی موت کے بعد سے گم ہونے والی لڑکیوں کی لاش ہی ملتی تھی۔

"عبداللہ مجھے پتا ہے اس کی گمشدگی کے پیچھے اس منحوس شمروز کا ہاتھ ہے مجھے میری بچی چاہیے۔" اس کی بہن نے اس کا گریبان پکڑا تھا۔ اپنی بہن کی بات پر عبداللہ کی آتی جاتی سانسیں بھی رک گئیں..... اس کے اندر خون کا فشار بلند ہوا تھا....." وہ جھٹکے سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"عبداللہ..... کہاں جارہے ہو؟"

"اپنی بھانجی کو لینے....." پلوشے کی آواز پر وہ رک کر بولا۔

"شمروز چار دن سے وادی میں نہیں ہے..... یہ اس کا کام نہیں ہے۔"

"اس کا نہیں تو اس کے مصاحبوں کا کام ہوگا..... وہ شر پسند گھٹیا لوگوں کا کام ہی یہی ہے نفس کے غلام ہیں تباہ کر رہے ہیں ہماری وادی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا میں ان کو۔" وہ باہر کی طرف بڑھا۔

"صرف ایک گولی ماریں گے وہ..... تم اپنے پیروں پر کھڑے نہ رہ سکو گے۔" سب نے چونک کر پلوشے کو دیکھا۔

"پھر میں کیا کروں بے غیرتوں کی طرح گھر میں بیٹھا رہوں۔" وہ چلایا۔

"اگر یہی غیرت پہلے دکھاتے تو آج محفوظ ہوتے۔" اس نے حیرت سے پلوشے کو دیکھا۔

"کتا جب پاگل ہوجائے اور پچھلی گلی کے لوگوں کو کاٹے تو اسے وہیں گولی مار آؤ ورنہ وہ تمہاری گلی اور تمہارے گھر میں بھی گھس آئے گا' مگر تم تو اسے ہڈی دینے لگے عبداللہ تاکہ وہ اور توانا ہوجائے' یہ دن تو پھر دیکھنا ہی تھا۔" عبداللہ سن سا ہوگیا پلوشے کیا کہہ رہی تھی؟ وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"مجھ سے غلطی ہوگئی میں..... میں....." وہ کچھ کہتا کہتا رکا اور پھر لب بھینچ کر باہر کی طرف مڑا۔

"رک جاؤ عبداللہ....." پلوشے نے کہا' عبداللہ کے ساتھ ساتھ سب ہی لوگ چونک گئے عبداللہ کی بھانجی

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کمرے سے نکل رہی تھی۔

"زرگل..... زرگل تم....." اس کی ماں بھاگ کر اس کے پاس آئی تھی۔

"تم یہاں کمرے میں مگر مورے..... مورے نے کہا تم صبح دوست کے گھر گئی تھیں۔" وہ کہتے ہوئے اپنی ماں کی طرف مڑی' عبداللہ نے بھی اپنی ماں کو دیکھا مگر اس کی ماں بس چپ سادھے سخت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"سردار پلوشے جانم میں نے اپنی اولاد کی تربیت ایسی نہیں کی کہ وہ کسی کا ایک بالشت زمین کا ٹکڑا بھی ظلم سے حاصل کریں، پھر جانے کیسے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھ گئی کہ وہ وادی کو تکلیف دینے والوں میں سے ہوگیا' وادی کا ہر گھر جل رہا ہے اور وہ صرف اپنا گھر محفوظ رکھنے والوں میں ہوگیا' میں بہادر باپ کی بیٹی تھی یہی سبق میں نے اپنی اولاد کو دیا تھا مگر پتا نہیں وہ کب غلاموں میں شامل ہو گیا..... لیکن یہ دولت کی حرص ہے جس نے میرے بیٹے کے اندر سے صحیح غلط کی پہچان مٹادی۔" وہ تکلیف میں تھی' عبداللہ لب بھینچے کھڑا تھا۔

"عبداللہ تمہیں اگر مالکوں سے وفاداری کرنی ہے تو درست مالک کا انتخاب کرو....." پلوشے نے کہنے والے کو دیکھا تھا۔

"میں معافی چاہتا ہوں ماں..... میں بھٹک گیا تھا۔ آج تکلیف مجھے ملی ہے وہ آئے دن وادی کے کسی نہ کسی گھر کا نصیب بننے لگی ہے' یہ ناقابل برداشت ہے' یہ عذاب ہے' اور ہم واقعی اس سے بچ نہیں سکتے اگر ہم نے اپنی وفاداریاں سیدھی نہ رکھیں تو....." وہ روتا ہوا ماں سے لپٹ گیا۔

"سردار ابریز خان کی اولاد ہی ہماری سردار ہو سکتی ہے اور کوئی نہیں۔" عبداللہ اٹھتے ہوئے بولا تھا اور وہ خوب صورت سا نوجوان جو عبداللہ کا دوست تھا۔

"قبول ہے قبول ہے....." کا نعرہ لگاتے ہوئے پورے صحن میں موجود لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

"مگر یہ بات کسی کو پتا نہ چلے۔" شور تھما تو پلوشے نے کہا۔ "وہ بہت طاقتور ہیں ان سے مقابلے کے لیے ہمیں تیاری کرنی ہوگی' ورنہ ہم چند لوگوں کو مارنا ان کے لیے مشکل نہ ہوگا۔" سب نے پلوشے کی تائید میں سر ہلایا۔

تین مہینے گزرے تھے اور یہ اس وادی میں اس کا تیسرا چکر تھا' کیونکہ تبریز خان نے اسے "کبھی کبھی" آنے کی اجازت دی تھی۔

"کبھی کبھی....." اس نے استہزاء سے سر جھٹکا۔ "بے فکر رہیں سردار خاناں کبھی کبھی آؤں گی..... بس کبھی کبھی۔" اس نے صحن میں موجود بیس لوگوں پر نظر ڈالی..... جن کی اب وہ سردارنی تھی' بیس لوگ یعنی وادی کے بیس گھر سیدھا سا حساب تھا بیس قبیلے اس کے ہو گئے۔ وہ خوشی سے مسکرائی اور پھر نظر اس نوجوان پر ٹکی۔

"اس لڑکے کا نام کیا ہے۔" اس نے پاس کھڑی عبداللہ کی بہن سے پوچھا۔

"یہ شائل خان ہے لالا کا دوست۔" اس کی بہن نے کہا تھا پلوشے نے سر ہلایا اور پھر کچھ دیر بعد وہ عبداللہ کے ساتھ گھر آ گئیں۔

"آپ مجھ پر ہمیشہ اعتبار کیجیے گا کیونکہ اب میں نے صحیح انتخاب کر لیا ہے۔ میں آپ سے کبھی دھوکا نہیں کروں گا..... اب میں سردار خاناں کو آپ کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دوں گا۔" وہ راستے میں بولا تھا اور شے نے آہستہ سے سر ہلایا۔

"پاگل ہو گئے ہو کیا عبداللہ....." پلوشے نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"اگر تم انہیں نہیں بتاؤ گے تو وہ کسی اور کو ہمارا ڈرائیور یا کسی اور طریقے سے مخبر رکھ لیں گے اور وہ جان لیں گے کہ میں ان کی تباہی کی تیاری کر رہی ہوں۔ تم انہیں سب بتاؤ گے' تاکہ انہیں لگے کہ وہ میرے بارے میں سب جانتے ہیں۔" عبداللہ حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا' ہونق سا اور شے کو ہنسی آئی۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"عبداللہ لالا..... آپ ان سے کہیں "پرہ" کی شادہ کے لیے پلوشے نے دس ہزار دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یعنی پلوشے جو چھوٹی موٹی امداد کرتی ہے اس کے بارے میں بتائیں تاکہ انہیں لگے وہ ابھی بچی ہے..... محض سترہ سال کی جذباتی بچی....." ورشے کی وضاحت پر عبداللہ نے گہرا سانس لیا تھا بات اس کی سمجھ میں آ گئی سردار خاناں کو چھوٹی موٹی بات بتانی تھی۔

"میں تو ڈر گیا تھا۔" اس نے بیک مرر سے پلوشے کو دیکھا جو باہر دیکھتی کسی سوچ میں گم تھی ورشے مسکرادی۔

"عبداللہ مجھے ایک اور ایسا وفادار چاہیے جس کی سانسوں کی شرط میری غلامی ہو۔" حویلی کا دروازہ نظر آنے لگا تب اس نے کہا۔

"آپ حکم کریں سردارنی مجھے ایسا ہی پائیں گی۔"

"عبداللہ میں نے کہا ایک اور ایسا وفادار چاہیے۔" اس نے عبداللہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنی بات کو دہرایا تو وہ چونکا۔

"جی ٹھیک ہے۔" اس نے کہا وہ لوگ اتر گئیں..... زریں جاناں گنگ سی ساری بات سنے گئی۔

"پلوشے..... اس میں تمہارا کیا عمل دخل تھا۔"

"پچھلی ملاقات میں، میں نے اس کی ماں کے ساتھ دس منٹ گزارے تھے بس۔"

"بس....." زریں جاناں متحیر تھی۔ "یہ کھیل خطرناک ہوگیا ہے پلوشے لوگوں کی چھپ چھپ کر مدد کرنا ہی جان کی بازی لگانے کے مترادف اب یوں کھلے عام....." ورشے بھی ڈری ہوئی تھی۔ زریں جاناں بھی اور مورے کو خبر نہ تھی۔

"شمروز کے گلے میں جب تک پھندہ نہ ڈال دوں تب تک کچھ بھی کھلے عام نہیں ہوسکتا۔" اس نے تنفر سے کہا تھا ورشے اور زریں جاناں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔

"اور اگر یہ خبریں تبریز خان تک پہنچ گئی تب کیا ہوگا؟"

"ان کا قتل ہوگا میرے ہاتھوں....."

"وٹے....." ورشے دہل کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

"یہ تو سوچنا بھی نہیں ورشے کہ وہ ہمیں قتل کر دیں گے۔ اب بے گناہ لڑکیاں دفن نہیں کی جائیں گی..... اب گناہ گاروں کی قبر کھودنے کا وقت ہے۔" وہ کہتی واش روم میں گھس گئی۔ وہ دونوں لب بھینچے رہ گئیں۔

❁.....☆❁☆.....❁

"میرا نام شائل خان ہے....." ورشے نے اس روز اتنے غور سے نہ دیکھا تھا لیکن آج یوں لگا جیسے اس کے آنے سے اس سنسان راستے پر پہاڑوں اور سبزے کی رعنائی بڑھ گئی ہو وہ بے حد خوب صورت نوجوان تھا۔ عبداللہ کار روکے اس کا بونٹ کھولے کھڑا تھا' کار خراب نہ تھی لیکن پلوشے محتاط تھی' وادی کے چپے چپے پر شمروز کی چیلے تھے۔

"خاناں مجھے اس اسلحے کا استعمال سیکھنا ہے جس کے حفاظتی دستے میں آج کل تم شامل ہو۔" اس کے کہنے پر شائل خان نے چونک کر عبداللہ کو دیکھا۔

"تم نے بتایا..... واہ کیا وفاداری ہے۔" وہ استہزاء سے ہنسا..... ورشے کو لگا وادی بھی ہنسنے لگی ہو۔

"کیا تم نے مجھے بتایا ہے کہ آج کل تم کیا کر رہے ہو؟" عبداللہ نے کہا تو وہ لاجواب ہوا' واقعی عبداللہ کو نہیں پتا تھا لیکن پھر پلوشے کو کیسے پتا.....؟ وہ اس کی طرف مڑا پلوشے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تبریز خان نے نیا نیا اسلحے کا کاروبار کیا ہے جس کا تیسرا کنٹینر اس کے گودام میں کل پہنچا ہے اور اگلے ہفتے تک چھوٹی چھوٹی گاڑیوں میں مختلف علاقوں میں پہنچایا جائے گا' میں وہ اسلحہ دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"آپ کو یہ سب کیسے پتا.....؟" وہ متحیر تھا۔

"تم نے مجھے اپنا سردار قبول کیا ہے..... اب مجھ سے سوال کرنا فضول ہے، میں جواب نہیں دوں گی' بس ایک بات جان لو کہ تم نے مجھے سردار اس لیے قبول نہیں کیا کہ تم شمروز کو سردار نہیں بنانا چاہتے اور میں تمہارا واحد آپشن ہوں۔" وہ رکی..... شائل حیران ہوا۔ کیونکہ اس نے تو اسی

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

لیے ایک لڑکی کو سردار قبول کیا تھا "واحد آپشن" کے طور پر۔

"پھر..... پھر کیوں بنایا ہے ہم نے آپ کو سردار۔"

"کیونکہ میں فاتح ہوں دلوں کی۔" شائل کی آنکھوں میں تحیر امڈ آئی۔ "میں یہ جنگ جیت لوں گی چاہے تم میرا ساتھ دو یا نہ دو لیکن یوم الدین کے لیے اپنا جواب ابھی سوچ لو....." اس کی نظروں میں استہفام تھا۔

"یوم الدین' یوم جزا کیا کہو گے رب سے صحیح اور غلط کا ساتھ دینے کا وقت آیا تو تم نے کس کو چنا۔ یہ دولت و جائیداد نہیں رہنے والا نام رہ جائے گا' وہ کس طرح لیا جائے' ظالموں میں یا ان سے جنگ کرنے والوں میں..... فیصلہ تمہارا۔" وہ بولے گئی متحیر سا شائل خان محظوظ سا مسکرایا تھا۔

"ورشے اف..... اف..... اف....." اس نے آنکھیں بند کیں' خود کو ملامت کی۔ "اب نہیں دیکھنا شائل خان کو زندگی میں اور بھی بڑے روگ ہیں یہ والا نہیں پالو....."

"حکم سردار....." اس کے آگے سر کو ذرا خم دے کر وہ بولا تھا' اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ اسے کوئی دقت نہیں تھی بلکہ وہ خوش تھا اپنے سردار سے مل کر۔

"مجھے اس اسلحے کا استعمال سیکھنا ہے..... اور بھی کچھ ایسی چیزیں جو میری ٹریننگ کے طور پر ہوں گی..... یہ میں تمہیں بتادوں گی۔ میں تم لوگوں کی ایسی سردار بننا چاہتی ہوں شائل خان کہ ڈرنا' بکنا اور جھکنا مجھے ہرگز نہ آتا ہو۔" اس کی بات پر شائل خان کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"جو حکم....." وہ بولا پھر ان کے بیچ لائحہ عمل طے ہوا کہ وہ کالج کے لیے نکل کر اس کے ساتھ چلی جائے گی اور اس کی جگہ اس کی چادر میں شاکر لالا کے حصے کی ایک لڑکی جایا کرے گی' اور ایسا ہفتے میں صرف تین بار ہوا کرے گا کیونکہ وہ اپنی پڑھائی بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

"ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔" اس نے اچانک کہا تو پلوشے چونکی۔

"ہوں بالکل پوچھو۔ کیونکہ ابھی ہم میدان جنگ میں کھڑے ہیں۔"

"اگر عبداللہ میری جگہ کسی اور کو لاتا جو خاناں کے آدمیوں میں شامل نہ ہوتا تو آپ کیا کرتیں..... مطلب اتنا بڑا پلان آپ جو بنا رہی ہیں اسی لیے کہ میں خاناں کے بندوں میں شامل ہوں اگر ایسا نہ ہوتا تو..... یا میں خاناں کا وفادار ہوتا تو.....؟"

"میں نے عبداللہ سے کہا تھا کہ مجھے اس جیسا ہی ایک وفادار چاہیے..... تو پھر وہ تمہیں ہی لاتا' اسی لیے میں نے یہ سب پہلے سے پلان کرلیا تھا کیونکہ میں جانتی تھی کہ تم خاناں کے اسلحے والے کاروبار کے حفاظتی دستے میں شامل ہو۔"

"لیکن آپ کو اتنا یقین کیسے تھا کہ عبداللہ مجھے ہی لائے گا۔"

"کیونکہ کوا اپنے ہی بچے کو لاتا ہے، جب اس سے کہا جائے دنیا کا خوب صورت بچہ لاؤ....." وہ بولی تو شائل خان کا منہ کھلا اور عبداللہ کی بے اختیار ہنسی چھوٹی۔ ورشے نے اپنی مسکراہٹ کو روکا۔

"بدتمیز وہ تمہیں کوا کہہ رہی ہیں۔" اس نے عبداللہ سے خفگی سے کہا تھا اور پھر کار سے اتر گیا..... عبداللہ نے کار اسٹارٹ کی وہ بوٹ بند کر رہا تھا' عبداللہ نے اسے "ڈن" کہا وہ ایک طرف ہوگیا عبداللہ نے گیئر لگایا تھا کہ وہ تیز تیز قدم اٹھا کے ان کی طرف آیا جس طرف ورشے تھی وہ اس طرف سے کھڑکی پہ جھکا تھا۔

Nadia Majid

www.naeyufaq.com

Scanned with CamScanner

مجھے عشق ہے

عائشہ نور محمد

"آپ نے مجھے پہچانا کیسے..... آپ اس ڈیرے تک آئیں تھیں؟" وہ حیران تھا کہ اگر ایک لڑکی نے یہ کام کیا تو خطرناک ترین کام تھا۔ وہ ڈیرہ وادی کی سب سے خطرناک جگہ پر تھا اور دور دور تک پہرے تھے۔ پلوشے کے لب پہلی بار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ وہ ورشے کے قریب تھا مگر اس کی طرف متوجہ ہرگز نہ تھا۔ اس نے اپنی نظریں جھکالی تھیں۔

"تمہارے دوسرے سوال کا جواب ہے کہ میں وہاں نہیں آئی تھی بلکہ ان تمام لوگوں کے ناموں کی لسٹ میرے پاس آئی تھی۔"

"اور محض ناموں کی لسٹ سے آپ مجھے پہچان گئیں؟" وہ مزید حیران ہوا۔ پلوشے ہنس دی۔

"میں کافی عرصے سے تمہیں جانتی ہوں شاکل خان، میرے بابا کے دوسرے ساتھی ہو تم۔" وہ چونک کر ذرا پیچھے ہوا۔ عبداللہ نے بھی گردن موڑ کر بے اختیار پلوشے کو دیکھا کیونکہ ایک وہ بھی ہوا کرتا تھا، وہ قابل اعتماد لوگ جمع کر رہی تھی۔ کل اسے دیکھا تو لگا وہ ووٹ جمع کر رہی ہے، وہ اپنی عمر سے بہت بڑا کام کر رہی تھی تو ایویں نہ کر رہی تھی بلکہ بڑے مستحکم طریقے سے کر رہی تھی۔

"تو پھر سفیر خان سردار خاناں کا تیسرا ساتھی کہاں ہے؟" وہ لمحوں میں اس انسان تک پہنچ گیا جو اب تک پلوشے کی پشت پر تھا۔

"جلد جان جاؤ گے وہ کہاں ہے اور جہاں ہے وہاں میرے حکم سے ہے۔" اس نے عبداللہ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ شاکل خان متحیر ہوا یعنی اس سارے گیم کی سپر ہیڈ وہ خود تھی، وہ یک دم ہنسا، ورشے ایک گہری سانس لے کر رہ گئی۔

www.zemtime.com
digest novels lovers group
Scanned with CamScanner

"ہم تینوں سردار خاناں کے اسٹوڈنٹ تھے اور ان کے وفادار..... ہم تینوں نے عہد لیا تھا اپنے اپنے طور پر تبریز خان، شمروز خان کی بربادی کا..... یہ کیسے ہوگا ہم نہیں جانتے تھے لیکن ہمیں شمروز خان کی سرداری قبول نہیں۔" عبداللہ نے دھیرے دے کہا۔ پلوشے سنتی رہی پھر وہ ہفتے میں تین بار شائل کے ساتھ چلی جاتی، وہ اسے قریب موجود اپنے ٹریننگ سینٹر میں لے جاتا، سب جانتے تھے کہ وہ شائل کا نیا دوست ہے، وہ وہاں نوجوان لڑکے کے روپ میں جاتی تھی۔ پہاڑی لڑکا، شاکر خان کو اس نے یہ بات نہیں بتائی تھی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"نازنین اور حشام کا تو جانے کیا ارادہ ہے میرے خیال سے پلوشے اور شمروز کی شادی کردینی چاہیے اب ہمیں۔" تبریز خان یوں بولے گویا پلوشے کا رشتہ بھی ورثے کی طرح بچپن میں ہی طے کردیا گیا ہو۔ ثانیہ خان دھک سے رہ گئیں۔ شہروز خان کافی چھوٹا تھا مگر باادب تھا مگر شمروز خان وہ تو کوئی درندہ تھا۔ وہ اپنی بیٹی اس کے حوالے کیسے کردیں مگر وہ ہمیشہ سے اس بات کے لیے تیار تھیں، وہ بچپن میں اپنی بیٹیوں کو اپنے بھائیوں کے گھر لے کر نہیں جانا چاہتی تھیں لیکن اب وہ بڑی ہوچکی تھیں، پلوشے نے اگرچہ تیمور لالا کے بیٹے سے شادی سے انکار کردیا تھا مگر انہوں نے اس کے انکار کو اہمیت نہ دی تھی۔

"لالا..... پلوشے ابھی پڑھ رہی ہے، اس کی پڑھائی مکمل ہوجائے تو میں آپ کو کال کروں گی اور آپ کو آنا ہوگا..... نجانے اس وقت حالات کیسے ہوں میں آپ کو تفصیل سے بتا نہ سکوں تب بھی آپ سمجھ لینا کہ آپ کی بہن نے مشکل میں ہی پکارا ہے۔"

"تم ابھی میرے ساتھ چلو ثانیہ۔" وہ سمجھ رہے تھے کہ تبریز کی آنکھوں پر پٹی بندھ گئی ہے لیکن ثانیہ نہ گئیں، گل کے بعد زمرد پر بھروسا کیسے کرسکتی تھیں، حالانکہ کبھی وہ سب ایک قالب اور دو جسم کی مانند ہوا کرتی تھیں مگر گل جاناں کی جان اب دولت تھی اور زمرد کا نجانے کیا حال ہوگا، یہاں کم از کم ان کی بیٹیاں اپنے باپ کی دولت میں سے کھاتی تھیں، گل جاناں جو بھی کہتی رہے یہ احساس تو باقی تھا کہ سب کچھ ہمارا ہے، وہ خود اپنی ہی گھر کی نوکر بنی ہوئی تھیں اپنی اولاد کی بہتری کے لیے لیکن اب اپنی اولاد کی بہتری کے لیے انہیں یہاں سے جانا ہوگا، وہ تیار تھیں اس بات سے بے خبر کہ ان کی اولاد بھی تیار ہے۔

"پلوشے ابھی پڑھنا چاہتی ہے۔" جو وہ چاہتی تھی وہ جانتی تھیں اور جو پلوشے کررہی تھی وہ بے خبر تھیں۔

"بعد میں بھی پڑھ لے گی..... اس نے کون سا یہاں سے کہیں جانا ہے۔" گل جاناں نخوت سے بولیں۔

"دونوں بہنیں اب سمجھدار ہوگئی ہیں، ساری جائیداد ان کے حوالے کرنے کا قانونی وقت آچکا ہے..... اب دیر نہیں ہوسکتی۔" تبریز خان نے کہا لیکن اگلے دن ہی حالات نے پلٹا کھایا کہ معاملات تبریز خان کے ہاتھوں سے پھسلنے لگے، جس دن سے بیس گھروں نے عبداللہ کے صحن میں اسے سردار قبول کیا تھا اس دن سے جیسے کمپین شروع ہوگئی تھی۔

"اگر ہم ابریز خان کی اولاد کو اپنا سردار بنالیں تو....." یہ جملہ ان بیس گھروں سے نکل کر وادی کے ہر اس حصے میں پہنچا تھا جہاں متاثر خاندان تھے، وہ خاندان جو شمروز خان تبریز خان یا پھر ان کے مصاحبوں کے ہاتھوں سے زخمی ہوئے تھے..... کچھ کی زمینیں ہتھیالی گئی تھیں، کچھ کے گھر چھین لیے گئے تھے، کچھ بلاوجہ قتل ہوئے تھے اور یہ یہاں کا غریب طبقہ تھا، اس لیے بات شروع ہونے سے پہلے کہا جاتا تھا "کسی سے کہنا نہیں یہ میرا ہی خیال ہے" اور یہ بات کسی سے کہی نہیں جاتی مگر بچہ بچہ اس دن کا منتظر تھا جب ابریز خان کی اولاد ان کی سردار بنے گی، چند ایک نے اعتراض کیا تھا۔

"کیا اب عورتیں ہماری سردار بنیں گی۔" ظاہر ہے وہ مرد تھے اور عورت کی حکومت کیسے برداشت کرسکتے تھے۔

"پھر شمروز کو بناؤ سردار، اپنی عورتوں کو رسوا کروانے کے لیے۔" یہ عورتیں تھیں جو سینہ ٹھونک کر سرگوشیوں میں ہی

Scanned with CamScanner

کہتی تھیں، سرگوشیاں جو دیوار کے پار نہیں جاتیں لیکن اس وادی میں ہر شخص انہیں اتنی بار سن چکا تھا کہ بس اب منتظر تھا، چند ایک کے اعتراض کی اہمیت ہی نہ تھی اور یہ پلوشے خان تک نہیں پہنچے اور کاش یہ اعتراض پلوشے تک پہنچ جاتے، وہ ان کا سدباب کر لیتی یا وہ اس طرف سے بھی ہوشیار ہو جاتی۔

"سردار تبریز خان جو اب تک ایک نگران سردار تھے اب چونکہ سردار خاناں کی اولاد قانونی طور پر بالغ ہو گئی ہے، اسی لیے وہ اپنی کرسی سے ہٹ رہے ہیں۔"

"یہ کیا ہے؟" ورشے نے حیرت سے پلوشے کو دیکھا، انہیں اتنی آسانی سے سب مل رہا ہے پھر اتنی تگ و دو کیوں کی انہوں نے؟

"یہ ایک ڈراما ہے تم پورا دیکھ لو۔" پلوشے حویلی کے دالان میں کھڑی تھی، سامنے جرگہ سجا تھا۔ غریب امیر سب جمع تھے، سردار خاناں اپنی کرسی پر بیٹھے تھے۔

"میں نہیں چاہتا کہ میں بھائی کی اولاد پر کوئی ظلم کرنے کا مرتکب ہو اسی لیے سارا فیصلہ جرگہ کرے گا۔" پلوشے مطمئن تھی اس کی تیار مکمل تھی۔

"ہم خوش دلی سے سردار ابریز خان کی اولاد کو اپنا نیا سردار قبول کرتے ہیں۔" غریب طبقہ خوشی سے نعرہ لگا رہا تھا جو آواز سرگوشیوں سے اوپر نہیں اٹھتی تھی اس سے آج وادی گونجنے لگی تھی۔

"دیکھو پلوشے سب کتنی آسانی سے ہو گیا..... تم نے خوامخواہ اتنی تیاریاں کیں، خود کو بھی اور دوسروں کو بھی مشکلوں میں ڈالا۔" ورشے نے اسے ذرا خفگی سے دیکھا۔ اس ایک سال میں شائل خان نے دو تین بار جان کی بازی لگا کر تبریز خان کے اسلحہ کے کاروبار اور ان گاڑیوں کی نشاندہی پاکستانی فوج کے جانثار سپاہیوں کو کی تھیں۔ اسے تبریز خان پر اپنا اعتبار بھی قائم رکھنا تھا، وہ تیزی سے ترقی کرتا تبریز خان کے اس کاروبار میں ریڑھ کی ہڈی بنا تھا..... عبداللہ نے اپنا کام جانفشانی سے نبھایا اور عبداللہ کا ہی کام اب کام آ رہا تھا، سب لوگ ابریز خان کی اولاد کو سردار بنانے کے لیے تیار تھے ورشے کو تسلی ہوئی۔

"بالکل..... ابریز خان جیسا سردار ضرور ہمیں چاہیے لیکن ان کی اولاد اگر لڑکا ہوتی تو یقیناً اس کے علاوہ آج ہم کسی کو قبول نہ کرتے مگر ان کی اولاد لڑکی ہے جو بہر حال سردار نہیں بن سکتی۔" پلوشے نے گہرا سانس لیا، ورشے کا سانس رکا، ڈراما پورا ہو گیا تھا، وادی ساکن ہو گئی تھی۔

جرگہ فیصلہ سنا رہا تھا، وہ جرگہ جس میں سب کے سب فیصلے کرنے والے تبریز خان کے خاص آدمی تھے۔ سب کے سب اس کے ہاتھوں بکے ہوئے تھے۔ انصاف ختم ہو چکا تھا، جرگے میں اس کے آدمی بھی ہونے چاہیے اس طرف پلوشے کا دھیان نہ گیا کیونکہ وہ سیاست کی طالب علم نہ تھی سو اس جگہ تو اسے مات ہی کھانی تھی۔

"وہ لڑکیاں بھی ہیں اور ناسمجھ بچیاں بھی، اتنی بڑی جائیداد سنبھالنا ان کے بس سے باہر ہو گا، ایک لڑکی کا رشتہ طے ہے اور اس کا منگیتر باہر ملک میں ہے جبکہ دوسری کو میں آج ہی اپنی بہو بنانے کا اعلان کرتا ہوں پھر اس کا شوہر قانون کے مطابق یہاں کا سردار ہو گا، میں نہیں چاہتا کہ میں حکومت کرتا رہوں اور اس کی کہیں حق تلفی کر بیٹھوں۔" وہ عاجزی سے کہہ رہے تھے۔ وادی میں سناٹا چھا گیا پلوشے کی حامیوں کی طرف اور تبریز خان کے مصاحبوں میں ان کے بڑے جذبے اور رحم دلی کی تعریفیں عروج پر تھیں۔ ایسے مجمع میں تین نظروں نے اپنے "سردار" کا طواف کیا اس کے چہرے پر استہزائیہ ہنسی تھی۔ یہ پلوشے خان کی ہار نہ تھی کیونکہ وہ تیار تھی۔ یہ بس ایک سبق تھا جو اسے تجربہ دے گیا اور سبق تو تجربہ ہی دیا کرتے ہیں۔

"مجھے شہر جا کے سیاست کو پڑھنا ہے۔" اپنے کمرے کی طرف پلٹتے ہوئے اس نے کہا۔

"وہ تمہاری شادی کر رہے ہیں، ہم نے اتنی تیاری کی اور ہم ناکام ہو گئے۔" ورشے رونے جیسی ہوئی۔ یہ آج کا دن ایک عذاب مسلسل سے نکلنے کی امید تھی اور وہ امید ٹوٹ گئی تھی۔

"مورے مجھے پڑھنے کے لیے شہر جانا ہے۔" وہ

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

ضدی ہوئی۔ ان کی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر آنسو گر رہے تھے۔

"پلوشے میں مجبور ہوں، میری بچی مجھے معاف کردو۔" وہ ان کے قریب ہوئی۔

"میں نے تیمور لالا کو فون کیا ہے وہ آرہے ہیں۔ میں مزید تمہیں یہاں نہیں رکھ سکتی، میں جانتی ہوں تمہیں وہ پسند نہیں اور زمرد بھی جانے کس مزاج کی ہے اور ان کا بیٹا وہ بھی پتا نہیں کیسا ہو؟ لیکن میں تمہیں ان درندوں کے بیچ نہیں رہنے دوں گی۔" پلوشے سن سی ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"میں نے اس نکاح کو قبول کرلیا ہے، تم اسے رد نہیں کرو گی، وہ ساری قانونی کارروائی کرتے ہوئے آئیں گے، وہ بس تمہیں یہاں سے لے جائیں گے۔"

"اوہ میری ماں..... یہ کیا کر بیٹھیں ہیں آپ۔" وہ سن سی ان کا چہرہ دیکھتی دھیرے سی بولی، ماں کے آگے وہ بولتی کہاں تھی۔ یہ اس کی ماں نے اس کے لیے کیا کردیا تھا۔

"بھابی تیمور لالا کی کال ہے۔" زریں جاناں نے کہا تو وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے زریں جاناں کے کمرے میں لے آئیں..... کمرے کا دروازہ بند کرکے اس کی ماں نے اس کا "آن لائن" نکاح کروادیا اسے پہلی بار اس جدید ٹیکنالوجی پر غصہ آیا اور اس کا اظہار اس نے یوں کیا کہ گھونگھٹ نکال کر بیٹھ گئی اور پھر اسے پتا ہی نہ چلا کہ اسکرین پر ان لائن ہونا تو اس کے شوہر نے بھی گوارا نہ کیا تھا۔ ثانیہ خان، زریں خاناں..... رو رہی تھیں، یہ بہت بڑا قدم تھا جو ان دونوں نے اٹھایا تھا۔ ورشے سہمی ہوئی ایک طرف بیٹھی تھی، تبریز خان سے انہیں توقع تھی وہ ان کے ساتھ کچھ بھی کرسکتا تھا۔ ان کی جان بھی لے سکتا تھا۔

"میں آپ کے بھائی سے بات کرنا چاہتی ہوں۔" آدھے گھنٹے تک بے تحاشا رونے کے بعد اس کی ماں کے دل کو قرار آیا۔ جو بھی ہوا بس ایک اطمینان تھا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کو شمروز خان جیسے انسان سے بچالیا، اب تبریز خان ان کی جان بھی لے لے تو انہیں پروا نہ تھی۔

"تم ان سے کیا بات کرو گی؟" زریں جاناں نے مشکوک ہوکر اسے دیکھا۔

"راستوں کے بارے میں آگاہ کروں گی، کتنے خطرناک ہیں وادی کے راستے۔"

"وہ یہیں کے رہنے والے ہیں اور ہر خطرے سے واقف بھی۔" زریں جاناں چونکہ اسے جانتی تھیں اس لیے وہ نہیں چاہتی تھیں کہ وہ تیمور لالا سے بات کرے مگر ثانیہ نے اسے موبائل دینے کا اشارہ کیا۔

"وہ کئی سال پہلے یہاں سے جاچکے ہیں، اب مجھ سے بہتر وہ اس وادی کو نہیں جانتے۔" اس نے ہاتھ پھیلایا۔ زریں جاناں نے بے بسی سے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ میں اپنا موبائل دے دیا، وہ موبائل لے کر باہر نکل گئی۔

"زریں یہ وقت اسے پرانی باتوں کے طعنے دینے کا نہیں ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ تیمور لالا کو نہیں پتا کہ تبریز کتنا طاقتور ہوگیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمیں بھی نہیں پتا، وہ لالا سے بات کرلے گی تو ممکنہ خطرے سے نمٹنا آسان ہوجائے گا۔" زریں نے ان کی بات پر بے بسی سے ورشے کو دیکھا۔

❁.....☆❁☆.....❁

"ہیلو..... ہاں زریں بس ایک گھنٹہ اور لگے گا نکاح رجسٹرڈ ہونے کی کارروائی میں پھر ہم یہاں سے نکلتے ہیں، جب تک تم چاروں اپنا ضروری سامان پیک کرلو میں کسی ایک کو بھی وہاں نہیں چھوڑوں گا....." دوسری طرف سے وہ زریں کی کال او کے کرتے ہوئے بولے تھے۔

"اور یہ جائیداد؟" پلوشے ان کی بات کاٹ کر بولی۔

"اس کی تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں، وہ سب بعد میں....." وہ اپنی دھن میں بولتے یک دم رکے یقیناً انہیں خیال آیا کہ جو آواز ابھی ابھری ہے وہ زریں جاناں کی نہیں، لمحہ بھر کی خاموشی کے بعد ان کی آواز آئی۔

"پلوشے....." وہ جواباً کچھ نہ بولی وہ مزید چند پل چپ رہے اس سے بات کرنے کے لیے جیسے الفاظ تلاش

Scanned with CamScanner

کرتے رہے۔

"ہم آرہے ہیں تمہیں لینے..... تم فکر مت کرو، کچھ نہیں ہوگا، تم میں سے کسی کو بھی۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہے تھے۔

"مجھے اپنی فکر نہیں ہے نہ ہی اپنے گھر والوں کی۔ مجھے فکر ہے تو اس وادی کی جس کے لیے آپ کچھ نہیں کرنے والے۔" اس کی بات پر تیمور نے لب بھینچے۔

"میری ماں نے کہا تھا میں اس نکاح کو رد نہ کروں اسی لیے میں نے قبول کرلیا، اب میں چاہتی ہوں کہ جن گواہوں کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے انہی کے سامنے مجھے طلاق دے دی جائے کیونکہ....."

"پاگل ہوگئی ہو کیا؟" وہ ناگواری سے چیخے۔ "تم جانتی بھی ہو کہ تم کتنے بڑے خطرے میں گھری ہو..... تبریز خان تمہارے ساتھ کیا کرسکتا ہے اور....."

"میں خطرے میں نہیں ہوں، میں خود ایک بڑا خطرہ ہوں..... ایک لاوا جو کسی بھی پل پھٹ جائے گا اور راستے میں آنے والی ہر شے کو تہس نہس کردے گا، راکھ بھی نہ چھوڑے گا کسی کی..... سو میں نے آپ کو یہ کہنے کے لیے فون کیا ہے کہ آپ کو اس راہ پر نہیں آنا چاہیے۔"

"ہم آرہے ہیں۔" انہوں نے جتا کر کہا اور فون بند کرنا چاہا کہ وہ فوراً بولی۔

"سوچ کر آئیے گا یہ وہی خطرناک راستے ہیں جن پر آپ اپنے بچوں کو اسکول بھیجنے کی سکت نہ رکھتے تھے۔ آج ان ہی پر خطر راستوں پر بارات لائیں گے تو چھوٹا سا حادثہ بھی آپ کو ایک ناقابل تلافی نقصان دے جائے گا۔" وہ سن رہ گئے۔

"پلوشے....."

"نہیں ہے ضرورت مجھے آپ کی ہمدردیوں کی۔" وہ سخت لہجے میں بولی۔ "فیصلہ چاہیے مجھے ابھی اور اسی وقت۔"

"پلوشے تم ایک چھوٹی سی بچی ہو، میری جان تو یہ صرف میری عداوت میں کررہی ہو..... میں چلوں گا تمہارے ساتھ، اس وادی کے لیے جو کرسکا کروں گا لیکن پلیز اس وقت تم میرے ساتھ آنے کی تیاری کرو۔" وہ گویا منت پر اترے تو پلوشے کو جھٹکا لگا۔

"آپ کیا سمجھ رہے ہیں مجھے؟ میں بھلا آپ سے کیوں عداوت رکھنے لگی، صرف آپ ہی تو یہاں سے نہیں گئے، سارا خاندان چلا گیا تھا۔" وہ متحیر سی بولی۔

"مجھے آپ کی ضرورت نہیں ہے سچ یہی ہے اور یہ میں آپ کی عداوت میں نہیں کہہ رہی، میں پلوشے خان ہوں، اپنے بابا کا بیٹا، ان کی جگہ اس وادی کا سردار۔" اس نے گردن فخر سے اٹھائی۔ "اس وادی کو صرف میری روح چھوڑ کر جاسکتی ہے میرا جسم تو ہرگز نہیں۔"

"میں تمہاری وادی سے محبت کی قدر کرتا ہوں پلوشے مگر تم سمجھ نہیں رہی ہو تبریز خان....."

"کچھ نہیں کرسکتا وہ میرا۔" اس نے ان کی بات کاٹ دی۔ "کچھ بھی نہیں کرسکتا وہ میرا..... اب آپ وہ کریں جو میں کہہ رہی ہوں۔" وہ خاموش رہ گئے تھے۔

❁.....☆❁☆.....❁

"تیار ہوگئیں تم؟" گل جاناں نے اس کے کمرے میں جھانکا۔ لال رنگ کے جوڑے میں وہ دلہن بنی صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ ورشے بیڈ پر بکھرا سامان سمیٹ رہی تھی۔ آج اس کی شمروز سے شادی تھی۔ ثانیہ خان ایک طرف بت کی طرح جائے نماز بچھائے دعا مانگ رہی تھیں۔

"ہم لوگ آج نہیں آسکتے کچھ مجبوری ہے۔" اس نکاح کے تین گھنٹے بعد لالا کا فون آیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ دو ایک دن میں آجائیں گے پھر آٹھ دن گزر گئے وہ نہ آئے..... دس دن بعد ان کا فون آیا۔

"مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں ایبرڈ آنا پڑا، میں جلد ہی آؤں گا۔" ثانیہ خان کو حیرت ہوئی تھی، یہاں بات زندگی اور موت پر بنی تھی، اس سے زیادہ ضروری کام کیا تھا لیکن یہ زندگی اور موت ان کی تھی، ان کے بھائی کے بچوں کی پڑھائی بھی اہم تھی، جس کے لیے وہ یہاں سے چلے گئے تھے۔

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

"ہماری زندگی ان کی پڑھائی سے اہم نہیں ہوسکتی۔" ورشے نے اذیت سے کہا اور پھر اذیت بڑھتی گئی، ایک ماہ گزر گیا، گل جاناں نے شادی کی تیاریاں شروع کردیں انہیں ہول اٹھنے لگے تھے۔

"جیسے آپ نے پلوشے کو زبردستی اس بندھن میں باندھا ہے لگتا ہے ماموں نے بھی اپنی اولاد پر زبردستی کی تھی۔" ورشے نے کہا تو وہ چڑ گئیں۔

"پھر لالا کو چاہیے کہ مجھ سے سچ بولیں۔" اور ایک ماہ دس دن بعد لالا کی کال آئی۔

"ثانیہ ہم....."

"لالا آج سچ بولیں جو بھی ہے..... صرف سچ، یہاں لمحہ لمحہ میری سانسیں اٹک رہی ہیں۔ گل جاناں شادی کی تیاریاں کررہی ہیں، بیس دن بعد شادی کی تاریخ ہے اور آپ اب تک صرف مجھے ٹال رہے ہیں۔ میں نے اپنی بیٹی کا بھلا سوچتے ہوئے کسی کے ساتھ زیادتی کردی ہے تو مجھے بتادیں مگر یوں آسرے میں نہ رکھیں۔"

"میں شرمندہ ہوں پلوشے کے بارے میں، میں نے جلد بازی سے فیصلہ لیا..... میرا بیٹا کسی اور کو پسند کرتا ہے۔"

"اس سے کہیں وہ میری بیٹی کو طلاق دے دے۔" کہتے ہوئے ان کے آنسو جاری ہوگئے۔ ورشے نے لب بھینچ لیے، انہوں نے اور کوئی بات نہ کی فون کاٹ دیا۔

"میں نے اپنی بیٹی کے لیے غلط فیصلہ لے لیا زریں۔" وہ روتی رہیں۔

"اب سب ٹھیک ہوگیا ہے، آپ فکر مت کریں، شمروز سے شادی کے بعد سردار خاناں نے کہا ہے کہ وہ مجھے پڑھنے کے لیے شہر بھیج دیں گے، اب آپ روئیں گی نہیں ورنہ مجھے تکلیف ہوگی، کیا آپ کو مجھے تکلیف میں دیکھنا اچھا لگے گا؟" وہ چاہ کر بھی اسے دیکھ نا پائی تھیں۔

❁.....☆❁☆.....❁

"کیا بابا کا دماغ خراب ہوگیا ہے، اس کی ہر بات مان رہے ہیں۔" شمروز سیخ پا ہوا اور تلملا تو گل جاناں بھی رہی تھی مگر تبریز خان کے آگے سب چپ تھے۔ وہ لاؤنج میں تھے تب شمروز خان اس کے سر پر آ کھڑا ہوا۔

"اوقات میں رہنا وہاں جاکے..... کتنے ہی لوگ جاننے والے ہیں اس شہر میں ایک بھی خبر آئی تو جان لے لوں گا تمہاری۔" وہ بھڑک کر بولا۔

"بے فکر رہو میں کراچی جاؤں گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"شادی ہونے دو پھر دیکھنا پڑھائی تو دور کی بات اپنا نام بھی بھول جاؤ گی۔" ورشے نے دہل کر اسے دیکھا، پلوشے ہنس دی۔

"بالکل..... بالکل اس دن کا تو مجھے بھی شدت سے انتظار ہے۔" شمروز اسے تنفر سے دیکھتا باہر نکل گیا اور آج وہ دن آ گیا تھا۔

"ورشے تم بھی تیار ہوجاؤ..... کیا اپنی بہن کی شادی کی خوشی نہیں ہے تمہیں۔" وہ کچن سمیٹ کر ایک کنارے بیٹھ گئی تھی جب پلوشے نے کہا، ایک واحد وہی تھی جو پرسکون تھی ورنہ باقی تین خواتین میں تو زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی۔

"دوپہر سے بیٹھے بیٹھے تو کمر ہی تھک گئی، ذرا لیٹ جاتی ہوں۔" کہہ کر اس نے کشن اٹھا کر سر کے نیچے رکھا اور صوفے پر ہی لیٹ گئی، وہ مغرب کے بعد کا وقت تھا، نجانے کب اس کی آنکھ لگی۔

"پلوشے..... اٹھو....." ورشے نے اس کا کندھا ہلایا تو وہ تیزی سے سیدھی ہوئی۔

"سوری پتا نہیں کیسے آنکھ لگ گئی تھی..... آگئے نکاح خواں؟" اس نے اپنا دوپٹا درست کیا، سر بھاری سا ہو رہا تھا۔

"نکاح خواں کیا آئیں گے قیامت آ گئی..... شمروز خان آج صبح گھر سے باہر گیا تھا اب تک واپس نہیں آیا۔"

"اس کی تو یہی عادت ہے۔" اس نے اپنا دکھتا سر پکڑا۔

"وہ اپنے کسی ڈیرے پر گیا تھا واپسی پر اس کی جیپ الٹ گئی..... وہ اور اس کا ڈرائیور سفیر خان شدید زخمی حالت

Scanned with CamScanner

میں اسپتال منتقل کیے گئے ہیں اور....."

"سفیر....." وہ زیرلب بولی اس کا رنگ سفید ہوا۔

"اوہ اللہ..... سفیر..... یہ سارے پاگل میری ہی زندگی میں آنے تھے۔" وہ لپک کر اٹھی اور اس نے الماری کی سیف سے اپنا موبائل نکالا اور کال ملائی، دوسری طرف چوتھی بیل پر کال پک کرلی گئی۔

"شائل، سفیر..... سفیر کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے، وہ کار کے بریک فیل کرکے اسی کار کو ڈرائیو کرنے کیوں بیٹھ گیا، بتاؤ مجھے اب میں کیا کروں؟ یہ وقت جان نثار کرنے کا نہیں تھا۔" وہ چلائی۔

"وہ زیادہ زخمی نہیں ہے، آپ فکر مت کریں، پہاڑوں کا بیٹا ہے وہ۔" وہ اس کی فکر دور کرنے کو بولا۔

"تو پھر سن لو تم شمروز خان بھی انہی پہاڑوں میں پیدا ہوا ہے۔" وہ سلگ کر بولی۔ دوسری طرف سے شائل ہنس دیا۔

"پھر فکر کی کیا بات ہے، زمین گناہ گاروں کو دائیں سے بائیں بھینچ لیتی ہے۔" اس نے کہا اور فون بند کردیا، پلوشے نے موبائل کو گھورا اور اسے واپس سیف میں رکھ دیا تھا۔

"پلوشے....." ورشے سن سی اسے دیکھتی رہی..... اس نے اپنے کپڑے نکالے اور انہیں لے کر واش روم میں بند ہوگئی، جب واپس نکلی تو ورشے کھانا لیے موجود تھی۔

"تم نے تو دوپہر میں بھی کھانا نہیں کھایا تھا میری تو جان پہ بنی تھی۔"

"ارے تو کیوں نہ کھاتی؟" اس نے اپنی پلیٹ میں کھانا نکالتے ہوئے مزے سے کہا۔

"مجھے سفیر کی صلاحیتوں پر پورا بھروسا تھا۔ وہ اپنی جان پر کھیل کر مجھے بچائے گا، میں اپنے لوگوں کے لیے ایسے ہی تو جذباتی نہیں ہوں ناں، وہ لوگ بھی مجھ پر فدا ہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"تم جانتی ہو آج ہم کتنے بڑے خطرے میں گھر سکتے تھے اگر سفیر ناکام ہوجاتا تو پھر کیا ہوتا؟ شمروز واپس گھر آتا، پھر کیا ہوتا؟"

"تو پھر..... مجھے اسے قتل کرنا پڑتا۔" اس نے اطمینان سے کہا تو ورشے چونکی۔

"دیکھو ورشے اللہ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے لیے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان کرتا ہے..... سو بس میرا یقین تھا کہ اللہ پاک نے میری قسمت میں عادل بننا لکھا ہے قاتل نہیں۔" وہ مسکرا رہی تھی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"یا اللہ میرے بچے کو نجانے کس کی نظر کھا گئی۔" پلوشے نے گل جاناں کی آواز پر شرارت سے ورشے کو دیکھا۔

"ان کا جملہ ٹھیک کرواؤ نظر نہیں "آہ" کھا گئی۔" ورشے نے اسے گھورا، شائل خان نے ٹھیک کہا تھا، زمین نے اسے واقعی بڑے زور سے بھینچا تھا، اس کی ہڈی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ تین مہینے تک وہ بستر سے اٹھ بھی نہیں سکتا تھا جبکہ اس کا ڈرائیور ایک ہفتے بعد اسپتال سے رخصت ہوگیا تھا۔

"تمہیں کچھ ہوجاتا سفیر تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کرتی۔" وہ بظاہر ہسپتال شمروز خان کے لیے آئی تھی، وہ آئی سی یو میں تھا، گل جاناں پر غشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ ثانیہ، زریں اسے سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھیں۔ دو دن تک ڈرائیور بھی آئی سی یو میں رہا مگر تیسرے دن اسے ہوش آ گیا تھا۔ شمروز خان کو اگرچہ ہوش ڈرائیور سے پہلے آ گیا تھا مگر اس کی تکلیف پر ڈاکٹرز نے اسے پھر بے ہوش کردیا تھا۔

"یہ جملہ اس طرح ہوتا کہ اگر تمہیں کچھ ہوجاتا تو میں خود کو معاف نہیں کرتی تو مجھے سننے میں مزہ آتا۔" اس کے تینوں غلاموں میں شائل اسے زچ کرتا تھا۔ سفیر خان دھیرے سے مسکرایا پھر اس نے تبریز خان کو بتایا کہ کار کے بریک اچانک فیل نہ ہوئے تھے بلکہ پہلے سے ہی فیل تھے یعنی کسی نے جان بوجھ کر شمروز کو مارنے کی کوشش کی تھی۔ یہ سن کر تبریز خان کا دماغ الٹ گیا اور وہ اپنے دشمنوں کی

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

لسٹ بنانے لگا تھا۔

"ہم بے چاری لڑکیاں جو کبھی کبھی وادی میں جاتی ہیں اس کے دشمنوں کی لسٹ میں آخری نمبر پر بھی نہیں ہیں۔" وہ ہنسی تو ورشے مسکرا بھی نہ سکی۔ بے حد خطرناک کھیل اس کی بہن آرام سے کھیل رہی تھی۔ تین ماہ بعد وہ گھر آ گیا تھا، اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے سرک گئے تھے، وہ وہیل چیئر پر تھا۔ تبریز خان کی بھی جیسے کمر ٹوٹ گئی تھی، اس کے مصاحبین میں اچھی خاصی پھوٹ پڑ گئی تھی۔ تبریز خان نے ہر کسی پر شک کرنا شروع کر دیا تھا۔ حالات دن بدن تبریز خان کے ہاتھوں سے نکلنے لگے تھے، وہ تندہی سے ان سب کو قابو کرنا چاہ رہا تھا اور سب سے زیادہ وہ پلوشے خان کو اپنے قابو میں کرنا چاہتا تھا..... اسی لیے اس کی خواہش پر اسے کراچی بھیج دیا۔ تب ہی یہاں شہریار ملک اس کی زندگی میں آیا اور وہ یونی ورسٹی میں نظروں میں آ گئی۔

☆☆☆

"ازبک....."

"پلوشے....." وہ چونک کر اپنی پکار پر پلٹا تو حیران ہوا..... وہ ابھی ایک مشترکہ میٹنگ سے فارغ ہوئے تھے۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"جی بولیں۔"

"آج تو یونی کا ٹائم ختم ہو چکا ہے میں چاہتی ہوں کہ کل آپ یونی جانے سے پہلے آفس میں میرا انتظار کریں۔"

"اوکے....." وہ سر ہلاتا خود سے الجھتا کہ آخر کیا بات ہو سکتی ہے بولا۔ وہ فوراً آگے بڑھ گئی۔ وہ واپسی کے لیے مڑا تو قدرے تعجب سے سامنے والے منظر کو دیکھا..... ایک لڑکا گاڑی کا پچھلا ڈور کھولے کھڑا تھا اور پلوشے خان اسی گاڑی میں بیٹھ رہی تھی مگر بیٹھتے ہوئے وہ کچھ کہہ رہی تھی اور وہ لڑکا مسکرا رہا تھا پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ ازبک نے گہرا سانس لے کر سر جھٹکا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا تھا۔

☆☆☆

"ازبک احسان کل میٹنگ کیسی رہی اور پلوشے خان کی کتنی باتوں سے انحراف کیا تم نے، اس کی کتنی تجاویز کو رد کیا؟" اسید رضا کل کی میٹنگ میں شامل نہیں تھا۔

"تم اگر مجھے شرمندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو تو غلط کر رہے ہو، ضروری نہیں ہے کہ بندہ اسے ہی اہمیت دے اور بھی لوگ ہیں ان کی بھی تجاویز سن لینی چاہیے اور ویسے بھی ایک ہفتے بعد ہمارے پیپرز ہیں اس کے بعد ہم فارغ ہو جائیں گے..... پیپرز کے بعد کمپین شروع ہو گی اور یونی لیڈر آ جائے گا، اسی لیے ہمیں ایسا ماحول نہیں بنانا چاہیے کہ پلوشے کے نام کا شہرہ یونی میں ہوتا رہے۔"

"تو اچھا ہے ناں ہوتا رہے..... وہ الیکشن میں حصہ لے رہی ہے۔" اسید نے کہا تو وہ بری طرح چونکا۔ "اس کے یونین لیڈر بننے میں زیادہ مشکل نہ ہو گی اس طرح۔"

"وہ تو کافی کم عمر ہے۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تو اسید ہنس دیا، سعید بھی مسکرایا۔

"اس کا خیال ہے کہ وہ بڑی ہو چکی ہے ورنہ محمد بن قاسم نے سترہ سال کی عمر میں سندھ فتح کر لیا تھا اور اس سے پہلے متعدد جنگوں میں سپہ سالار رہا تھا۔" اسید بولا۔

اسی لمحے پلوشے گلاس وال سے اندر آتی نظر آئی۔

"السلام علیکم!" اس نے دروازہ دھکیلتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام!" اسید اور سعید حیران تھے، انہیں اس کے آنے کا نہیں پتا تھا۔

"جی فرمائیں کیا کہنا تھا آپ کو؟" وہ سامنے بیٹھ گئی، اس کی خاموشی اس کے چہرے پر پھیلا تذبذب اسید اور سعید کے لیے حیران کن تھی، وہ جھجکنے والوں میں سے نہ تھی پھر ایسی کیا بات تھی؟

"یونی میں آپ ایک اچھی شہرت کے حامل انسان ہیں۔ اسی لیے میں آپ کے پاس آئی ہوں یقیناً آپ میری بات ٹھنڈے دل و دماغ سے سنیں گے اور سمجھیں گے۔" وہ رکی اور ان تینوں کو دیکھا، کیا بات تھی جو اسے کہنے

Scanned with CamScanner

میں مشکل پیش آ رہی تھی۔

"آپ جس سیاسی پارٹی میں آج کل شامل ہیں وہ پاکستان کی چوتھی بڑی جماعت ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے اس میں شامل کروادیں۔"

"پلوشے خان فکر نہ کریں آپ اچھی اسٹوڈنٹ ہیں، ڈگری سے پہلے آپ کو جاب مل جائے گی۔"

"جاب نہیں چاہیے مجھے سعید میں....."

"پھر کیا سیاست میں آنے کا ارادہ ہے؟" اسید نے دلچسپی سے پوچھا، اس نے نفی میں سر ہلایا تو وہ دونوں الجھے۔

"میں ان بڑے بڑے سیاستدانوں سے ملنا چاہتی ہوں، میں دیکھنا چاہتی ہوں جتنی جلدی میں ڈریس چینج نہیں کرتی اتنی جلدی یہ لوگ بیان کیسے بدل لیتے ہیں۔ یہ جوان کی اچھی بری شہرت ہوتی ہے یہ واقعی ایسے ہوتے ہیں یا ان کی کوئی اور سائیڈ بھی ہوتی ہے..... مجھے جاب چاہیے نہ ہی عہدہ، مجھے تجربہ چاہیے۔" اس نے اسید کو دیکھ کر کہا۔

"مجھے سیاستدانوں کو قریب سے دیکھنا ہے..... مجھے انسانوں کو پرکھنا، سیکھنا ہے، وہ باہر سے جو بھی ہوں وہ اندر سے کیسے ہیں اور میں انہیں کیسے ڈیل کروں..... اس کے لیے بہترین انسان سیاستدان ہیں، وہ میڈیا پر جو نظر آتے ہیں کیمرہ آف ہوتے ہی ماسک اتار دیتے ہیں، ان سے زیادہ تبدیل ہونے والا انسان کوئی نہیں ہوتا، اسی لیے میں ان لوگوں سے ملنا چاہتی ہوں، میں ان میں سے کسی کے پاس جاب بھی کرسکتی ہوں لیکن اس کے لیے لمبا وقت چاہیے ہوگا اور میرے پاس وقت نہیں ہے..... جو ہے ابھی ہے کی بنیاد پر مجھے تجربہ کرنا ہے۔" اس نے کہا۔

"آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں؟" ازبک حیران ہوا، اسے ملازمت نہیں چاہیے تھی اور سیاست میں بھی نہیں آنا تھا پھر۔

"میں چاہتی ہوں آپ مجھے وہاں بطور سیکرٹری لے جایا کریں۔" اس کے کہنے پر وہ تینوں چونکے۔

"لیکن تم نے تو کہا کہ تم جاب نہیں کرنا چاہتی؟" اسید بولا۔

"تو ازبک کو بھی کون سا سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ بس یہ میرا تعارف اس سرکل میں یہی کہہ کر کروادیں اگر کسی کی پرسنل سیکرٹری بنی تو کام کرنا ہوگا اور تجربہ اتنا حاصل نہ ہوسکے گا جتنا کم وقت ہے میرے پاس..... ازبک کی سیکرٹری ہونے کا مطلب ہے میں "آزاد" ہوں، اپنے وقت کے مطابق کام کروں جب جانا چاہوں جاؤں جب نہ جانا چاہوں نہ جاؤں..... جس سیاستدان سے ملنا ہو ملوں جس سے نہ ملنا چاہوں اس سے نہ ملوں۔" اسید سے کہہ کر وہ ازبک کی طرف مڑی۔

"میں آپ کو یہ تکلیف ہرگز نہ دیتی مگر میرے جتنے بھی کانٹیکٹ ہیں ان میں سے آپ اچھی شہرت کے حامل ہیں..... آپ مجھے سوچ سمجھ کر جواب دیجیے گا۔ یہ "تجربہ" میرے لیے زندگی اور موت کی حیثیت رکھتا ہے، میں آپ کے لیے کسی نقصان کا باعث نہیں بنوں گی، بس کچھ وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں سے ملنا ہے مجھے، زیادہ سے زیادہ تجربہ اور علم حاصل کرنا ہے، میرے لوگ میرے منتظر ہیں اور میں نہیں چاہتی کہ وہ لوگ ایک ناسمجھ، ناتجربہ کار انسان کی بھینٹ چڑھیں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی۔ اسید اور سعید اس کی بات سے متاثر ہوئے اور وہ بس اسے دیکھتا رہا۔

"آج شام میں ایک ٹی پارٹی پر مدعو ہوں، وہاں اٹھارہ بیس کے قریب جماعت کے مشہور سیاستدان موجود ہوں گے۔" ازبک نے کہا تو سعید اور اسید نے چونک کر اسے دیکھا، وہ اسے سوچنے کا وقت دے رہی تھی اور ازبک نے لمحوں میں فیصلہ کرلیا تھا، وہ بھی چونکی۔

"ساڑھے پانچ بجے..... تیار رہیے گا میں آپ کو پک کرلوں گا۔"

"تھینک یو۔" اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے، وہ باہر چلی گئی، اسید نے اسے دیکھا۔

"سوچ لیتے پہلے اس طرح سے حامی کیوں بھرلی۔"

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

"تم ہی تو کہتے ہو کہ اس کی کسی بات سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا۔" وہ لاپروائی سے کہتا اپنے موبائل پہ مصروف ہوگیا۔

"پھر بھی اس کا سیکرٹری بننے سے پہلے ایک منٹ کے لیے ہی سوچ لیتے۔"

"تصحیح کرو..... وہ میری سیکرٹری....." وہ رکا اور چونک کر اس نے اسید کو دیکھا جو حظ اٹھاتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اگر پلوشے خان کی باتوں کو ترتیب دیا جائے تو واقعی وہ پلوشے خان کا سیکرٹری بن گیا تھا کہ وہ اسے بتائے گا کب کہاں جانا ہے؟ اور پلوشے خان کے پاس وقت ہوگا تو وہ جائے گی ورنہ نہیں..... اس نے لب بھینچ لیے لیکن اب جو ہونا تھا وہ تو ہوگیا تھا۔

"اسید..... ازبک کو چڑاؤ مت اس نے اچھا کیا کہ پلوشے کو دنیا پر کھنے کا محفوظ راستہ دیا..... حنا نے اس کے بارے میں جو بتایا ہے کہ وہ اپنے قبیلے کی سردار بننا چاہتی ہے، اس لڑکی کی ہمت ہے کہ وہ اتنے نامساعد حالات میں ایسی ولولہ انگیز اور حوصلہ مند ہے اور ہمیں اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں جو ہم اس کے لیے کرسکتے ہیں کرنا چاہیے۔" سعید سنجیدگی سے بولا، ازبک پھر سے اپنے موبائل میں مصروف ہوگیا لیکن اسید کے چہرے پر اب تک شرارت کی چمک تھی جو ازبک کو زچ کرنے کے لیے کافی تھی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"السلام علیکم!" وہ پانچ بجے اسے لینے ہوسٹل آیا تھا، اس نے چوکیدار سے اپنے آنے کی اطلاع بھجوائی تو وارڈن نے اسے اندر آفس میں بلوالیا۔

"وعلیکم السلام!"

"میں آپ کو ذاتی طور پر جانتی ہوں ازبک، اسی لیے کیا اعتراض کروں گی، وہ چاہتی تھی کہ میں آپ سے مل لوں کیونکہ ہوسٹل میں، میں نے اس بات کی سخت سے پابندی کر رکھی ہے کہ لڑکیاں آنے جانے کا وقت بتائیں اور کس کے ساتھ جارہی ہیں یہ بھی ریکارڈ کروائیں..... یہ یورپ یا امریکہ تو ہے نہیں کہ جدھر منہ اٹھائے چل دیئے کوئی پوچھنے والا نہیں۔" وہ بولیں اور وہ خاموش رہا۔

"وہ خود کو بہت چالاک اور سمجھدار سمجھتی ہے ازبک مگر وہ بہت سادہ ہے، اس کا خیال رکھیے گا۔" انہوں نے دھیرے سے کہا۔ جواباً وہ بنا کچھ بولے انہیں دیکھتا رہا، اسی وقت پلوشے خان آگئی تھی۔ وہ عبائے اور اسکارف میں ہمیشہ سے ملبوس ہوتی تھی لیکن سادہ سے عبایا میں..... پر آج وہ کوئی چیف ایگزیکٹو لگ رہی تھی، مصری طرز کا عبایا اور اسکارف میرون رنگ کا تھا، وارڈن کے چہرے پر ستائش ابھری۔

"تعارف ہوگیا؟" اس نے پوچھا تو وارڈن نے سر اثبات میں ہلایا۔

"پھر ہم چلتے ہیں۔" وہ ازبک کی طرف بڑھی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"معذرت میرے پاس کوئی گاڑی نہیں ہے آج..... ورنہ میں آپ کو اتنی بھی زحمت نہ دیتی۔ آپ اگلی بار مجھے جگہ ٹیکسٹ بھی کردیں گے تو میں آجاؤں گی۔" وہ باہر آتے ہوئے بولی۔

"اٹس اوکے..... اب میری سیکرٹری بھی علیحدہ گاڑی میں آئے تو مجھ سے امیر سیاستدان شاید ہی کوئی ہوگا۔"

"اوہ..... ہاں..... الیکشن کمیشن والے تو آپ کی جائیداد کی نئے سرے سے انویسٹی گیشن شروع کردیں گے۔" وہ مزے سے بولی تو فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتا ازبک مسکرایا مگر پلوشے خان کا چہرہ حیران کن تھا۔

"پیچھے کا ڈور کھولیں۔"

"کیوں..... کیا میں آپ کا ڈرائیور ہوں جو آپ پیچھے بیٹھیں گی۔" وہ اس سے زیادہ حیران ہوا۔

"مگر میں تو آج تک پیچھے ہی بیٹھتی آئی ہوں۔" وہ متحیر ہوئی۔

"اس لیے کہ آپ نے آج تک اپنے ڈرائیور کے ساتھ سفر کیا ہوگا۔" وہ فوراً بولا۔

پلوشے نے اسے بڑی عجیب سی نظر سے دیکھا..... وہ

Scanned with CamScanner

زندگی میں پہلی بار پریشان ہوئی تھی، وہ واقعی اس کا ڈرائیور نہیں تھا مگر وہ بھی تو آج تک فرنٹ سیٹ پر نہیں بیٹھی تھی پھر اس نے گہرا سانس لیا، یہ تو اس کے سفر کی پہلی پریشانی تھی آگے تو جانے کیا کیا سہنا ہوگا۔ وہ بیٹھ گئی، عبایا سمیٹا..... ازبک نے دروازہ بند کیا اور گھوم کر دوسری طرف آیا۔

"یہ میرا لیپ ٹاپ ہے اسے آپ سنبھالیں تاکہ آپ وہاں میری سیکرٹری لگیں۔" اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے کے بعد پیچھے رکھا لیپ ٹاپ اٹھا کر اسے دیا۔ پلوشے خان کے لیے اس سیٹ پر بیٹھنا ہی مشکل مرحلہ تھا پھر کسی غیر مرد کا بیٹھنا اس سے بھی عجیب مرحلہ، اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ پکڑا جو ایک بیگ میں تھا۔

☆

"یہ کون ہیں؟" ازبک کا استقبال کرنے کے بعد انہوں نے پلوشے خان کو دیکھا۔

"میری سیکرٹری ہے پلوشے خان اور پلوشے یہ عنایت اللہ ہیں۔ اس پارٹی کے اہم رکن۔"

"السلام علیکم! ان کے تعارف کی ضرورت نہ تھی سر..... پچھلی بار جب ان کی پارٹی اقتدار میں تھی تب یہ صوبائی منسٹر رہے تھے اور انہوں نے جتنے کام کیے وہ سب یاد رکھنے کے قابل ہیں۔"

"بھئی واہ ازبک صاحب آپ کی سیکرٹری تو کافی ذہین ہیں اور....."

"حیدر کا دوائی آگئے؟" اس نے ان کی بات کاٹ دی۔

"بالکل آ گئے..... آپ چلیں اندر میں ذرا اور مہمانوں کو ریسیو کرلوں۔" وہ سر ہلاتا آگے بڑھا تو وہ بھی اس کے ہم قدم رہی۔

"ذرا میری معلومات میں بھی اضافہ کریں محترمہ کہ ان صاحب نے کون کون سے یاد رکھنے والے کارنامے انجام دیئے ہیں۔"

"یہی تو یاد رکھنا ہے سر کہ انہوں نے اپنے دور حکومت میں کچھ نہ کیا تھا اس لیے انہیں آئندہ ووٹ نہ دیا جائے۔" اس نے اطمینان سے کہا تو ازبک نے رک کر اسے دیکھا، پلوشے کو بھی رکنا پڑا تھا۔

"میں ایک محب وطن ہوں سر..... ایک سال پہلے تک نہیں جانتی تھی کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے لیکن اب جان گئی ہوں اور حیران ہوں کہ بے حس ایک انسان ہوتا ہے، خود غرض بھی ایک انسان ہوتا ہے لیکن اس بڑی جماعت کو دیکھ کر جو پہلے ملک کی حکمران بنی تو پورے ملک میں قتل وغارت گری کا بازار گرم رہا۔ لوٹ مار جلاؤ گھیراؤ جن کا پہلا کام تھا اور ٹارگٹ کلنگ دوسرا..... ان کو آج بھی ووٹ مل رہے ہیں۔ ان کی پارٹی کو آج بھی ڈونیٹ کیا جا رہا ہے، ان کی ترقی آج بھی جاری ہے، ان کے جلسوں میں لاکھوں لوگوں کی شرکت دیکھ کر صاف لگتا ہے کہ ان کے خاندان میں کوئی قتل نہیں کیا گیا۔" وہ کہہ کر رکی پھر سب پر ایک نظر ڈال کر بولی۔ "کیونکہ وہ خود غرض، بے حس لوگ پھر ملک کا انتظام اسی جماعت کو دینے کے خواہاں ہیں، قائد اعظم بھی تو تھے کانگریس میں ہندو مسلم مفادات مشترکہ لیکن جونہی انہیں لگا کہ اس جماعت میں صرف ہندو مفادات ہیں تو وہ فوراً اس سے علیحدہ ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے کیونکہ ان کے پیش نظر اپنا مفاد نہیں بلکہ مسلمانوں کا مستقبل تھا تو پھر بے حس قوم اور خود غرض قوم بن گئی ہے پاکستانی قوم۔"

"ہیلو..... ازبک۔" وہ دونوں چونکے پھر ازبک نے ایک گہری سانس لی اور آنے والے کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہیلو تنویر ہمدانی۔" اور پھر وہ فرداً فرداً لوگوں سے ملتے رہے۔ ٹی پارٹی تو وہ نام کی تھی چائے سے زیادہ تو لوگوں کے ہاتھوں میں ایک خاص مشروب تھا..... سوفٹ ڈرنکس اور کھانے پینے کی اتنی چیزیں کہ رات کا کھانا تو اب شاید ہی کوئی کھاتا..... عورتیں اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھیں مرد اپنی۔

"میں بھی اپنی وادی کو ٹی ٹائم دوں گی..... جس میں ہم سبز قہوہ پئیں گے اور میں ان کی پریشانیاں سنوں گی۔" اس

Scanned with CamScanner

نے اپنے بیگ سے ڈائری اور پین نکالا..... ازبک کو حیدر کادوانی نے اپنی سیٹ پر بلایا تھا، اس وقت وہ اپنی سیٹ پر اکیلی بیٹھی تھی۔

"ہیلو اپسرا۔" اسے حقیقت میں جھٹکا لگا اور پین اس کے ہاتھ سے چھوٹا۔

"اوہ شاید میں نے آپ کو ڈرا دیا؟" وہ مسکرایا، پین اٹھا کر وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"بے فکر رہیں میں ڈراؤنی فلموں کے ڈراؤنے کرداروں سے نہیں ڈرتی۔" اس کی بات پر آنے والے نے قہقہہ لگایا۔

"ازبک کا دن تو آپ کی سنگت میں اچھا گزرتا ہوگا۔"

"گھٹیا انسان کی گھٹیا سوچ۔" وہ اس کی شکل دیکھنے لگا۔ آج تک اس نے اس قسم کا جواب "سیکرٹری گرلز" سے نہ سنا تھا۔

"کافی سخت مزاج معلوم ہوتی ہیں آپ۔"

"اور کافی بے وقوف معلوم ہوتے ہیں آپ۔" وہ دوبدو بولی وہ ایک بار پھر متحیر ہوا۔

"کیا مطلب؟"

"مجھے جانے بغیر ہی اپسرا کا خطاب دے دیا، میں ایک بڑی بلا ہوں تنویر ہمدانی اپنے پیچھے مت لگایئے مجھے۔" اس نے ازبک کا لیپ ٹاپ اٹھایا اور جھٹکے سے اٹھی اور آگے بڑھنے سے پہلے اس نے تنویر ہمدانی کا پیر اپنی ہیل سے رگڑ ڈالا۔

"آیا بڑا مجھے اپسرا کہنے والا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے فوڈ کاؤنٹر تک آئی، تنویر ہمدانی بے اختیار اپنے پیر کی طرف جھکا پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے ازبک کی سیکرٹری کو زیر لب گالی دی۔

وہ ازبک کے پاس آئی تو وہ گرل سے فلرٹ لگائے کسی لڑکی سے باتوں میں مصروف تھا۔ وہ یوں ہی فاصلے پہ کھڑی رہی، اس کے ساتھ کھڑی لڑکی نے اشارہ کیا قریب آنے کا..... ازبک نے مڑ کر دیکھا۔

"سیکرٹری کی کیا ضرورت آن پڑی ہے تمہیں؟"

"تکلفات کے اچھے نہیں لگتے۔" ازبک ذرا سا مسکرایا۔

"مجھے بھی سیکرٹری کے نمبر ملانے ہوں گے۔" وہ ذرا اٹھلاتے ہوئے بولی۔

"تمہارے اور اپنے درمیان تو میں ہواؤں کو بھی نہ آنے دوں۔" وہ مسکرا کر بولا، لڑکی نے گردن تان لی آخر ازبک احسان اس پہ فدا تھا فخر تو اس کا حق بنتا تھا۔

"سیکرٹری سے تعارف کروا دو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے آفس آؤں تو محترمہ کہہ دیں کہ سر ابھی بزی ہیں وزٹ کریں۔" وہ چہکتے ہوئے بولی۔

"کام سے بڑھ کر کچھ نہیں اگر بزی ہوا تو اسے حق ہے کہ وہ یہ کہہ دے۔" اس کے انداز میں شرارت تھی۔ وہ ہنس دی۔

"پلوشے میرا نام دعا کادوانی ہے اور میں اپنے بابا کی کنگ میکر ہوں اور یہ جو تمہارا باس ہے ناں یہ میرا بہت اچھا دوست ہے۔" پلوشے بنا کچھ بولے ذرا سا مسکرائی۔

"تمہارا یہ کھڑوس باس تمہیں تو بہت تنگ کرتا ہوگا، اتنی پرفیکشن چاہیے اسے اپنے کام میں کہ سامنے والا تو عاجز ہو جائے۔"

"او کے دعا چلتے ہیں اب ہم۔" وہ مسکرا کر بولا اور پھر پارٹی کے چند اراکین کو الوداع کہہ کر وہ وہاں سے نکل آئے تھے۔

"آپ کا بہت شکریہ..... مجھے آج بہت سے لوگوں سے ملنے کا تجربہ رہا اور میں نے بہت کچھ سیکھا۔" اس نے اپنے بیگ پہ نظر ڈالی جس میں ڈائری تھی۔ اس پر کئی پوائنٹ اس نے نوٹ کیے تھے۔ ازبک نے کچھ بھی بولے بغیر ڈش بورڈ سے ایک کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھایا تو وہ چونکی اور پھر اس کے ہاتھ سے کارڈ لے لیا۔

"اوہ ازبک یہ تو ڈنر کا پروگرام ہے، اتنی رات گئے تو میرا آنا مناسب نہ ہوگا، آپ مجھے ٹی ٹائم یا پھر لنچ پر انوائیٹ کریں۔" ازبک نے چونک کر اسے دیکھا، ابھی کچھ دیر پہلے پارٹی میں وہ اسے "سر" کہہ کر بلا رہی تھی پھر اس نے

Scanned with CamScanner

ایک گہری سانس لی۔
"واقعی پلوشے کا سیکرٹری بننے سے پہلے مجھے ایک منٹ کے لیے صحیح مگر سوچ لینا چاہیے تھا۔"

❁.....☆❁☆.....❁

"دو سال بعد ایک ایسا ڈاکٹرل گیا جو ساٹھ فیصد شمروز خان کو ٹھیک کرنے میں شیور تھا۔ شمروز خان کو اب امریکہ لے جانے کی تیاری ہو رہی ہے اور تبریز خان یقیناً وادی کا ذرہ ذرہ بیچ کر بھی شمروز خان کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"توبہ ہے ورشے۔" وہ جھنجلائی تو ازبک نے چونک کر اسے دیکھا، ورشے کا یہ میسج اسے تب ملا جب وہ ازبک کے ساتھ کھانے پر مدعو تھی، اس کا میسج پڑھ کر اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"بندہ سوچ سمجھ کر منہ سے الفاظ نکالے۔" اب وہ سر جھکائے ٹائپنگ کر رہی تھی۔ ازبک برابر میں بیٹھے ایک شخص سے محو گفتگو تھا..... اس نے موبائل بیگ میں رکھا اور اپنے لیے جوس لینے اٹھی، وہ ازبک کے ساتھ کئی لنچ پارٹی اور ٹی پارٹی اٹینڈ کر چکی تھی۔ حالانکہ ازبک پیپرز کے بعد یونی نہیں آیا تھا اور اب یونی میں نئے یونین لیڈر کے الیکشن شروع ہو چکے تھے۔

"اس بار تم آرام سے لیڈر بنو گی، مقابلے کے لیے کھڑی ہو جاؤ۔" اسید نے اسے کہا۔

"میں پیدا ہی حکومت کرنے کے لیے ہوئی ہوں اسید رضا اور اس کے لیے مجھے کسی مقابلے کی ضرورت نہیں۔" سعید نے ستائش سے اس کا اعتماد دیکھا۔ اسید جو اس کی میز پر ہاتھ رکھے ذرا سا جھکا کھڑا تھا ہنستا ہوا سیدھا ہوا۔

اس وقت جب وہ ایک لنچ پر تھی، ورشے کا "میسج" اس کا دماغ گھما گیا، اس نے ورشے کے میسج کے بعد سفیر کو کال ملائی اور پھر ازبک کو ایکسکیوز کرتی وہ ایک طرف ہو گئی جہاں نسبتاً رش کم تھا۔

"یہ کون ہے شمروز خان کو ساٹھ فیصد ٹھیک کرنے والا آ گی؟" وہ سلگ کر بولی تو دوسری طرف سے جاندار قہقہہ لگایا گیا۔

"واہ ہماری ملکہ۔" دوسری طرف شائل تھا۔

"یا اللہ شائل خان..... تمہاری حرکتوں سے کہیں ہم پھنس نہ جائیں..... تم سفیر خان کے ساتھ کیا کر رہے ہو اس وقت؟" وہ جھلائی۔

"ملکہ میں آپ کے حکم کا پابند رہنے کا عادی نہیں رہا..... آخر ڈیڑھ سال سے آپ نے مجھے کوئی حکم نہیں دیا۔"

"پہلی بات میں ملکہ نہیں سردار ہوں تمہاری اور دوسری بات کہ میرا حکم وہی ہے شائل خان، تبریز خان کے اسلحہ کاروبار اسے کبھی نفع نہ دے سکے۔"

"عبداللہ اور سفیر کو تو آئے دن حکم ملتے ہیں۔" وہ گویا ہوا جیسے وہ کوئی لاڈلہ بچہ ہو اور اسے نظر انداز کیا جا رہا ہو۔

"حکم تو ان دونوں کے لیے بھی وہی ہے کہ سفیر، تبریز خان کو اس کے مصاحبوں سے بدظن کرتا رہے اور عبداللہ کمیشن چلاتا رہے، پہلے غریب لوگ اب امیر بھی شامل ہیں اس لیے کہ تبریز خان اپنی بدگمانی کے باعث بہت سے لوگوں کے ساتھ از خود دشمنی مول لے چکا ہے۔ اسی لیے ان دونوں کو کال کر کے تفصیلات سنتی رہتی ہوں..... اتنی سی بات ہے تم خوامخواہ رائی کا پہاڑ بنا رہے ہو حالانکہ....."

"حالانکہ آپ ان دونوں سے زیادہ میری قدر کرتی ہیں کہ جو میں نے آپ کے لیے کیا وہ ہمیشہ آپ کے کام آنے والا ہے۔"

"تم نے میرے لیے کیا کیا؟" اس کی آنکھوں میں شرارت چمکی، وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اس ٹریننگ کی بات کر رہا ہے جو اس نے اسے دی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ میری ملکہ کی یادداشت اتنی کمزور ہے کہ وہ میری کارکردگی کو بھلا سکے۔" شائل نے مزے سے کہا تو پلوشے نے اپنی ہنسی روکی۔

"یہ تم مجھے بار بار ملکہ کیوں کہہ رہے ہو، میں تمہاری سردار ہوں سمجھے۔" وہ ذرا برہم ہوئی۔

Scanned with CamScanner

"ہرگز نہیں کہوں گا سردار..... ذہن میں داڑھی مونچھوں اور اونچے شملے والا شخص آجاتا ہے ملکہ کہنے سے زرق برق پوشاک میں سر پر تاج لگائے ایک خوب صورت عورت کا تصور بندھتا ہے تو بس آپ ہماری ملکہ ہیں اور یہ وادی اپنی ملکہ کی منتظر ہے....." اس نے کہا۔

پلوشے کا سر اپنے "غلام" سے تعریف سن کر بلند ہوگیا تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

"اور ہاں سنیں آپ شہروز خان کی موت نہیں چاہتیں حالانکہ یہ ایک پل کا کام تھا، وہ مرے گا نہیں لیکن وہ ٹھیک بھی نہیں ہوگا۔ یہ صرف ہمارا پلان ہے جتنی رقم اس کے علاج پر لگنی ہے تبریز خان کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہے۔"

"اور یہ پلان مجھ سے ڈسکس کیے بغیر تیار کرلیا؟" وہ بولی۔

"وہ اپنا اسلحے والا کاروبار ڈبو دے گا..... اسے پیسہ چاہیے ہوگا، وہ کچھ بھی کرے گا۔"

"یہی شائل خان..... یہی تو، اس کو پیسہ چاہیے ہوگا، وہ کچھ بھی کرے گا تو ضروری نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں سے پیسہ وصول کرنے کی کوشش کرے جو اسلحے میں اس کے ساتھی ہیں۔ وہ میرے باپ کی جائیداد کو بھی تباہ کرسکتا ہے، وہ وادی کے غریب لوگوں کی زمینیں بھی ہتھیا سکتا ہے، وہ بچوں اور جوان لڑکیوں کو بیچنے کا گھناؤنا کام بھی کرسکتا ہے، وہ قہر بن جائے گا اگر اسے پیسہ نہ ملا تو۔" وہ ساری احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر چلائی..... آس پاس کے لوگوں نے اسے چونک کر دیکھا، دوسری طرف شائل دم بخود تھا، یہ سب تو اس نے سوچا ہی نہ تھا، اس نے کال کاٹ دی اور ضبط کرتی پلٹی۔

"میں گھر جانا چاہتی ہوں۔" وہ تیز تیز چلتی ازبک کے پاس آ کر رکی..... ازبک چونک کر اس کی طرف مڑا، اس کا چہرہ اس کی پریشانی کی ترجمانی کررہا تھا۔

"آپ تجربہ لینے نکلیں ہیں ناں تو آج اس بات کا تجربہ بھی کرلیں۔" وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا یقیناً کسی بات نے بلکہ شاید کوئی بڑی بات نے اس مضبوط اعصاب کی لڑکی کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"جب دماغ ہمیں کنٹرول کرتا ہے تو ہم مضبوط قدموں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں لیکن کسی صدمے کے باعث دماغ کام کرنا بند کردے تو پھر کیسے کھڑا ہونا ممکن ہوگا؟" پلوشہ نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اسے لگا اس کا دماغ جاگا ہو، وہ ایک گہری سانس لے کر آنکھیں موند کر خود کو پرسکون ہونے کی ہدایت دینے لگی ہاں یہ اس کی ٹریننگ کا حصہ تھا۔

"آپ سردار بنیں گی تو آپ کو بعض باتوں میں بہت سادہ باؤ سہنا ہوگا جو بعض اوقات دماغ بند کردیتا ہے..... یہ صرف سردار بننے سے ہی منسلک نہیں ہے، تحقیق کے مطابق یہ بیماری عام ہوچکی ہے گا۔" وہ مسکرا کر بولا۔ وہ کچھ سوچ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"سوری....." شائل خان کا یہ میسج دوپہر کو ہی آ گیا تھا، اس کے اپنے نمبر سے مگر پلوشے نے وہ کافی دیر کے بعد دیکھا تھا۔

"پلان بنانا میرا کام ہے اس پر عمل کرنا تمہارا کام۔" اس نے یہ نہیں لکھا تھا کہ "تم پلان نہ بنایا کرو" مگر شائل خان کو خفت ہوئی، عبداللہ اور سفیر کی طرف سے "شیم آن یو" کی ایموجی۔

"اب اس ڈھول کا کیا کروں؟" اس نے بے چارگی سے چند منٹ بعد واٹس میسج کیا۔

"بجاؤ۔" شائل نے دانت پیسنے کی ایموجی بھیجی، ان پانچوں کا واٹس ایپ گروپ ابھی حال ہی میں بنا تھا مگر ورشے نے کبھی اس میں بات نہ کی تھی البتہ وہ تمام صورت حال سے واقف ضرور رہتی تھی۔

"کیسے؟" سفیر کی طرف سے سوالیہ ایموجی آیا۔

"تیل کی دھار دیکھو اگر وہ دائیں طرف گرے تو پلان جاری رکھو لیکن اگر وہ بائیں طرف کا رخ اختیار کرلے تو تیل بہنے کی وجہ کو غائب کردو۔" کافی دیر تک تینوں میں سے کسی کا میسج نہ آیا، شاید وہ اس کے پیغام کو ڈی کوڈ کررہے

Scanned with CamScanner

تھے۔
"پہلے ہم نے آپ کو شمروز سے بہتر سردار کے آپشن پر قبول کیا تھا پھر ہمیں آپ سے محبت ہوگئی تھی اور آج ہم آپ کو ایک ذہین اور سمجھدار سردار جس کی ازحد ضرورت ہے ہماری وادی کو کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔" عبداللہ کا میسج آیا، ساتھ ہی سفیر اور شمائل خان کی طرف سے سرخم کرنے کی ایموجی۔ وہ مسکرا دی۔ اس کے غلاموں نے جان لیا تھا وہ کہہ رہی ہے کہ تبریز خان پیسہ اگر اسلحے کے کاروبار سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پلان جاری رکھا جائے اگر وہ وادی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو ڈاکٹر کو غائب کردیا جائے...... نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔

❁......☆❁☆......❁

"یہ بلوشے خان ہیں...... یونیورسٹی کی یونین لیڈر۔" ازبک نے چونک کر پارٹی کی سرگرم رہنما شمع نیاز کو دیکھا...... وہ بلوشے کا تعارف کروا رہی تھیں۔

"یہ تو ازبک کی سیکرٹری ہے ناں؟" حیدر کادوانی جو ازبک کے ساتھ کھڑے تھے۔ تعجب سے بولے، یونین لیڈر کا ان کی پارٹی میں ہونے کا مطلب تھا کہ یونی کے بہت سے ووٹ ان کے ہوئے، رات کی پارٹی میں آنا اسے مناسب نہیں لگتا تھا۔

"جی میں سر ازبک کی سیکرٹری ہوا کرتی تھی...... اب مستعفی ہو چکی ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا تو ازبک کو دیکھے بغیر وہ حیدر کادوانی سے محوگفتگو تھی۔

"اوہ مجھے معلوم نہ تھا۔" حیدر کادوانی نے کہا اور یہ تو ازبک کو بھی ابھی ابھی معلوم ہوا تھا کہ وہ مستعفی ہو چکی ہے۔

"ویسے پارٹی میں ویلکم...... یقیناً آپ اچھا اضافہ ثابت ہوں گی۔" انہوں نے کہا تو وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی...... شمع نیاز کی طرف سے آج کی پارٹی تھی۔ بلوشے نے جس طرح اپنے رابطہ بڑھائے تھے وہ حیران کن بات تھی، یعنی اب لوگ ڈائریکٹ اسے انوائیٹ کر رہے تھے۔

"بلو بلوشے۔" وہ رکی تو سامنے تنویر ہمدانی تھا، اس نے جواباً کچھ نہ کہا اور نہ ہی اس کے کچھ کہنے کی تنویر ہمدانی کو ضرورت تھی۔

"بڑی ترقی کرلی کل تک سیکرٹری تھیں اور آج ایک لیڈر ہو، ذرا سنبھل کر چلو بھئی سیاست ایک دلدل ہے ڈوب نہ جاؤ کہیں۔"

"تنویر ہمدانی اپنے ملک سے محبت ہے مجھے اور اپنے لوگوں کا خون اور حق بھی میرے دامن پر نہیں ہے اس لیے دلدل مجھے نہیں ڈبونے والی کیونکہ دلدل میں بھاری چیزیں ڈوبتی ہیں۔" وہ استہزائیہ بولی، تنویر ہمدانی کے لب بھینچے یعنی وہ گناہوں سے لبریز تھا اسی لیے ڈوب جاتا۔

"تمہارا تو میرے ہاتھوں وہ حشر ہوگا کہ یاد کرو گی۔" وہ آگے بڑھ چکی تھی۔ وہ بڑبڑایا کچھ دیر بعد وہ شمع نیاز سے اجازت لے کر واپس آ گئی، راستہ کافی سنسان تھا، یہ ایک پوش ایریا تھا، بڑے بڑے بنگلے تھے کئی گز پر پھر پھیلے، ان گھروں میں چند افراد ہی ہوں گے، پورا علاقہ سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا، سڑک پر بھی اکا دکا گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ ازبک کے ساتھ تو آدھی رات کو ایسا سفر کرنا بلوشے کے بس میں نہ تھا مگر آصف خان اس کا ڈرائیور اور اس کی وادی کا بندہ تھا...... یہ گاڑی اور بندہ اگرچہ بھیجا تو اس کی نگرانی کے لیے تبریز خان نے ہی تھا مگر وفادار وہ بلوشے خان کا تھا اور عبداللہ کی طرح بس وہ باتیں ہی تبریز خان تک پہنچاتا تھا جو بلوشے خان چاہتی تھی۔ یک دم اس کی گاڑی کو ایک جھٹکا لگا۔

"اللہ اکبر......" اس کے منہ سے نکلا ایک کتا ان کی کار کی زد میں آتے آتے بچ گیا تھا، ڈرائیور نے بروقت بریک لگایا تھا پر پچھلی گاڑی ان کی گاڑی کو بچاتی خودفٹ پاتھ پر چڑھ گئی تھی...... گاڑی کا مسلسل بجتا ہارن کہہ رہا تھا ڈرائیور ہوش میں نہیں ہے۔ وہ دونوں تیزی سے اپنی اپنی طرف کا دروازہ کھول کر بے ساختہ اس گاڑی کی طرف بڑھے، قریب پہنچ کر بلوشے ٹھٹکی...... وہ ازبک کی گاڑی تھی۔ آصف خان نے دروازہ کھولا۔

Scanned with CamScanner

"سر آپ ٹھیک ہیں؟" آصف خان نے اس کا کندھا ہلایا..... ازبک سیدھا ہوا وہ بے ہوش نہیں تھا۔

"آصف خان گاڑی سے پانی لاؤ۔" بلوشے نے کہا۔

"ازبک آپ ٹھیک ہیں؟" بلوشے نے پوچھا، اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ازبک آپ کو چوٹ لگی ہے۔" بلوشے کی نظر اس کی کنپٹی سے بہہ کر گال تک آنے والے خون پر پڑی تو وہ چونکی..... ازبک نے اپنا گال چھوا تو خود بھی حیران ہوا۔

"آپ کو ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے میرا ڈرائیور آپ کو....."

"میں ٹھیک ہوں..... میں....." اس نے بلوشے کی بات کاٹ دی۔

"نہیں آپ ٹھیک نہیں ہیں۔" بلوشے نے اس کی بات کو پورا نہ ہونے دیا۔

"آپ برابر والی سیٹ پر جائیں میرا ڈرائیور آپ کی گاڑی میں آپ کو لے جائے گا۔" وہ بضد ہوئی، ازبک کا سر بھی چکرا رہا تھا اس نے مزید بحث مناسب نہ سمجھی اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"آصف خان..... ازبک کو کسی ہاسپٹل لے جاؤ۔" وہ اس کی طرف بڑھی۔

"اور آپ؟" وہ حیران ہوا۔

"مجھے ڈرائیونگ آتی ہے تم جانتے ہو۔" وہ مسکرائی تو وہ سر ہلاتا بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد وہ ایک قریبی ہاسپٹل آگئے تھے۔ ڈاکٹر سے اس کے بارے میں تمام بات چیت بلوشے نے کی وہ لوگ کافی دیر وہاں رہے تھے، جب باہر نکلے تو وہ کافی بہتر تھا۔

"تھینک یو۔"

"ویلکم..... آئندہ گاڑی احتیاط سے ڈرائیو کیجیے گا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا تو ازبک نے لب بھینچ لیے۔

"آصف خان آپ کو گھر تک ڈراپ کردے گا..... آپ گھر پہنچ کر دودھ میں ہلدی ڈال کر ضرور پی لیجیے گا..... دوائیوں سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔"

"اٹس او کے..... مزید کسی زحمت کی ضرورت نہیں ہے۔"

"زحمت کیسی؟ آپ کی جگہ میں ہوتی تو یقیناً آپ بھی یہی کرتے۔" وہ کہہ کر آصف خان کی طرف مڑی۔

"انہیں گھر تک ڈراپ کرنا ہوگا، ایڈریس ان سے پوچھ لینا اور گاڑی سلو چلانا..... میں تیز ڈرائیو نہیں کرتی۔"

"آپ ہوسٹل چلی جائیں میں ان کو ڈراپ کرکے گھر چلا جاؤں گا۔"

"گھر کیسے جاؤ گے؟ کار تو میرے پاس ہوگی۔" بلوشے نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"میں دیکھ لوں گا کوئی اور سواری۔"

"آصف خان مجھے اپنے لوگوں کو راستے میں چھوڑنے کی عادت نہیں ہے سمجھے۔" اس نے تڑخ کر کہا، آصف خان فوراً چوکنا ہوا۔ "آئندہ مجھے مشورے دینے سے پہلے سوچ لینا۔" اس نے مودب ہو کر سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

❁......☆❁☆......❁

"بلوشے کیا ہوا..... تم ٹھیک ہو؟" اپنے نوٹس بناتے ہوئے وہ فائل پر سر رکھ کے سو گئی تھی، سمیرا اپنے بیڈ پر تھی جب کچھ دیر بعد وہ ہڑبڑا کر اٹھی، دسمبر کی سرد راتوں میں اس کی پیشانی پر پسینہ چمک رہا تھا۔

"میرا موبائل....." وہ سمیرا کو جواب دیے بنا تکیہ الٹ پلٹ کر موبائل تلاش کرنے لگی۔

"خیریت تو ہے ناں بلوشے، تم..... تم ٹھیک تو ہو ناں؟" بلوشے کا رنگ سفید ہو رہا تھا۔ سمیرا پریشان ہوئی..... وہ اٹھ کر بلوشے کے قریب آئی۔

"میری وادی، میرے لوگ سمیرا..... سمیرا میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے۔" اس کا موبائل مل گیا تو وہ کوئی نمبر ڈائل کرنے لگی تھی مگر دوسری طرف بیل جاتی رہی..... رات کے دو بجے اس کی وادی کے لوگ گہری نیند میں تھے۔

"ریلیکس بلوشے، تم آرام سے بیٹھو۔" سمیرا نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور میز پر رکھا، سمیرا نے اسے بٹھاتا

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

چاہا۔

"میری وادی کے لوگ پریشان ہیں سمیرا، وہ مجھے بلا رہے ہیں، مجھے جانا ہوگا۔" وہ اپنے کندھوں پر سے اس کا ہاتھ ہٹاتی ہوئی وارڈروب کی طرف بڑھی، اپنا بیگ لیا اور ضروری چیزیں اس میں بھرنے لگی۔

"پلوشے ایک خواب تھا وہ..... اس کے لیے تم یہ کیا کرنے لگی ہو۔" سمیرا نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ روکا۔

"اگر یہ صرف خواب ہوتا تو مجھے اس سے پہلے کیوں نہ آیا..... وادی میں کچھ ہو گیا ہے، کچھ ایسا جو نہیں ہونا تھا، میری وادی....."

"اگر کچھ ہو جاتا تو تمہارے لوگ تمہیں بتاتے نہیں۔" سمیرا نے کہا تو پلوشے نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تمہیں کس نے کہا سمیرا کہ مجھے وہاں کی اطلاعت ملتی رہتی ہیں، میرے لوگ....." وہ عجیب سی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تو سمیرا ایک دم سے گڑبڑائی۔

"اچھا لی تم ہمیشہ میرے لوگ میرے لوگ....."

"تمہیں کس نے کہا سمیرا کہ میرے لوگ مجھے "وہاں" کی سب باتیں بتاتے ہیں؟" وہ پلوشے تھی اپنے سائے سے بھی محتاط، وہ اپنا خواب بھلائے اپنا خوف بے چینی بے قراری بھلائے سمیرا کو دیکھ رہی تھی وہ بات جو صرف چار لوگوں کے بیچ تھی وہ سمیرا کو کیسے پتا چلی؟

"میرا مطلب تھا تمہاری والدہ یا بہن تمہیں ضرور بتاتیں کہ....." سمیرا کی بات ادھوری رہ گئی پلوشے کا فون بجنے لگا تھا، دونوں نے چونک کر موبائل کو دیکھا، پلوشے نے آگے بڑھ کر موبائل اٹھایا۔

"سردار ہماری وادی کے ایک چوتھائی حصے کا سودا کیا جا رہا ہے۔" شائل کا میسج تھا، پلوشے سن سی دیکھتی رہی۔

"پلوشے آر یو اوکے؟" سمیرا کی آواز پر اس نے چونک کر سمیرا کو دیکھا۔

"میں تیار ہوں۔" اس نے شائل کو میسج کیا اور پھر بھاگ کر اپنے بیگ کی طرف آئی۔

وہ یہاں ڈگری لینے نہیں آئی تھی تجربہ لینے آئی تھی اور وہ اسے مل گیا تھا..... اب اسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی تھی۔

"کیا ہوا پلوشے تم اس طرح کہاں جا رہی ہو؟" سمیرا اسے یوں بیگ میں سامان بھرتے دیکھ کر حیران ہوئی، اس کے ہاتھ لمحہ بھر کو رکے پھر وہ اس کی طرف مڑی جو اس کی دوست تھی اور دشمنوں کی ساتھی بھی۔

"تم کون ہو سمیرا؟" اس نے کہا تو سمیرا بس اسے دیکھتی رہی۔ "شکر کرو کہ وقت پر مجھے سب پتا چل گیا ورنہ تمہارا اور تمہارے پچھلوں کا برا وقت شروع ہو جانا تھا۔" وہ تنفر سے کہہ کر پھر اپنا سامان پیک کرنے لگی، سمیرا برف سی وہیں کھڑی رہی اور پلوشے خان نے واپسی کے سفر پر قدم رکھ دیے..... وارڈن کو اس نے قریبی عزیز کی رحلت کا کہا، باہر اسے لینے آصف خان آ چکا تھا۔ اسے صبح ہونے سے پہلے وادی پہنچنا تھا۔

❁.....☆❁☆.....❁

"اس معاہدے کی رو سے راجہ اشرف اور سردار تبریز خان اسلحے کے کاروبار میں پارٹنر ہیں اور راجہ اشرف اس وادی کے چوتھائی حصے کا مالک۔"

"معاہدہ کینسل۔" اس لمبی میز کے گرد بیٹھے لوگ بری طرح چونکے اور پھر انہوں نے کہنے والے کو دیکھا۔

"تبریز خان اس وادی کے سردار ہیں نہ مالک اور جو مالک ہے وہ اپنی وادی کا ذرہ بھی کسی دشمن کو دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔"

"تم.....!" سردار تبریز خان کی آنکھیں حیرت سے پھٹیں۔

"خاناں یہ وادی میرے باپ کی ہے، اس کی وارث میں ہوں، آپ اسے کیسے بیچ سکتے ہیں؟" وہ ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"تم یہاں کیسے آئیں؟" وہ متعجب تھے، یہ ان کا ڈیرہ تھا اور پرندہ بھی ان کی اجازت کے بغیر "پر" نہیں مار سکتا تھا..... پلوشے خان کا وہاں آنا صاف ظاہر تھا کہ ان کے اپنے اب ان کے نہیں رہے، ان کی پہلی نظر شائل خان پر

Scanned with CamScanner

پڑی، وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔

"حویلی چل کر بات کرتے ہیں۔" وہ ایک دم سے کھڑے ہوئے، گھر کے اندر وہ اسے قابو کر سکتے تھے، اس کی ماں، بہن اور پھوپو سب کے ذریعے اسے کمزور کر لیتے۔

"وہاں بھی بات ہوگی، پہلے یہاں کا معاملہ تو نبٹا لیں۔" اس کے چہرے پر سختی تھی۔ وہ اسے اب بھی بچی سمجھ رہے تھے یا پھر کوئی عام سی بزدل لڑکی۔

"ہم وادی کا ایک بنجر حصہ ان کو بیچ رہے ہیں پھر یہ جو رقم ہمیں دیں گے اس سے میں وادی کی ترقی کے لیے ہی کام کروں گا۔" انہوں نے کہا تو پلوشے خان بے ساختہ ہنس دی۔

"وادی کی ترقی کے لیے آپ جو کوششیں کرتے آئے ہیں میں ان "بہلاوؤں" میں پہلے کبھی نہیں آئی تو آج کیا آؤں گی۔"

"یہ لڑکی کہاں سے آئی سردار؟" سامنے بیٹھا شخص بولا۔

"یہ پوچھو کہ یہ معاہدہ کینسل کرنے والی کون ہے؟" وہ مسکرا کر اس کو دیکھتے ہوئے بولی۔ تیمرز خان کے لب بھنچے۔

"شائل خان اسے یہاں سے لے جاؤ ہم پھر بات کریں گے۔" تیمرز خان نے پلوشے کی طرف اشارہ کیا، شائل خان اسنیچو بنا کھڑا رہا، تیمرز خان اچھی طرح شائل خان کو سمجھ گئے تھے مگر ایک آخری امید کے طور پر انہوں نے اس سے کہا۔

"تم حکم کرو سردار ہم لے جاتے ہیں۔" شائل خان کو اپنی جگہ سے جنبش نہ کرتے دیکھ کر ایک شخص بولا، سب کرسیوں پر بیٹھے لوگوں کے چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ آئی۔

"مجھے کیا لے کر جاؤ گے۔" وہ کہنے والے کی طرف مڑی۔ "تمہارے لیے صرف اتنا کافی ہوگا کہ اس ڈیرے کو چاروں طرف سے گھیر لینے والے افواج پاکستان کے بہادر جوانوں سے اپنے آپ کو بچا کر کیسے لے جاؤ گے؟"

اس کے لبوں سے نکلنے والے الفاظ گویا صور اسرافیل بن گئے۔ سب بوکھلا کر اٹھے کیونکہ ان کے سروں پر کھڑے، ان کی حفاظت پر مامور دستے نے ان پر اپنی گنیں تان لی تھیں۔

"کیا مطلب..... یہ کیا؟" ان سب کے چہرے دہشت سے پیلے پڑ گئے۔

"موت کا کاروبار کرنے والے موت کو دیکھ کر کس لیے خوف زدہ ہو گئے؟"

"ادیب خان تمہارے لیے کام کرنے والوں نے ہم پر گنیں کیوں تان لیں؟" وہ خوف زدہ ہو کر بولا۔

"سردار یہ ہمارے بندے نہیں ہیں، سردار خاناں کے اس چیف سیکیورٹی نے کہا تھا کہ سیکیورٹی کی وجہ سے سب کو ایک دروازے سے گزرنا ہوگا چونکہ ہم بڑوں پر انہیں اعتبار ہے اس لیے ہمیں یہ ڈائریکٹ اس کمرے میں لے آیا پھر باہر انہوں نے ہمارے آدمیوں کی جگہ اپنے آدمی کھڑے کر دیے ہوں گے، اسی لیے یہ لوگ ہمارے سروں پہ گنیں تان کر کھڑے ہیں۔" ادیب خان نے شائل خان کو نفرت سے دیکھا تب ہی سردار راجا اشرف کے سر پر کھڑے فوجی جوان نے اپنا ماسک اتارا۔

"تھینک یو سردار پلوشے خان..... آج آپ کی وجہ سے ہم اس بندے تک پہنچ گئے جو دہشت گردی کے بہت سے واقعات میں ملوث ہونے کے باعث ہمیں ایک عرصے سے مطلوب تھا۔"

"شکریہ کی ضرورت نہیں ہے میجر طارق، ملک دشمن عناصر کو سولی تک پہنچانا ہم سب کا قومی فریضہ ہے۔"

"مجھے سولی چڑھا کے بھی سردار نہیں بن سکتی ہو تم..... میرے ایسے ایسے جاں نثار آدمی موجود ہیں جو تمہاری جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے اور جرگہ بھی تمہیں کبھی سردار نہیں بننے دے گا۔"

"آپ صرف سولی چڑھنے کی تیاری کریں، باقی سب فکریں میرے لیے رہنے دیں۔" وہ مسکرا کر کہتی ہوئی پلٹ گئی..... شائل خان اس کے پیچھے مڑا پھر رک کر اس نے

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

فوجیوں کو دیکھا جنہوں نے ایک ایک کو دبوچ کر ہتھکڑی لگانی شروع کردی تھی کیونکہ کچھ لوگوں نے مزاحمت کی کوشش کی تھی، آخری نظر اس نے تبریز خان پر ڈالی جو نفرت سے اسے دیکھ رہے تھے، وہ اس پر بہت اعتبار کرتے تھے مگر وہ غلط تھے..... وہ پلوشے خان کے پیچھے آ گیا، وہاں سے وہ دونوں ایک بڑے قافلے کی صورت جرگے میں پہنچے تھے۔

"اس طرح سے ہمیں بلانے کا مقصد کیا ہے؟" جرگہ ہمیشہ لوگوں کو بلاتا تھا آج وادی کے لوگ اس جرگے کو بلا کر لائے تھے۔

"یہ وادی ابریز خان کی تھی، میرے بابا کی..... ان کے بعد میں اور میری بہن اس کی وارث تھے، اس کرسی کے حق دار ہم تھے لیکن یہ جرگہ کچھ نہ کرسکا، تبریز خان نے ہمارا حق چھینا، ہماری دولت و جائداد پر ناگ بنا بیٹھا رہا اور آپ لوگ دیکھتے رہے، وہ وادی کے غریب لوگوں پر ظلم کرتا رہا، آپ لوگوں میں سے کچھ اس کا ساتھ دینے لگے اور کچھ اس لیے چپ رہے کہ اس طرح ان کے گھر محفوظ تھے۔ اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ انصاف کے پہرے دار بننے کے لائق ہی نہیں ہیں۔"

"تمہاری اوقات کیا ہے دو کوڑی کی لڑکی، کس طرح بات کررہی ہو ہم سے۔" چند سرپنچ جلال سے اٹھے۔

"وہ ٹھیک کہہ رہی ہے..... ہم سرپنچ تو بنے مگر ہم اس لائق نہیں تھے..... ہم نے تبریز خان کے خلاف جانے کا سوچا بھی نہیں کیونکہ ہم میں ہمت نہیں تھی۔"

"اے بوڑھے خاموش ہوجا..... کہاں ہے سردار بلاؤ اسے تاکہ یہ لڑکی اپنی شکل یہاں سے گم کرے۔"

"میجر طارق اس وقت جو میرے خلاف بول رہا ہے ان کے کرتوتوں کے سارے ثبوت میں آپ کو پہلے ہی دے چکی ہوں سو آپ ان لوگوں کو بھی لے جائیں تاکہ میں اپنی باقی بات جاری رکھ سکوں۔" اس کے کہتے ہی سادہ کپڑوں میں ملبوس جوانوں نے اپنے میجر کے اشارے پر تبریز خان کے خاص مصاحبوں کو بھی گرفتار کرلیا، باقی لوگ تبریز خان کے مصاحبین میں ہونے کے باوجود پچھلے کچھ عرصے سے اندر ہی اندر اس سے متنفر تھے اور عبداللہ کے باعث اس وقت دل سے پلوشے خان کے حمایتی بن گئے تھے مگر کچھ اور بھی تھے جن کے ہاتھ صاف تھے مگر دل نہیں۔

"ہماری وادی میں، ہماری روایتوں میں آج تک کوئی عورت ہماری سردار نہیں رہی اور یہ توباکرہ (کنواری) بھی ہے۔" دل میں نفرت لیے ان اشخاص کو پلوشے نے نظر گھما کے دیکھا۔

"تو ان روایتوں کو بدل لیں جو ظالم کے ساتھ ہیں لیکن مظلوم کی دادرسی کے لیے نہیں۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولی۔ "اور رہ گئی بات میرے باکرہ ہونے کی تو سن لیں میں شادی شدہ ہوں۔" سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تیمور خان کی بہو ہوں میں اور مجھے یہ پورا حق ہے کہ میں اس کرسی پر بیٹھوں جو میرے باپ کی ہے۔" اس نے کہا۔ وہ سارے لوگ جو ہمیشہ سے اسے سردار مانتے تھے جوش سے نعرے لگانے لگے۔ وہ شہر گئی تھی تجربہ لینے جو اسے مل گیا تھا۔ آج سے وادی میں خوشیوں نے دائمی ڈیرے ڈال لیے تھے، آج وادی کا ہر گھر سکھ کا سانس اور چین کی نیند سونے والا تھا کیونکہ آج سے وادی کا پہرہ دار کسی جانور پر بھی ظلم نہ ہونے دے گا..... اب یقین تھا کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پینے والے تھے، ہر طرف چہکار پھیلنے لگی تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ وادی میں ایک جشن ہو جس میں ہم ابریز خان کا شملہ پلوشے خان کے سر پر سجائیں۔" وہ سرپنچ کے بزرگ تھے، سب طرف خوشی سے ہلچل مچی تھی۔ وادی کا ہر گھر عرصے سے اس جشن کی تیاری کررہا تھا، وادی کی گلی گلی سج گئی تھی۔ بچے بڑے یوں تیار تھے گویا آج عید کا دن ہو۔

❁.....☆❁☆.....❁

"میں اپنے حصے کی جائیداد اپنی بہو کے نام کرتا

Scanned with CamScanner

ہوں۔" عصر کی نماز کے بعد اسے ابریز خان کا شملہ پہنایا گیا تھا۔ اس کا باپ جو ساری غلط روایتیں بدلنا چاہتا تھا اس کی بیٹی نے وہ کر دکھایا تھا، شملے کی رسم کے بعد تیمور خان نے جائیداد کے پیپرز اس کی طرف بڑھائے تو وہ حقیقتاً چونکی۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس حصے کو بھی تم ہی سنبھالو۔" ان کے ساتھ شاکر خان نے بھی اپنا حصہ پلوشے کے نام کر دیا۔

"ہماری نسل کے بیٹوں نے وہ کام نہیں کیا جو ہماری بیٹی کر گئی..... اس بیٹی کا یہ حق ہے ہم پر کہ اس کے آگے سر جھکایا جائے۔" شاکر خان نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چومی۔

"آپ یوں نہ کہیں ماما، یہ میں نے اپنے نام کے لیے نہیں کیا، نہ ہی کسی کے سر کو جھکا دیکھنے کے لیے..... یہ میرے لوگ ہیں، میرے اپنے، ان کے لیے کچھ بھی کرنا ایسا ہی ہے جیسے ماں باپ اپنے بچوں کے لیے کرتے ہیں۔" اس نے شاکر کے دونوں ہاتھ تھام کر ان کو چوم کر باری باری دونوں آنکھوں سے لگایا۔

"آپ میرا ساتھ نہ دیتے تو میں آج یہاں نہ ہوتی۔" وہ مسکرا دیے، ہاں سب خوش تھے سوائے ایک شخص کے، اور وہ تھیں پلوشے خان کی ماں..... کب ان کی بیٹی اتنی بہادر ہوئی کہ آج بلا کسی شرکت غیرے وہ وادی کی سردار بنی بیٹھی تھی، اپنے خلاف جانے والوں کے سر کچلنے کی ساری تیاری آخر کب کی اس نے؟ وہ کیسے غافل رہ گئیں اپنی اولاد سے اگر وہ لڑکا ہوتی تو انہیں فخر ہوتا کہ مرد تو سب کر لیتے ہیں لیکن ایک لڑکی ہو کر اس نے سب کیسے کر لیا؟ انہوں نے کہا تھا۔

"سر ڈھاپ کے رکھا کرو تم عورت ہو۔" اور اس نے تو جانے کیا کیا ڈھانپ لیا تھا، انہیں خبر ہی نہ ہوئی ان کی بیٹی ایک دنیا کو فتح کر آئی تھی، ایسی بے خبر ماں کسی کی ہوگی بھلا جو پلوشے کی تھی..... رات گئے تک وادی میں جشن کے ہنگامے جاگتے رہے، وہ رات گھر لوٹی تو ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

"آپ سے سب کچھ اس لیے چھپایا کہ آپ مجھے اس سب کی اجازت نہ دیتیں۔" وہ خاموش رہیں۔

"تیمور لالا سے میں ناراض ہو گئی تھی کہ انہوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا، تم نے سب کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟"

"مجھے شادی نہیں کرنی تھی، آپ میری سن لیتیں تو میرے ساتھ کھڑی ہوتیں لیکن آپ نے میری نہیں سنی، تیمور خان نے سن لی اور میں ان کی شکر گزار ہوں، وہ جو کچھ خود وادی کے لیے نہ کر سکے اس میں انہوں نے میرا ساتھ دیا اور میں ان کے روکنے سے رکنے والی بھی نہ تھی لیکن انہوں نے میری بہت بار مدد بھی کی..... آج فوج کے جوان انہی کی وجہ سے آئے تھے۔"

"گل جاناں اور شمروز..... وہ تو تبریز کا بدلہ لیں گے..... ہم کیا کریں گے؟" انہوں نے کہا، سراسیمہ سی ہو کر وہ چونکی پھر ہنس دی۔

"گل جاناں اور شمروز سے تو میں تب نہیں ڈرتی تھی جب تبریز خان سردار تھے، اب تو وہ سلاخوں کے پیچھے ہیں پھر بھی میں انہیں یہاں شفٹ کروا دوں گی تاکہ آپ کھل کر سانس لے سکیں۔"

"نہیں..... میرا وہ مطلب نہیں تھا پر پلوشے مجھے تمہاری فکر ہے۔"

"یہ مجھے کیا تکلیف دیں گے مورے، یہ اب اس قابل کہاں رہے ہیں۔" اس نے افسردگی سے شمروز کے کمرے کی طرف دیکھا، گل جاناں شمروز کے کمرے میں گنگ بیٹھی تھی، اس کا ظالم شوہر اور ظالم بیٹا اپنے انجام کو پہنچ گئے تھے اور وہ جوان کی ساتھی تھی نیا حاکم اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا تھا اسے نہیں معلوم تھا، وہ باتیں کرتے کرتے مورے کی گود میں سو گئی تھی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"ہم کہاں جا رہے ہیں کچھ بتاؤ گی مجھے؟" ورشے نے چڑ کر پوچھا۔

"ہم جا رہے ہیں اس وادی کی سب سے بلند چوٹی

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

پر...... یہ دیکھنے کے لیے کہ ہماری وادی وہاں سے کیسی نظر آتی ہے اور اگلے چھ ماہ بعد اس میں کون سی تبدیلیاں سب سے اہم ہیں۔" وہ فجر کی نماز سے پہلے ورشے کو اٹھا کر لے آئی تھی اور ان پتھریلے راستوں پر خود ڈرائیونگ کر رہی تھی، مورے کو وہ بتا کر آئی تھی، اب ان سے کچھ نہیں چھپاتا تھا کیونکہ وہ جان گئی تھیں کہ ان کی بیٹی کتنی بہادر ہے اور ہر فیصلہ درست کرتی ہے۔

"ہماری وادی کو کس چیز کی ضرورت ہے یہ دیکھنے کے لیے ہمیں کسی چوٹی پر چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان چھوٹے چھوٹے گھروں میں جانے کی ضرورت ہے، جن کے گھروں میں تین وقت کھانا بھی نجانے کیسے پکتا ہے...... ہمیں ان کے لیے کوئی ویلفیئر بنانا چاہیے جو غریب لوگوں کی بروقت مدد کر سکے۔"

"نہیں ورشے ویلفیئر نہیں فیکٹری بنانی ہے، ان معذور لوگوں کے ہاتھوں میں بھیک دینے کے بجائے پیسا کمی دینی ہے تاکہ ہماری وادی ترقی کر سکے...... یہ ویلفیئر ان کو بھکاری بنا دیں گے۔ یہ وادی کے ساتھ ہمدردی نہیں ان پر ظلم ہوگا...... میں کمپنی بناؤں گی اور وہی سب کرواؤں گی جو میری وادی کے لوگ کر سکتے ہیں مگر بہت سے مسائل کی بنا پر کر نہیں سکتے۔" اس نے کہا تو ورشے نے اسے دیکھا۔

"تم اتنا اچھا کیسے سوچ لیتی ہو پلوشے؟" ورشے کے کہنے پر وہ ہنس دی۔

"جب تم ان سب معاملات میں پڑو گی تو تم بھی یہ سب سوچو گی۔" وہ وادی کی سب سے اونچی چوٹی پر پہنچ گئی تھی۔

"ہماری وادی کتنی بڑی ہے پلوشے۔" ورشے متحیر سی دیکھ رہی تھی اور وہ بس دیکھتی رہی پھر جس وقت حویلی آئیں صبح کے آٹھ بج رہے تھے...... اس نے ہنگامی اجلاس کے طور پر جرگہ بلایا اور آئندہ بھی اس طرح بلایا جانے لگا ان کا سردار کچھ بھی ان سے مشورے کے بغیر نہ کرتا تھا۔ فی الحال سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کا کام شروع کیا گیا اور وہ اسکول جو ابریز خان کے بعد گھوڑوں کے اصطبل میں بدل گیا تھا اسے پھر سے تعمیر کروایا جانے لگا، ایک ماہ کے عرصے میں سڑکیں اسکول قابل استعمال ہو گئے، بہت سی لڑکیاں جو شاکر کے حصے میں پڑھتی رہی تھیں وہاں معلم کے فرائض انجام دینے لگیں۔

وادی کے پھل اور میوہ تجارت کے لیے دوسرے شہروں میں لے جانا بھی سڑکوں کی وجہ سے عام ہوا جو جگہ اسلحہ کے کاروبار کے لیے استعمال ہوتی تھی وہ جگہ اب پھل اور میوؤں کی تجارت کے لیے استعمال ہونے لگی تھی۔ شمائل خان پہلے اسلحے کے کاروبار کا نگران تھا، اب اس کمپنی کا جو بہترین داموں میں غریب سے اس کا سودا خرید کر شہروں میں لے جانے لگے تھے، فقط تین ماہ کے عرصے میں غریبوں کے چہرے بھی چمک اٹھے تھے۔ وادی میں خوش حالی آ گئی تھی یہ تو پلوشے خان کے سفر کی شروعات تھی۔

کالج کی تعمیر کے لیے پیسوں کی تنگی ہوئی تو ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق حصہ ڈالنے آگے بڑھا مگر پلوشے خان کو وادی سے صرف حوصلہ چاہیے تھا، اس نے شہر میں اتنے لوگوں سے رابطہ بنا لیے تھے اور پھر نئی آنے والی حکومت سے اسے بے حد امیدیں تھیں اور ملک کے نئے وزیراعظم عمران خان نے ان لوگوں کو مایوس نہ کیا تھا، بہت سی سہولتوں نے وادی کا رخ کر لیا تو باہر سے بھی استاد آئے۔ اسپتال بنا تو گورنمنٹ نے خود ڈاکٹرز بھجوائے، کافی استاد بھجوائے۔ وادی ترقی کے نچلے درجے سے درمیانے درجے پر پہنچی اور یہ صرف پلوشے کی نہیں بلکہ اس کے ساتھیوں کی وجہ سے ممکن ہوا تھا۔

راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔ زریں جانم نے بھی کالج میں پڑھانا شروع کر دیا تھا، ورشے نے اسکول کی ہیڈ مسٹریس کی کرسی سنبھال لی تھی۔ اس ساری جدوجہد میں جو اس کا بھرپور حصہ دار تھا وہ شمائل خان تھا۔ آٹھ ماہ شمائل خان کو پلوشے خان کے از حد قریب لے آئے تھے۔ سمیر خان کی نگرانی میں کمپنی چھوڑ کر وہ پلوشے خان کا سایہ بن گیا تھا۔ ان کے بیچ کبھی بھی حاکم و محکوم کا معاملہ نہیں رہا

Scanned with CamScanner

تھا۔ وہ پلوشے کو سردار تو کہتا تھا مگر وہ اسے سردار جیسا احترام ہرگز نہ دیتا تھا، وہ اسے تنگ کرتا رہتا وہ بدو جواب دیتا لیکن اتنا مخلص کہ پلوشے اب اس پر بے انتہا اعتبار کرنے لگی تھی کہ وہ حویلی تک آنے لگا تھا...... زریں اور ثانیہ بھی اس کی منتظر رہنے لگی تھیں۔ یوں جیسے وہ حویلی کا حصہ ہو، اس کی آمد پر اس کی پسند کا کھانا بھی پکتا، شمائل خان کے ماں باپ نہیں تھے اور اس کا کس خاندان سے تعلق تھا یہ پلوشے نے جاننے کی ضرورت نہ سمجھی تھی، شاکر بھی اس سے شفقت سے پیش آتے تھے۔ ان آٹھ مہینوں میں وادی کے ہر شخص کا چہرہ خوشی سے چمکتا رہا۔

سب سے پہلے جس چہرے پر اداسی آئی وہ ثانیہ خان تھیں۔ ابریز خان کا ہمیشہ اصول رہا تھا کہ وادی میں سے جس شادی کا بلاوا آتا...... وہ اگرچہ دس منٹ کے لیے جاتے لیکن جاتے ضرور تو پلوشے خان نے اس اصول کو بھی زندہ کیا، شادی میں دس منٹ کے لیے ہی سہی جانے کی ذمہ داری ثانیہ خان کے حصے میں آئی اگر کوئی زیادہ قریبی رشتہ ہوتا تو ورشے اور زریں بھی چلی جاتی تھیں۔

"زریں کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جانے کس کی بددعا ہے اس حویلی کی تینوں بیٹیاں اپنی ازدواجی زندگی نہیں گزار رہی ہیں اور نازنین بھی کون سا خوش ہے، وہ یہاں آنے کے لیے مچل رہی ہے اور حسام انکاری ہے، بیٹا پڑھنے کے لیے امریکہ چلا گیا، تم نے صبر کرلیا اور پلوشے اس کے لیے تو کوئی امید ہی بیکار ہے، وادی چھوڑنا اس کے لیے موت کے مترادف ہے رہ گئی، ورشے تو...... اس کا کیا کروں؟ نازنین سے کچھ کہنا عجیب لگتا ہے وہ تو خود اپنے شوہر کو یہاں لانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔" اس نے اداسی سے کہا۔

"ارے شمائل آؤ۔" زریں کی نظر اس پر پڑی تو وہ بولیں، ثانیہ خان بھی چونکیں، ورشے نے بھی اس کو دیکھا، وہ اس طرح گھر کے اندر تو نہ آتا تھا کہ انہیں پتا نہ چلے لیکن اس کے پیچھے شاکر خان کھڑے تھے اور ان کا چہرہ کہہ رہا تھا کہ وہ ثانیہ خان کی تمام باتیں سن چکے ہیں تو پھر یقیناً شمائل

naeyufaq.com
تازہ شمارہ شائع ہوگیا ہے
آج ہی قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں
ماہنامہ آنچل کراچی
ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے وار ناول، ناولٹ اور افسانوں سے آراستہ ایک مکمل جریدہ گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں ہے جو آپ کی آسودگی کا باعث ہوسکتا ہے اور وہ ہے اور صرف آنچل۔ آج ہی اپنی کاپی بک کرالیں۔
سانسوں کے اس سفر میں
مجھ کو تسلیم کیوں نہیں کرتے
ہمارا آنچل
Info@naeyufaq.com
(03008264242)

خان نے بھی سن لی ہوں گی، ورشے کے لب بھنچے۔

"بے چاری ورشے جس کا نہ کوئی حال تھا اور نہ ہی مستقبل۔" وہ لب بھینچتی وہاں سے اٹھی اور پلوشے کے کمرے میں آ گئی، پلوشے اپنے لیپ ٹاپ پر مصروف تھی، ایک ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے اس وقت اس کے سر پر دوپٹا بھی نہ تھا شاید وہ نہا کر نکلی تھی سو لمبے سنہرے بال کمر پر ناگن کی طرح پڑے تھے، وہ دیکھتی رہی پھر سر جھٹکا۔

"سنو پلوشے......"

"ہوں......" وہ مصروف انداز میں بولی۔

"مجھے بہرام خان سے طلاق چاہیے۔" پلوشے نے ایک دم سے چونک کر اسے دیکھا۔

"ورشے......!" وہ متعجب ہوئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وادی سے صرف تمہیں ہی محبت ہے مجھے نہیں، تمہارے جتنا کچھ تو نہیں کر سکتی تو کیا یہاں رہ بھی نہیں سکتی؟ مجھے نہیں جانا یہاں سے کہیں بھی، تم سن لو پلوشے، اسے تم کس طرح ممکن بناؤ گی مجھے نہیں پتا لیکن میں یہاں سے نہیں جانا چاہتی کبھی بھی۔" وہ روہانسی ہوئی، پلوشے نے اسے دیکھا اور پھر اپنا لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کر دیا۔

"زرینہ مامی نے مجھ سے بات کی تھی، زریں جانم کے لیے وہ اپنے بھائی کا رشتہ لانا چاہتی ہیں، وہ زریں جانم کے ہم عمر ہیں ایک پانچ سال کا بیٹا ہے، بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔ حارث خان کو تم بھی جانتی ہو اور میں بھی لیکن زریں جانم انکاری ہیں مسئلہ وہی کہ وہ شہر میں رہتے ہیں۔"

"مسئلہ شہر کا نہیں ہے پلوشے...... زریں جانم آج تک اکبر ماما کو بھول نہیں سکی۔" وہ افسردگی سے بولی، پلوشے اسے دیکھتی رہی۔

"اور وہ کون ہے جسے بھلانے کی کوششوں میں تم خود کو بھولنے لگی ہو۔" اس نے کہا تو ورشے نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟" اس نے ناگواری سے کہا۔

"ورشے تم اس وادی سے نہیں جانا چاہتی ہو تو بہرام خان بھی کون سا تمہیں لے جانے آ رہا ہے پھر تم طلاق کا مطالبہ کیوں کر رہی ہو؟" ورشے نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا، پلوشے مشکوک ہوئی۔

"وہ بات نہیں ہے پلوشے جو تم سمجھ رہی ہو۔"

"ایسی ہی بات ہے ورشے اور اگر کوئی ہے تمہاری زندگی میں تو اچھی بات ہے، اگر میری زندگی میں بھی کوئی آیا جس کے ساتھ مجھے لگا کہ میں ساری زندگی جینا چاہوں گی اور وادی بھی مجھے نہیں چھوڑنی پڑے گی تو میں تیمور خان سے کہہ دوں گی کہ مجھے آزادی چاہیے...... جب میری زندگی میں کوئی ہے ہی نہیں تو پھر مجھے کیا پڑی خود پر طلاق کا "ٹیگ" لگوانے کی۔" وہ رکی پھر اٹھ کر اس کے قریب آئی۔

"میری جان اگر تم کسی کو پسند کرتی ہو تو کہو ناں اپنی بہن سے۔" ورشے سے ضبط کرنا مشکل ہونے لگا، وہ یک دم اس کے کندھے سے لگی۔

"میں بہت کمزور ہوں پلوشے، میں تمہاری طرح بہادر نہیں ہوں، تمہاری جیسی ہمت نہیں ہے مجھ میں...... نہ ہی میں زریں پھوپو کی طرح تنہا جی سکتی ہوں اور نہ ہی نازنین پھوپو کی طرح ناپسندیدہ زندگی جینا چاہتی ہوں۔" وہ روتی رہی، پلوشے دھیرے دھیرے اس کے سر کو تھپکتی رہی، بہت دیر وہ روتی رہی اور پلوشے کا بوجھ بڑھتا رہا۔

"پھر وہ کون ہے جس کے ساتھ تمہاری خوشی ہے ورشے؟" وہ چپ ہوئی تو پلوشے نے پھر پوچھا۔

"کوئی نہیں۔" وہ نظر چرا گئی۔

"پلوشے کھانا لگ گیا۔" باہر سے ثانیہ خان کی آواز آئی۔

"چلو کھانا کھا لیں۔" پلوشے نے اسے پانی لا کر دیا اور خود باہر نکلنے لگی۔

"باہر شائل خان ہے۔" اس نے اسے لاپروائی سے دوپٹا کندھے پر ٹکاتے دیکھ کر کہا تو پلوشے رکی اور پھر چادر

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

اٹھالی۔

"پلوشے شائل خان کو اتنا فری کیوں کرلیا ہے تم نے، اب بھی باہر مورے میری شادی سے متعلق باتیں کررہی تھیں اور وہ چلا آیا جیسے اس گھر کا بیٹا ہو یا پھر اسی گھر کا حصہ۔"

"وہ اچھا لڑکا ہے ورشے۔"

"مگر ہمارے نجی معاملات میں اس طرح دخل اندازی....." وہ منہ بنا کر بولی۔

"وہ اس کا انداز ہے۔" وہ ہنس دی اور پھر اپنی چادر ٹھیک سے اوڑھتی وہ باہر نکل گئی تھی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"شائل کورٹ کی طرف کار موڑلو۔" وہ لوگ وادی کے ایک کام سے شہر آئے تھے جب پلوشے نے کہا۔

"کورٹ.....مگر کیوں؟" وہ حیران ہوا۔

"مجھے ورشے کی جانب سے خلع کا نوٹس بھیجنا ہے لندن۔"

"واٹ.....؟" وہ جیسے دم بخود ہوا۔

"تم اتنا حیران کیوں ہورہے ہو، کیا تمہیں نہیں پتا کہ ورشے کا نکاح ہوچکا ہے ہماری پھوپو کے بیٹے بہرام خان سے.....اب جبکہ وہ لوگ یہاں نہیں آنا چاہتے تو مجھے ورشے کے بارے میں کچھ سوچنا تو ہوگا ناں۔"

"مگر کورٹ جانے کی کیا ضرورت ہے یہ بات آپ ان لوگوں سے پرسنل کیجیے؟" وہ فوراً بولا۔

"ان سے تو ہمیشہ پھوپو یا مورے بات کرتی ہیں میری تو آج تک بات ہی نہیں ہوئی زیادہ سے زیادہ نازنین پھوپو ورشے سے بات کرلیتی ہیں؟" اس نے اطمینان سے کہا۔ "اور ویسے بھی میں کیا بات کروں شائل کہ وہ آکر میری بہن کو لے جائیں جب مجھے اور میری بہن کو اس وادی سے جانا ہی نہیں ہے تو پھر ان لوگوں سے کیوں بات کریں۔" وہ اپنے موبائل میں مصروف تھی۔

"آپ بھی طلاق مانگ لیں گی؟" شائل نے مڑ کے اسے دیکھا، وہ ہمیشہ پیچھے ہی بیٹھا کرتی تھی۔

"شائل مجھے طلاق کی ضرورت نہیں ہے.....ورشے کو ہے، اب ہم چلیں کورٹ یا تم یہیں سوال یہ سوال کرتے رہو گے۔" اس نے کہا تو شائل نے ایک گہری سانس لی اور اسے کورٹ لے آیا.....انہوں نے ورشے کی طرف سے خلع نامہ بھیجا اور پھر واپس وادی آگئے اور یہ اس کے ایک ہفتے بعد ہوا، حویلی پر ایک بجلی گری تھی۔

"نازنین.....!" سب متحیر تھے، نازنین کو دیکھ کر نہیں بلکہ ان کے بیٹے کو دیکھ کر۔

"میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ میں وادی کی محبت اپنے بیٹے کے دل میں اتاروں گی، یہ اپنے کالج کی لائف میں ہی وادی آگیا تھا، حشام یہی سمجھتے رہے کہ یہ امریکہ میں ہے۔" وہ فخر کے ساتھ گردن اٹھائے شائل خان کے پہلو میں کھڑی تھیں۔ ورشے کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا مشکل ہوگیا تھا۔

"کیا بن مانگے بھی دعائیں پوری ہوجاتی ہیں۔ وہ جو اپنی پہلی ملاقات سے اس کے اندر بس چکا تھا تو کیا وہ اس کا تھا؟" یقین مشکل تھا۔

"تم.....تم نے ہمیں بتایا نہیں کہ تم کون ہو؟" زریں خفا تھیں اور ثانیہ بس نازنین سے لپٹی رو رہی تھیں۔

"میں مما کے کہنے پر بس چند دن کے لیے آیا تھا.....مجھے تو اس وادی میں رہنا ہی نہیں تھا، یہاں سے چلے جانا تھا لیکن میں نے وادی کو دیکھا تو مبہوت رہ گیا اور ورشے کو دیکھا تو پھر جا ہی نہ سکا۔" وہ مسکرا کر بولا۔ ورشے تیزی سے اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔

"اوہ نہیں مسز.....آج نہیں۔" شائل اس سے بھی تیزی سے اٹھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے روکا تو وہ بھونچکا ہی رہ گئی۔

"ہاتھ چھوڑو میری بہن کا۔" پلوشے شرارت سے چہکی۔

"میری بیوی ہے تمہاری بہن۔" پلوشے کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"تمہاری....." اس کی آنکھیں ابل پڑیں۔ "ایک

www.zemtime.com

Scanned with CamScanner

بندہ تھا آج صبح بھی بڑے ادب سے مجھ سے مخاطب تھا۔"
وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگی تو وہ ہنس دیا، زریں بھی ہنس دیں۔ ورشے نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔
"یار میرے نکاح میں ہو تم۔"
"وہ نکاح جو اس کے اور تمہارے بابا نے قبول کیا تھا۔" پلوشے نے ٹکڑا لگایا۔ ثانیہ اور نازنین بھی اب کافی رونے کے بعد ان کی طرف متوجہ تھیں سو مسکرا دیں۔
"تم نے ہمیں کیوں نہ بتایا شائل؟" اب ثانیہ خفا ہوئیں۔
"مورے یہ میں نے تبریز ماما کی وجہ سے کیا ورنہ ابریز ماما کو تو پتا تھا کہ میں بہرام ہوں لیکن اگر یہ بات تبریز ماما کو پتا چل جاتی تو وہ اور گل جاناں پاپا کو بتا دیتے اور پھر پاپا مجھے یہاں سے لے جاتے۔"
"لیکن مجھے تو بتا سکتے تھے..... کتنے راز تھے ہمارے بیچ یہ بھی رہتا۔" پلوشے نے ناراضی سے کہا۔
"تمہیں بتا تو دیتا اور بہت بار بتانا بھی چاہا مگر پھر نہیں بتا سکا..... تم پھر مجھے اپنے غلاموں میں شامل نہ کرتیں اور شاید تم اس بات سے ڈرتیں کہ میں بھی شہروز جیسا یا پھر تیمور خان جیسا ہوں۔" پلوشے ہنس دی۔
"خیر تیمور خان کو میں اتنا برا نہیں سمجھتی کہ ان سے کوئی کام نہ کہہ سکوں۔" ورشے نے پھر اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا۔
"رک جاؤ یار پہلے تمہاری بہن کو وضاحتیں دے لوں پھر تمہیں بتاتا ہوں تو خلع چاہیے تمہیں اپنے شوہر سے۔"
ثانیہ نے چونک کر اس کی بات پر ورشے کو دیکھا۔
"کیا مطلب..... کیا کہہ رہے ہو تم؟" پھر وہ بوکھلا کر شائل خان کی طرف مڑیں۔
"یہ تو آپ اپنی بیٹیوں سے پوچھیں جنہوں نے بہرام خان کو خلع کا نوٹس بھیجا ہے۔" وہ خفگی سے بولا اور ورشے کا ہاتھ بھی چھوڑ دیا۔
"اور اس کام میں شائل خان نے ہمارا پورا پورا ساتھ دیا ہے۔" پلوشے نے مزے سے کہا تو نازنین ہنس دیں۔ وہ بھی بے چارگی سے ہنسا۔
"کیا ہو رہا ہے یہ؟" ثانیہ بے چارگی سے بولیں۔
"کچھ نہیں ہوگا میری بھابی۔" نازنین نے ان کے گلے میں بانہیں ڈالے۔ "بس کل سے ہم ان کی شادی کی تیاری کر رہے ہیں جب تیاری مکمل ہو جائے گی ہم لوگ سب کو دعوت دیں گے اور خوب دھوم دھام سے ان کی شادی کریں گے۔" انہوں نے اپنے پروگرام کا اعلان کر دیا۔
"اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ دن دکھایا۔" ثانیہ کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئیں۔ پھر شاکر اور زرمینے آ گئی، جب پلوشے کو یہ پتا چلا کہ شاکر اس کے بارے میں جانتے تھے وہ مزید خفا ہوئی۔
"میں آپ لوگوں سے کچھ راز نہیں رکھتی اور آپ لوگ....." وہ منہ بنا کے بیٹھ گئی۔ شاکر اسے منانے لگے..... وادی پر ہی نہیں حویلی پر بھی خوشیوں نے پر پھیلا دیے تھے۔

☆☆☆

"سردار کی سواری آج کس طرف چلی ہے؟" اسے عبایا اور اسکارف میں ملبوس دیکھ کر وہ چونکا کیونکہ اس نے اسے ساتھ چلنے کو نہیں کہا تھا۔
"میں سوچ رہی تھی کہ کالج کے لیے وین کا انتظام کر لوں یہ پرائیویٹ ڈرائیور بہت پیسے لیتے ہیں اگر کالج کی طرف سے ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی ہو جائے تو زیادہ دور رہنے والے بھی آرام سے آ جائیں گے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ شائل نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔
"تمہیں یہ انوکھے آئیڈیے کہاں سے آتے ہیں؟"
"محبت..... بے پناہ محبت سے۔" وہ مسکرائی تو شائل نے تعجب سے اسے دیکھا۔
(ان شاء اللہ باقی آئندہ شمارے میں)

Nadia Majid
www.naeyufaq.com

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com
digest novels lovers group

مجھے عشق ہے

عائشہ نور محمد

"مجھے اپنی وادی سے بے پناہ عشق ہے۔" وہ میز سے اپنا ناشتہ اٹھا کر آگے بڑھی۔

"ایک منٹ بھئی مجھے تو ناشتہ کرنے دو..... میں اس طرح ہاتھوں میں اٹھا کر نہیں کھا سکتا۔"

"تم آرام سے ناشتہ کرو کیونکہ تم میرے ساتھ نہیں جا رہے۔"

"پلوشے....." وہ متحیر ہوا، ورشے نے چونک کر دیکھا وہ سنجیدہ تھی۔

"میں نہیں چاہوں گی کہ میری وادی کے لیے تم اپنے باپ کا دل دکھاؤ، میں چاہتی ہوں تم ان کے ساتھ چلے جاؤ اور یہ تب ممکن ہوگا جب مجھے تمہاری عادت نہیں رہے گی..... یہ وادی میری ذمہ داری ہے شائل۔" ثانیہ، زریں اور نازنین بھی اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"یہ وادی ورشے کی بھی ذمہ داری ہے وہ کیسے جا سکتی ہے؟" وہ خفا ہوا۔

"میں نے چاہا تھا کہ ورشے بابا کا شملہ پہنے، میں کراچی سے آتے ہی پہلے ورشے کے پاس آئی تھی کہ آج وہ دن آ گیا ہے جس کی ہم نے تیاری کی تھی تب ورشے اور زریں جانم نے اپنا حصہ میرے نام کر دیا تھا۔ یہ وادی اب میری ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"کیا.....؟" ثانیہ بوکھلا کر اپنی جگہ سے اٹھیں، شائل کے لب بھنچے۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو پلوشے..... زریں، ورشے یہ میں کیا سن رہی ہوں۔" انہیں لگا تھا ان کی بیٹیاں انہیں پاگل کر دیں گی۔

"مامی..... مجھے پلوشے کو حصہ دینے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے مگر وادی کی ذمہ داری پلوشے اکیلے کیسے سنبھالے گی یہ لڑکی ہے اور....."

"کر دی وہی خاندانی روایت والی بات، لڑکی ہے، کچھ نہیں کر سکتی، صرف مردوں کے سہارے چلنے والی عورت اف شائل بدلو اپنی سوچ..... تم اس لڑکی سے کبھی مرعوب تھے وہ تمہیں اب تک چلاتی آئی ہے تو اب کسی اور کو چلا لے گی۔" وہ شریر لہجے میں بولی۔

"اور شائل جیسا بھروسے والا شخص کہاں سے لاؤ گی۔" شائل نے اس کی بات پر لب بھینچے، زریں کی بات پر دونوں نے چونک کر دیکھا۔

"میں شائل جیسا بھروسے والا شخص نہیں لا سکتی لیکن یہ بھی تو نہیں چاہوں گی کہ پھوپا جان شائل سے ناراض ہوں یا نازنین پھوپو کو شوہر یا بیٹے میں سے کسی ایک کو چننا پڑے۔" وہ بولی تو ورشے نے اسے رشک سے دیکھا، وہ اپنا ناشتہ بھی ختم کر چکی تھی جبکہ ورشے سے نوالہ بھی منہ تک نہ لے جایا گیا تھا اور باقی لوگ بھی ناشتے سے ہاتھ روکے پلوشے کو دیکھ رہے تھے۔

"تم مجھے غیر کر رہی ہو پلوشے۔" وہ خفا ہوا پلوشے کو ہنسی آئی، وہ ہمیشہ اس سے ایسے ہی تو روٹھ جاتا تھا۔ یوں ہی اپنے پن سے خفا ہو جاتا تھا یہ اسے ابھی ابھی پتا چلا تھا کہ وہ محبت کے قابل تھا۔

"میں تمہیں غیر نہیں کر رہی آزاد کر رہی ہوں..... تم اس وادی کی ترقی کے لیے جو کرنا چاہتے ہو وہ اپنی مرضی سے کرو۔" وہ مسکرا کر کہتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔ وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"تمہیں لگ رہا ہوگا کہ وہ تمہارے ساتھ وہی سلوک کر رہی ہے جو تم نے کبھی اس کے ساتھ کیا تھا۔" زریں نے مسکرا کر کہا، وہ ان کی طرف متوجہ ہوا، ذرا الجھ کر انہیں دیکھا۔

"میں نے بھی اس کے ساتھ ایسا رویہ نہیں رکھا بلکہ میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کسی سائے کی طرح اور اس بات سے بے خبر کہ وہ یہ جانتی ہے کہ میں اس کے ساتھ ہوں۔" اس نے سر جھٹکا اور ناشتے کے لیے بیٹھ گیا، ثانیہ

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

نے سکون کا سانس لیا لیکن انہوں نے رات تک پلوشے سے بات کرنی تھی، ورثے کے حصے کی پلوشے حق دار نہیں تھی شائل خان تھا سو ورثے کا حصہ اب اسے دینا تھا۔ پلوشے کو کیا اعتراض ہوتا انہوں نے سوچا۔ اعتراض ورثے کو ہوا یہ حیران کر دینے والی بات تھی۔

"اگر وہ مجھے رخصت کروانے آئے ہیں تو ٹھیک ہے ایسے ہی لے جائیں لیکن میں وادی سے دستبردار ہو چکی ہوں۔ وہ پلوشے کا خواب ہے مورے میرا نہیں، جان پر کھیلتی رہی ہے پلوشے اس منزل تک پہنچنے کے لیے۔ میں اپنی بہن کے خواب اس سے نہیں چھینوں گی۔"

"تم اس کے خواب کیسے چھین لو گی..... وادی میں تمہارا حصہ ہے، تمہارا حق ہے ورثے۔" ثانیہ خان جھنجھلائیں۔

"وہ وادی ہے مورے، کاغذ کے چند ٹکڑے نہیں، سونے چاندی کے چمکتے زیور نہیں، وہاں انسان بستے ہیں اور ان انسانوں نے دل سے پلوشے کو اپنا سردار مان لیا ہے، اب میں اپنے حصے کی حق دار بن کر وادی کو ٹکڑوں میں بدل دوں، وہاں بہت سے دل پلوشے کی چاہ میں دھڑکتے ہیں، وہاں بہت سے گھروں میں صبح پلوشے کی خوشی اور لمبی عمر کی دعائیں مانگ کر ہوتی ہے۔ بچے اپنی بہادر شہزادی کی کہانی ایک دوسرے کو سناتے ہیں اور نوجوان اپنی رحم دل شہزادی کی ایک جھلک دیکھنے کو دور دور سے آتے ہیں تو پھر ایسے میں، میں وادی کے کس حصے کی حق دار بنوں؟" وہ کہتی رہی اور ثانیہ خان کے لب بھنچ لیے تھے۔

"اور جو خرچا بھی آپ میری شادی پر کرنے والی ہیں یقین کریں میں چاہتی ہوں کہ وہ آپ وادی کی ترقی کے فنڈ میں جمع کروا دیں۔"

"ہیں.....! یہ کیا کہہ رہی ہو؟" وہ بوکھلائیں گویا وہ ان سے پیسے لے کر فنڈ میں ڈالنے لگی ہو۔

"غلط تو کچھ نہیں کہہ رہی ہوں..... آپ ان لوگوں سے بات کر لیں میں واقعی وادی میں بٹوارہ نہیں ہونے دوں گی۔"

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حشام کو اپنے حصے سے دلچسپی نہ تھی تو پھر تمہارے حصے کی بات بھلا کیوں کرے گا۔" ثانیہ نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔

"مورے انہیں وادی میں دلچسپی نہیں ہے لیکن دولت میں ہے اسی لیے تو وہ اپنا حصہ اپنے بھائیوں کو بیچ کر گئے تھے۔ اگر میرا حصہ بھی بیچنا چاہا تو بھلا پلوشے اتنی بڑی رقم کہاں سے ادا کرے گی اور اگر کسی اور کو بیچ دیا تو....." وہ تلخ ہوئی۔

"یا اللہ ورشے کیسی باتیں کر رہی ہو تم؟" ثانیہ خان نے اپنا سر تھاما۔

"میں آپ کو صرف یہ سمجھانا چاہتی ہوں مورے کہ میں وادی میں اپنا حصہ نہیں مانگوں گی پلوشے سے..... یہ بات آپ ان لوگوں کو اچھی طرح باور کروا دیں۔"

"مامی کو مجھے کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے، اپنے بارے میں تمہارے خیالات جان کر اچھا لگا۔" ورشے نے چونک کر اسے دیکھا، وہ قہوہ کا مگ لیے اس کے کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا، ورشے کے لب بھنچ گئے۔

"یعنی میں اتنا نیچ اور گرا ہوا انسان ہوں، حیرت ہے مجھے آج تک اپنی یہ خوبیاں پتا نہ ہی چلیں۔"

"بہرام تمہیں غلط فہمی ہوگئی ہے بچے، ورشے کا وہ مطلب نہیں تھا۔" ثانیہ خان گڑبڑائیں۔

"جی مامی ورشے کا مطلب جو بھی تھا میں اب سمجھا حالانکہ جب پلوشے نے مجھے یہ بات بتائی تب تو میں سمجھ ہی نہ سکا ایک ایسی بات جو مجھے پہلے سے پتا تھی کہ ورشے نے اپنا حصہ پلوشے کو دے دیا، وہ بات پلوشے مجھے دوبارہ کیوں بتا رہی ہے، وہ مجھے بتا نہیں جتا رہی تھی..... وہ اچھی لڑکی اپنی بہن کے الفاظ مجھ تک پہنچا رہی تھی اور میں سمجھا کہ وہ مجھے میری اوقات یاد دلا رہی ہے۔" وہ طنزاً ہنسا۔

"بیٹے میں تم سے معافی چاہتی ہوں، ورشے کا دماغ خراب ہوگیا ہے اور....."

"مامی اب تک آپ نے اس کی سنی تھی، اب میری سنیں، ورشے کو آپ ماما کے لائے کپڑوں میں رخصت کریں گی تو میں اسے لے جاؤں گا ورنہ واللہ مامی میں واپس چلا جاؤں گا کبھی نہ آنے کے لیے۔" وہ مصنوعی خفگی سے بولا اور دروازے پہ بازو رکھ کر اس پہ سر ٹکا لیا، اس کی اس حرکت پہ وہ دونوں مسکرا دی تھیں۔

❁.....☆❁☆.....❁

"ہم نے اب تک تمہارے انتظار میں کھانا نہیں کھایا۔" زریں کا میسج آیا، سہ پہر کے چار بج رہے تھے، اس سے پہلے اس کی ماں نے اس کی کلاس لگائی تھی اور ان کا خیال تھا کہ وہ خوامخواہ جذباتی ہو رہا ہے۔

"ورشے نے کوئی بڑی یا بری بات نہیں کی۔"

"ہونہہ اس کے طرف دار۔" وہ ورشے کے طرف داروں سے بات کرنے کا روادار نہ تھا۔ انتظار تھا تو کسی بہت اپنے کا۔

"کیا ہوا شائل..... تم ضد پکڑ کے بیٹھ گئے ہو پورا گھر پریشان ہو رہا ہے۔" شام چھ بجے زرمینے شاکر کے ساتھ چلی آئیں۔

"میں ضد کر رہا ہوں اور جو ورشے نے کیا وہ ٹھیک ہے؟" وہ حیران ہوا یعنی وہ بھی ورشے کے وکیل تھے۔

"وہ بچی ہے، تم تو سمجھ دار ہو۔ اس کے کچھ تحفظات ہیں اور....."

"زرمینے مامی..... یہ سب مما مجھ سے کہہ چکی ہیں۔" وہ بیزار ہوا۔ "یعنی وہ اسے لالچی اور دھوکے باز کہہ رہی ہے وہ بچی ہے؟"

"چلو یار غصہ چھوڑ دو..... ثانیہ، زریں، نازنین سب کا رو رو کے برا حال ہے۔" شاکر نے مداخلت کی۔

"میں مرا تو نہیں گیا..... زندہ ہوں اور اب بارات لے کر ہی جاؤں گا۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا، وہ دونوں پہلی بار اس کی ضد پر حیران ہوئے اور وہ بھی حیران ہوا کہ وہ ورشے کو غلط کیوں نہیں کہہ رہے ہیں، وہ دونوں چلے گئے، وہ تو اتنا ضدی کبھی نہیں تھا نازنین حیران ہوئیں مگر اس کے دل کو ٹھیس بھی تو کبھی نہیں پہنچی تھی، اس کے خلوص پر شک

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

بھی تو کسی نے نہیں کیا تھا حتیٰ کہ تبریز خان نے بھی آخری لمحے تک اس پر یقین رکھا حالانکہ وہ انہیں اپنی پہلی ملاقات سے دھوکہ دے رہا تھا..... ابریز خان کے بعد سفید، عبداللہ وغیرہ کے ساتھ مل کر اس نے تبریز خان کو برباد کرنا چاہا تھا، جب وادی میں شمروز خان نے پہلی بار ایک لڑکی کو اغوا اور زیادتی کے بعد قتل کر دیا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہو گیا تھا، شمروز خان اس کی پھوپو کا بیٹا تھا مگر اسے اس سے رتی بھر محبت نہ تھی، اس کے برعکس وہ خاندان کے اور لڑکوں سے قریب تھا۔

"کون.....؟" دروازے پر بیل ہوئی تو وہ یکدم چونکا..... شاکر اور زرمینے آئے تھے۔

"پلوشے خان....." آواز پہ اس کا چہرہ کھل اٹھا، ہاں وہ تھی وہ اس کی طرف دار تھی۔ اس نے فوراً دروازہ کھولا، وہ آج پہلی بار اس کے گھر آئی تھیں سو باہر سے نظریں گھماتے ہوئے اس کے گھر کو ستائش سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ سب اس اسمگلنگ کے کاروبار سے تو نہیں بنایا ناں؟" وہ اندر داخل ہوئی اور کامیج کو دیکھ کر حیران ہوئی۔ وہ ہنس دیا، وہ اس کی سردار تھی اور اس کی مالک اس سے ناانصافی ہرگز نہیں کرے گی، وہ خود حیران ہوا تھا اپنے یقین پر۔

"گھر چلو۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

"میں وہاں....."

"بارات لے کر جاؤ گے تو واللہ اس کی ضرورت نہیں ہے شائل..... مطلب بہرام....." وہ رکی اور نظریں گھما کر ہر چیز کو بغور دیکھنے لگی۔ "وہاں صرف تمہارا رشتہ ورثے سے تو نہیں ہے مجھ سے بھی ہے، مورے سے بھی ہے، نازنین پھپھو سے بھی زریں جانم سے بھی۔"

"وہ مجھے جانتی نہیں ہے کیا؟ پانچ سال سے میں تمہارے ساتھ ہوں، کب اس نے مجھے مخلص نہ پایا، وہ یوں مجھ پر شک کر رہی ہے۔" اس نے نروٹھے انداز میں کہا، وہ یہ ناز نخرے اپنے پاپا کو بھی نہیں دکھاتا تھا لیکن پلوشے کو ہمیشہ سے ہی ناراضی دکھاتا تھا۔

"ایک اس کے لیے تم ہم سب کو چھوڑ دو گے؟" وہ مسکرائی۔

"کیا اس نے ٹھیک کیا؟" اسے یقین تھا پلوشے انصاف کرے گی۔

"ہاں اس نے ٹھیک کیا۔" پلوشے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"یہ تمہارا انصاف ہے؟" وہ متحیر ہوا، پلوشے ہنس دی۔

"واللہ شائل یوں بولتے تم بالکل چھوٹے ضدی بچے لگتے ہو، جسے کسی کی بات سمجھ نہیں آتی۔" اسے پلوشے کی آنکھوں میں شریر چمک نظر آئی۔

"وہ پانچ سال سے جانتی ہے شائل خان کون ہے..... وہ اس کی بہن کا ایک غلام ہے، ایک وفادار اور جانثار غلام، وہ شائل خان پر شک نہیں کر رہی، وہ بہرام خان کو بتانا چاہتی ہے کہ وہ وادی میں حصہ نہیں لے گی اور بہرام خان کون ہے؟ وہ اس کا شوہر ہے، اس کا مالک..... اتنا بڑا فرق تمہیں نظر نہیں آ رہا تو یہ کس کا قصور ہے..... ورثے کا یا تمہارا؟" وہ کہتی رہی وہ لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔

"آزاد انسان غلام انسان میں فرق ہوتا ہے شائل! اسی لیے ان کے احکام بھی ہماری شریعت میں علیحدہ علیحدہ ہیں، انسان کی فطرت ہے کہ وہ آزاد ہو تو اور طرح کا ہوتا ہے غلام ہو تو اور طرح کا ہوتا ہے اگر تم آج تک وادی سے مخلص تھے تو تم میرے غلام بھی تھے، وفاداری کا عہد بھی تم نے لیا تھا، تب میں نے تم پر اعتبار کیا تھا..... ایک عہد اس سے کر لینے میں کیا حرج ہے لیکن بات وہی آ جاتی ہے انسانی فطرت کی، غلام تھے تو اچھے تھے مالک بنے تو تکبر بھی آ گیا..... ورثے کی بات کو سمجھنے کے بجائے اپنے آزاد ذہن سے جمع تفریق کرنے بیٹھ گئے حالانکہ جب غلام تھے تو میری ہر بات بلا چوں چرا مانتے تھے، جس فرق کی بناء وہ یہ سب کہہ رہی ہے وہ تو تم نے بھی کر دیا، اس کے یقین پر مہر تو خود تم نے لگائی ہے، اب خود بتاؤ قصور کس کا ہے؟ اگر تم ہی شائل خان ہو جسے ہم پانچ سال سے جانتے ہیں تو آج سے پہلے تمہیں منانے کے لیے آنا

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کیوں نہ پڑا؟" وہ مسکراتے ہوئے اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"اس نے میرے کردار پر شک کیا پلوشے۔" وہ بے چارگی سے بولا، پلوشے مسکراتی ہوئی آگے بڑھ کر اس کے برابر میں بیٹھ گئی۔ اب اس سے رشتہ بھی تو دوسرا جڑ گیا تھا۔

"کافی پلواؤ..... اتنی تھکی ہوئی لوٹی تو گھر میں کھانے کو کچھ بھی دیئے بغیر مورے نے تمہیں لینے بھیج دیا۔" وہ یک دم سے چونکا۔

"چلو گھر چلیں۔" اس نے یک دم کہا، وہ ورشے کو معاف نہیں کرے گا لیکن سب کو سزا بھی تو نہیں دے سکتا تھا، پلوشے مسکراتی ہوئی اٹھی اور اس سے پہلے باہر نکل آئی وہ گھر آئے تو نازنین نے اسے بہت ڈانٹا مورے شرمندہ تھیں۔

"بہرام میری بیٹی سے غلطی ہوگئی تھی، میں اس کی طرف سے معافی چاہتی ہوں۔"

"پلیز ماں آپ تو مجھے شرمندہ مت کریں۔" وہ خفگی سے بولا صرف پلوشے تھی جو فوراً کھانا کھانے بیٹھی تھی باقی سب گلے شکوے کر رہے تھے۔

"وہ ٹھیک کہہ رہی ہے بہرام..... کتنا عرصہ گزر گیا مجھے وادی میں واپس آنے کے لیے، ابریز لالا کی ڈیتھ پر بھی میں نے آنا چاہا تب بھی نہ آسکی، ہمارے خاندان کے مرد صرف اپنی چلانے والے ہیں..... کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اب اس روایت کو بدل دیا جائے اور اس کی بھی سن لی جائے جو صحیح بات کرتا ہو۔" نازنین خفگی سے کہہ رہی تھیں۔

"میری ماما، پاپا آپ کی نہیں سنتے تو اس میں میرا کیا قصور ہے میں تو آپ کے کہنے سے اس وادی میں آیا تھا ناں۔" وہ ان کے گلے میں بازو حمائل کیے کہہ رہا تھا..... وہاں شکوے جاری تھے اور جس کی وجہ سے آج پورا دن اتنی ٹینشن میں گزرا تھا وہ غائب تھی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"تم.....!" وہ چونکا، وہ حویلی کے اتنے بڑے سے لان میں جوگنگ کر کے تھک کر کرسی پر بیٹھا تھا تب اس نے دیکھا پلوشے اپنی کھڑکی کے پردے ہٹا رہی تھی اور پھر اسے دیکھ کر مسکرا کر سامنے سے ہٹ گئی تھی، ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا، گھر کی خواتین فجر کے بعد تلاوت میں مشغول تھیں تب ہی اس نے ورشے کو اپنی جانب آتے دیکھا تو حیران ہوا۔

"مورے چاہتی ہیں میں آپ سے معافی مانگ لوں۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی، وہ جی جان سے جلا یعنی صرف مورے کے کہنے پر وہ معافی مانگ رہی تھی پر ایک منٹ..... وہ معافی مانگ کہاں رہی تھی۔

"پھر آپ کا کیا ارادہ ہے..... معافی مانگنی ہے یا نہیں؟"

"یہ تو آپ بتائیں کہ مجھے معافی مانگنے کی ضرورت ہے آپ سے؟" آج تک وہ اسے سر اور نظر جھکائے نظر آئی تھی اور آج خفا تھی، کسی اور سے نہیں اسی سے، جس کے لیے وہ واپس امریکہ نہیں گیا، جس کے لیے وہ آج تک جھوٹ بولتا رہا اپنے پاپا سے..... وہ دھیرے سے ہنس دیا کیا واقعی اسے ضرورت تھی معافی مانگنے کی، اسے تو وہ اپنا خون بھی معاف کر دیتا، اس نے نظر گھما کے دیکھا وادی خفا خفا تھی، حویلی چونکہ کافی اونچائی پر تھی اسی لیے وادی کا بیشتر حصہ لان سے واضح نظر آتا تھا۔

"ورشے مجھے تمہارے حصے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، مجھے تم سے محبت ہے اور بے حد ہے، میں آج تو کیا زندگی میں کبھی بھی یہ نہیں چاہوں گا کہ میں پلوشے سے وادی کو چھین لوں، تم نے پلوشے کے خوابوں کو صرف سنا ہے اور میں نے اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے بہت جدوجہد کی ہے، وادی اور وادی کا سردار پلوشے خان مجھے بھی تم سے کم پیارے نہیں ہیں..... اس لیے اس کے ٹکڑے یا اسے تقسیم میں بھی نہیں کروں گا، تم میری طرف سے ہمیشہ رکو اور کتنے بھی نامساعد حالات کا ہمیں سامنا کرنا پڑے تم میرا یقین کرو گی، کہو کرو گی ناں؟" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "ورشے میں دیکھنا چاہتا ہوں جو وادی تمہارے خفا ہونے سے مجھ سے خفا ہوگئی تھی وہ اب تمہارے مسکرانے

Scanned with CamScanner

پر کیسے مسکراتی ہے۔" ورشے اس کے کہنے پر یک دم چونک کر اسے دیکھنے لگی وہ کیا کہہ رہا تھا اسے یقین نہ ہوا۔

"سچ کہہ رہا ہوں ورشے، وادی تم سے رنگ چراتی ہے یہ ویسی ہی لگتی ہے جیسی تم ہو۔" ورشے جھینپ کر پلٹ گئی، پیچھے وہ بے ساختہ ہنس دیا، حویلی میں ان کی شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے تھے، حویلی میں وادی سے ملازموں کی فوج چلی آئی تھی ہر ہر کمرہ دلہن کی مانند سجایا جانے لگا کیونکہ نازنین شہر میں رہنے والوں کو بھی اپنے بیٹے کی شادی کا بلاوا دے آئی تھیں۔ بے حد دھوم دھام سے ورشے شائل کی شادی کی تیاریاں ہونے لگی تھیں، وادی خوش تھی ورشے اور شائل خوش تھے۔

"سنو پلوشے مجھے اسی طرح کام کرنا ہے جیسے شہد کی تمام مکھیاں اپنی ملکہ کے تحت کام کرتی ہیں۔" پلوشے خان نے سنا اور ہنس دی، شائل خان اس کا غلام ہی رہنا چاہتا تھا لیکن اب وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی، آخر وہ اس کی بہن کا شوہر بھی تھا۔

❁.....☆❁☆.....❁

"سردار پلوشے خان اس وادی کی تاریخ کا سب سے کم عمر سب سے خوب صورت اور سب سے شاطر سردار ہے۔" شائل نے اس کا تعارف کروایا۔ وہ سب لوگ مبہوت سے اسے دیکھ رہے تھے جو اس وادی کو اس کی پسماندگی کی وجہ سے چھوڑ گئے تھے، چند سال میں انہوں نے اپنے اپنے بچوں کا مستقبل سنوارا تھا اور چند کاغذ کے ٹکڑے ان کے بینک میں جمع ہوئے تھے، ان کے بچے جو آج بھی ان پر انحصار کرتے تھے، بہترین اداروں میں پڑھ رہے تھے اور بہترین اداروں میں ملازمت کر رہے تھے، وہاں کے لوگ اپنی اولادوں پر فخر کرتے تھے لیکن آج پلوشے خان کو دیکھ کر مبہوت تھے۔ فیروزی مصری عبایا اور اسکارف پہ وائٹ شملہ باندھے جرگے کی سب سے اونچی سند پر بیٹھی وہ ان سب کو "سردار مراد خان" کی یاد دلا گئی تھی۔ وہ اپنے بچپن میں اپنے دادا کو ایسا ہی دیکھتے تھے، یوں ہی سینکڑوں لوگ ہاتھ باندھے آگے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ سب کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

"آپ سے جلن ہو رہی ہے، تیمور لالا کہ یہ لڑکی آپ کی بہو ہے۔" تیمور خان جو اسے مبہوت سے دیکھ رہے تھے چونک کر کہنے والے کو دیکھنے لگے، کمال خان کے چہرے پر مسکراہٹ انہیں اس وقت بہت بری لگی، کمال خان جانے کیوں ان سے مقابلے بازی کرتے تھے۔ وہ لوگ اب بس ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں ہی ہلکان رہتے تھے، اخلاص اور پیار جیسے ناپید ہو چلا تھا۔

"وہ بہت خوب صورت ہے پاپا جیسے آسمان سے اتری کوئی حور۔" ڈیڑھ سو کے قریب لوگوں کے درمیان وہ کوئی الپسرا لگ رہی تھی۔

"بے حد لاجواب پاپا..... بے حد لاجواب۔" ان کی دونوں بیٹیاں مبہوت تھیں۔

"اندر چلیں۔" شائل خان نے ان لوگوں کے آگے ہاتھ ہلایا جو بت بنے اس وادی کی شہزادی کو دیکھ رہے تھے جو بہت دور تھی اور متوجہ بھی نہ تھی، وہ اپنے لوگوں کے مسائل میں اتنی الجھی ہوئی تھی کہ اسے یہ تک نہیں پتا تھا کہ اس کی بہن کی شادی میں کون لوگ شرکت کرنے آئے ہیں، ملازمین ان کا سامان اندر لے گئے تھے، حویلی کے صدر دروازے پر ہی ثانیہ خان، زرین نازنین ان کے استقبال کے لیے موجود تھیں۔ اس حویلی سے شمرز خان کا منحوس سایہ ہٹ گیا تھا۔ وادی سے بہت سی لڑکیاں، عورتیں، لڑکے حویلی کے کاموں کے لیے پیش پیش تھے، آخر ان کے سردار کے گھر خوشی تھی، اس کی بہن کی شادی تھی، وہ جو ان کے اتنے کام سنبھالتی تھی تو ان کا فرض تھا کہ اب اس کے کام سنبھالیں۔ حویلی کا پور پور رنگ و نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ ثانی خان اپنے میکے والوں سے مل کر خود پر قابو نہ رکھ پا رہی تھیں اور مسلسل رو رہی تھیں۔ وہ سب ابریز خان کی موت پر آئے تھے ایمرجنسی میں تو اپنے بچوں کو نہ لائے تھے، آج مراد خان کے تینوں بیٹوں کی تمام اولادیں جمع تھیں کیونکہ شادی شائل خان کی تھی، اس کے دونوں تایا، چچا نے آنا تھا تو ورشے خان کے ماموؤں نے بھی آنا

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

ضروری خیال کیا، اپنے بے پناہ مصروف وقت میں وہ سب چار دن کا وقت نکال کر آئے تھے، کل شائل خان کی مایوں کی رسم تھی پھر مہندی، بارات اور ولیمہ..... اس کے بعد اس نے اس حویلی سے رخصت ہو جانا تھا۔

❁.....☆❁☆.....❁

"سردار آپ کے کپڑے تیار ہیں۔" وہ سرِ شام گھر آئی تھی۔ لالی وادی کی ایک لڑکی تھی اور اس شادی کا اہتمام اس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔

"السلام علیکم!" لاؤنج میں یکلخت خاموشی چھا گئی تھی سب نے اسے دیکھا۔

"وعلیکم السلام وادی کے سردار۔" سلام کر کے وہ جو ورشے کی تلاش میں نظر دوڑا رہی تھی یک دم چونکی، کسی نے آگے بڑھ کر اسے بھینچا تو وہ سن سی رہ گئی۔

"دیکھو سنڈریلا تم اپنا جوتا بھی چھوڑ کر نہیں آئی تھیں پھر بھی میں نے تمہیں ڈھونڈ لیا۔" سمیرا کے چہک کر کہنے پر کئی چہرے شرارت سے چمکے تھے، وہ متحیر سی دیکھتی رہی اسید، سمیرا، حرا اور مورے کے پاس صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھا ازبک سب اسے دیکھ رہے تھے۔

"جب ہمیں پتا چلا کہ تم کراچی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے رہی ہو تو ہم بھی چلے گئے وہاں بقول بہرام کے کہ تم نے رشتے داروں کو منہ نہیں لگانا، ہم نے اپنے اپنے باپ کے نام بدل لیے۔" سمیرا مزے لیتے ہوئے کہہ رہی تھی، پلوشے شائل کو دیکھا جو شرارت سے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کر رہا تھا، پلوشے کو شدت سے گھٹن محسوس ہونے لگی۔

"وہ جو ہم وہاں فکر کرتے تھے تمہاری اور تم اعتراض کرتی تھیں تو وہ اس لیے تھا پلوشے کہ تم ہماری تھیں..... ہماری اپنی اور کسی کی تو" "بہت اپنی۔" اسید نے شرارت سے کہا تو پلوشے خان کو سانس لینا مشکل ہونے لگا، اس کی رنگت سفید پڑنے لگی تھی اس نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا۔

"اف پلوشے کو اور کتنا حیران کرو گے۔" حرا، سمیرا ہنس رہی تھیں، ورشے اپنی جگہ سے اٹھی۔

"پلوشے....." ورشے نے اسے تڑپ کر پکارا۔ پلوشے نے منہ کھول کر سانس لینا چاہا مگر وہی کاربن ڈائی اب گویا اس کی آنکھوں سے بھی اندر گھسنے لگی تھی۔

"سردار....." وہ لڑکھڑائی اسے معمولی سی کھانسی بھی ہوئی سمیرا اب چونکی، وہ حیران نہیں تھی وہ تکلیف میں تھی، ایک لڑکی کے سردار کہنے پر لالی نے مڑ کر دیکھا اور پھر تیزی سے اس کے قریب آئی۔ آس پاس سے لڑکیاں تیزی سے پلوشے کو اپنے گھیرے میں لے چکی تھی۔ اسے صوفے پر بٹھایا، پلوشے کا چہرہ اب نیلا پڑنے لگا تھا، لڑکیاں اس کا ہاتھ سہلاتیں تو کوئی پاؤں سہلاتی، لالی نے اپنا بیگ کھولا اور ان ہیلر لیکر اس کے منہ میں رکھا کافی دیر لگی تھی اس کی طبیعت سنبھلنے میں، کسی نے پانی لا کر دیا..... سب سناٹے میں یہ منظر دیکھ رہے تھے، اس نے تھک کر سر صوفے کی پشت سے ٹکایا اور آنکھیں موند لیں۔

"سردار آپ ٹھیک ہیں؟"

"زرجان میں ٹھیک ہوں۔" اس نے بند آنکھوں کے ساتھ اسے جواب دیا، وہ تو یہاں حویلی میں کام کرنے آتی تھی اس کا نام ورشے اور مورے تک نہ جانتی تھیں، زرجان کی آنکھوں میں تحیر اترا پر وہ دونوں اس کی سردار بھی نہ تھیں۔

"آپ ٹھیک نہیں ہیں..... آپ اپنے کھانے پر ٹھیک سے توجہ نہیں دیتی، میری مورے کہتی ہیں کہ زرجان تم توجہ دیا کرو، سردار کے کھانے پینے پر مگر یہاں میری سنتا کون ہے، آپ روز صبح چلتے پھرتے ناشتہ کرتی ہیں، سردار اپنے لیے نہ سہی ہمارے لیے اپنا خیال رکھا کریں، ہم پھر سے وہ زندگی نہیں جینا چاہتے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی رہی۔ پلوشے نے تکلیف سے اس کا ہاتھ دبایا، ایک عذاب سے نجات پائی تھی ان سب نے۔

"جب تک زندہ ہوں اپنی آخری سانس تک تمہاری حفاظت کروں گی زرجان۔" اس نے اپنا عزم دہرایا، زرجان کے روئے چہرے پر مسکراہٹ چمکی تھی۔

"اب میرے لیے انجیر کا جوس لے آؤ..... سنا ہے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

وادی میں سب سے اچھا انجیر کا جوس زرجان کے ہاتھوں کا ہوتا ہے۔" زرجان یک دم چونکی اور آس پاس بیٹھی لڑکیاں بھی۔

"بابا نے بتایا آپ کو؟" اگلے پل وہ ہنسی تو پلوشے ذرا سا مسکرائی، زرجان کے بابا آج کل پلوشے خان کی ڈرائیوری کی کے فرائض نبھا رہے تھے۔

"میں ابھی بنا کر لاتی ہوں، آپ بتائیے گا ایسا کسی نے کبھی آپ کے لیے بنایا ہے کیا؟" وہ چلی گئی اور سب لڑکیاں پلوشے کا اشارہ پا کر اٹھ کر پھر اپنے کاموں میں مصروف ہو گئیں۔

"تمہیں اعتصما ہے لالی؟" پلوشے کو یاد آیا تو اس نے لالی کو روکا، اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنا بیگ اٹھا کر آگے بڑھ گئی۔

"تم..... تمہیں کیا ہوا پلوشے؟" شائل تیزی سے اس کے نزدیک آیا۔

"تمہارا ایک اور دھوکہ میرے اعصاب سہہ نہیں پایا۔" وہ تلخ ہوئی۔

"میں نے تمہیں کوئی دھوکہ نہیں دیا پلوشے۔" وہ بے چارگی سے بولا۔ "تمہیں نہیں بتایا تو تمہارے بھلے کے لیے، تم ہماری بات سنو گی تو سمجھ جاؤ گی، ہم نے تمہارے ساتھ دھوکہ نہیں کیا۔"

"پہلے تمہارا نہ بتانا مناسب تھا تو اب میرا نہ سننا بہتر ہے۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم غلط فہمی کا شکار ہو رہی ہو پلوشے، میری بات سنو۔" اسید یک دم سے آگے بڑھا، حرا، سمیرا حیران تھیں۔

"تم....." وہ یک دم کچھ کہتے ہوئے رکی اور پھر سب کو دیکھا، سب اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"بس کرو تم سب میری بیٹی کو تنگ کرنا۔" کہتے ہوئے ایک خاتون اٹھیں اور اس کے قریب آئیں۔

"تم اتنی سی تھیں جب ہم یہاں سے گئے تھے پھر دوبارہ میرا آنا نہ ہو سکا۔" وہ ایک پانچ سالہ بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے لپٹائے کہنے لگیں۔

"آپ.....؟" وہ انہیں نہیں پہچانی تھی۔

"میں تمہاری زمرد مامی ہوں۔" ان کی بات ادھوری رہ گئی۔

"گل جاناں کی بہن؟" وہ بڑبڑائی اور ان سے ایک قدم پیچھے ہوئی، وہ جیسے کسی نیند سے جاگی ہو۔

"ہاں گل جاناں کی بہن، ان کے بھائی کی فیملی۔" اس نے ایک نظر پھر حاضرین پر ڈالی۔

"میں چاہوں گی کہ آپ ان سے ملیں، وہ اپنے شوہر اور بیٹے کی بربادی پر اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہیں۔ یقیناً وہ سب جانتی ہوں گی آپ جو میں بھی نہیں جانتی۔" اس نے کہتے ہوئے شائل خان کو دیکھا، شائل خان کے لب بھنچے۔

"آپ کی بہن کو آپ کی ضرورت ہے۔" وہ تیمور خان پر نظر ڈال کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ زمرد نے حیرت سے اسے دیکھا، اس وقت گل جاناں کا ذکر تو کسی نے نہ کیا تھا پھر وہ..... جس سے ان کے کئی رشتے تھے، انہیں گل جاناں کا کیوں بتا رہی تھی؟ لیکن ثانیہ خان کا سفید پڑتا چہرہ انہیں چونکا گیا، وہ انہیں بتا نہیں رہی تھی وہ انہیں جتا رہی تھی کہ وہ ان کی بہن کے شوہر اور بیٹے کو عبرتناک سزا دے چکی ہے۔

"جب وہ تمہارے ساتھ غلط کر رہی تھی میں تب نہیں آئی تو اب تم سے اس کے بارے میں کیوں باز پرس کروں گی؟" وہ ثانیہ کے پاس چلی آئیں، اب ثانیہ انہیں کیا کہتی کہ وہ زمرد جاناں سے خوف زدہ نہیں ہیں کہ وہ ان سے گل جاناں کا پوچھیں گی تو ثانیہ خان کے پاس کیا جواب ہوگا کیونکہ جیسی کرنی ویسی بھرنی، ان کی پریشانی کا سبب ان کی اولاد کی ہٹ دھرمی تھی۔ ان کے بھائیوں کے بچے کیسے خوشدلی سے ملے تھے گویا ان کی گود میں کھیل کر بڑے ہوئے ہوں اور پلوشے خان کا انداز کس قدر توہین آمیز تھا، مورے نے ورشے کو دیکھا، وہ لب بھینچتی ہوئی اٹھی تب ہی زرجان اس کے لیے انجیر کا جوس بنا لائی اسے وہاں نہ دیکھ کر وہ اس کے کمرے کی طرف بڑھی، ورشے بھی اس کے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

پیچھے چلی آئی تھی۔

"ورشے..... پلوشے سے کہو میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" شائل نے آگے بڑھ کر کہا تو ورشے نے پلٹ کر اسے گھورا۔

"شرم نہ آئی آپ کو میری بہن کو دھوکہ دیتے ہوئے۔" ورشے کو پلوشے کی تکلیف یاد آئی تو اسے پھر سے تکلیف ہوئی..... نہ چاہ کر بھی اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"یا اللہ ایک بہن روتی نہیں ہے اور دوسری بات بات پہ روتی ہے۔" وہ جھنجھلایا۔

"ہونہہ....." ورشے سر جھٹک کر پلوشے کے کمرے میں چلی گئی۔ اپنا اسکارف بیڈ پر بے ترتیبی سے پھینکے اسی عبائے میں ملبوس پلوشے بیڈ کے کنارے پر بیٹھی تھی، اس کے جوڑے سے چند لٹیں نکل کر اس کے چہرے پہ آ گئی تھیں، نگاہیں کسی غیر مرئی شے پر جمائے وہ کمرے میں ہو کر بھی وہاں نہیں تھی۔

"سردار خاناں..... میں انجیر کا جوس لائی ہوں۔" زرجان نے بڑے ادب سے دروازے پر رک کر کہا، پلوشے نے صرف نظر گھما کر اسے دیکھا اور پلک جھپک کر اسے اندر آنے کا اشارہ دیا۔

"پلوشے....." زرجان گلاس رکھ کی چلی گئی تو ورشے نے اسے پکارا۔

"میں خود کو بہت شاطر سمجھتی تھی، مجھے لگتا ہے مجھے لوگوں سے اچھی طرح نبٹنا آتا ہے، میں نے شمروز خان کو دبوچ لیا اور تبریز خان کے ظلم کے آگے ڈٹ کر کھڑی ہوں تو لوگ مجھے کچھ تو سمجھتے ہوں گے، میں نے اس ساری جدوجہد میں سب سے زیادہ بھروسا شائل خان پر کیا..... ورشے میں نے غلط کیا۔" وہ جوس پرے جھاگ کو دیکھنے لگی۔ "نیچے سے پورا جوس ایسا نہیں ہوگا مگر دیکھنے میں صرف سفید جھاگ ہے۔ لوگ بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔"

"پلوشے....." ورشے کو رونا آیا اس کی بہن کا دل ٹوٹا تھا اور توڑنے والا کون تھا جو اسے بہت عزیز تھا۔

"لوگ ایسے کیوں ہوتے ہیں ورشے اوپر سے کچھ اندر سے کچھ..... میں تجربہ لینے گئی تھی لوگوں کو پرکھنے کا..... میں چند دنوں میں لوگوں کو کیسے پرکھ سکتی ہوں جن لوگوں کے ساتھ میں نے اتنا عرصہ گزارا میں تو ان کی اصلیت تک نہ جان سکی، کیا میں اتنی بے وقوف ہوں ورشے کہ کوئی بھی مجھے دھوکہ دے جائے۔"

"تم بے وقوف نہیں ہو پلوشے۔" وہ اس کے برابر بیٹھ گئی، وہ اس کا حوصلہ تھی، آج بہت دکھی تھی تو اسے حوصلہ بننا تھا۔

"ورشے میں اکیلی ہو گئی..... میں لوگوں کو سمجھنے میں فیل ہو گئی۔"

"پلوشے میری بات سنو۔" وہ پیچھے کو گری تھی، اس کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں مگر اس کے لبوں پر ایک ہی جملہ تھا۔

"میں فیل ہوں....." ورشے اسے دیکھتی رہی، وہ کتنی تکلیف میں تھی، وہ سمجھ رہی تھی، اس نے جن لوگوں پر اعتبار کیا تھا وہ سب اسے دھوکہ دے رہے تھے لیکن وہ ایسا کیوں کر رہے تھے شاید دھوکہ دینے والے بھی زیادہ قصور وار نہ ہوں..... اس نے سوچا۔

❁.....☆❁☆.....❁

"السلام علیکم!" سب نے چونک کر دیکھا، مورے بھی چونکیں، وہ اپنی بڑی سی چادر پر ابریز خان کی موٹی گرم شال اوڑھی ہوئے تھی۔

"وعلیکم السلام!" بہت سے لوگوں کی طرف سے جواب آیا، کچھ نے خاموش رہ کر اسے غور سے دیکھا۔

"میں اس وادی کی سردار پلوشے خان ہوں۔"

"جی پلوشے خان، ہم آپ کو جانتے ہیں۔" ایک لڑکی نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن میں نہیں جانتی آپ کو اور میرے بابا کی روایت ہے کہ مہمان پسندیدہ ہوں یا ناپسندیدہ انہیں صرف عزت دی جائے تو ضروری ہے کہ شائل خان مجھ سے اپنے مہمانوں کا تعارف کروا دیں ایسا نہ ہو کہ آپ لوگوں سے انجان ہونے کی وجہ سے آپ کی شان میں مجھ

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

سے یا میرے لوگوں سے گستاخی ہو جائے اور میرے بابا کی روایت کو ٹھیس پہنچے۔" اس نے صرف اسی لڑکی کے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

"تم واقعی بیسٹ ہو پلوشے..... چلو بہرام ہمارا تعارف کروادو۔" شمائل نے پلوشے کو دیکھا، دل میں اسے بدتمیز بھی کہا اور پھر کھڑا ہوا۔

"یہ سردار پلوشے خان ہیں، اس وادی کی تاریخ کا سب سے کم عمر لیکن سب سے ہر دلعزیز سردار، اپنے باپ اور دادا سے بھی عزیز ہیں یہ اس وادی کو..... اس لیے کہ ان کے باپ دادا کے دور میں وادی کسی ہولناک عذاب میں مبتلا نہ تھی، یہ وادی کی صرف سردار نہیں بلکہ اس کی نجات دہندہ بھی ہیں۔" وہ پلوشے کے چہرے پہ نظریں ٹکائے بول رہا تھا، ورشے اس کی اس تمہید پر چونکی۔ وہ اسے "منا رہا" تھا ورشے مسکرائی لیکن پلوشے خان کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا۔

"جس طرح وادی کا یہ سردار آپ معزز مہمانوں کی عزت و تکریم میں کوئی کمی نہ آنے دے گا بالکل اسی طرح آپ لوگ بھی اس کی عزت و تکریم میں کمی نہ لائیں..... یہ وادی کی سردار ہے، بلاشبہ آپ سب سے عمر میں چھوٹی ہے لیکن آپ لوگ انہیں بلاتکلف پلوشے کہہ کر نہیں پکاریں گے بلکہ سردار خاناں کہیں گے..... آپ لوگ یہاں کی روایتوں کو نہیں جانتے، وادی کے لوگ آپ کی بے تکلفی کو سمجھیں گے نہیں، ان کی دل آزاری ہوگی جو کہ آپ معزز مہمانوں کو زیب نہیں دیتی۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا، بے تکلفی سے پلوشے کہنے والی لڑکی الرٹ سی ہوئی۔

"سردار خاناں یہ انعام خان ہیں اور یہ اکرام خان۔ یہ اسید خان، حرا، خرم خان، اکرام خان کی اولادیں ہیں اور یہ ہیں انعام خان کی بیٹی سبرینہ خان ان کے دو بھائی امریکہ میں ہوتے ہیں اور اس فیملی کا تعلق میرے ددھیال سے ہے۔" سلام چونکہ وہ پہلے ہی سب کو کر چکی تھی اس لیے بس سب کو دیکھ رہی تھی۔

"اور یہ آپ کی والدہ کے بڑے بھائی تیمور خان ہیں پھر ذاکر خان ہیں، ذاکر خان کے چار بیٹے ہیں، زارون خان، ہارون خان، ریحان خان، صفیان خان۔" وہ اتنا مودب ہو کر تعارف کا مرحلہ نبھا رہا تھا کہ وہ چاروں نٹ کھٹ شرارتی بھائی بھی سنجیدہ سے بیٹھے رہے۔

"اور یہ ازبک خان ہیں تیمور خان کے اکلوتے بیٹے اور یہ ان کی بڑی بیٹی شہرینہ خان اور یہ ان کی چھوٹی بیٹی سمیرا خان۔" اس نے ہر چہرے پر جس طرح لمحہ بھر کو نظر ڈالی تھی، ایسی ہی ایک اجنبی اور سپاٹ نظر اس نے ان چاروں یونیورسٹی فیلوز پر بھی ڈالی تھی۔

"اور میرا تو ایک اور تعارف بھی ہے کہ میں آپ کی نند ہوں، وادی میں بلاشبہ آپ کو سردار خاناں کہہ کر بلانے کی روایت ہو میں تو آپ کو بھابی ہی کہوں گی۔" شہرینہ اٹھ کر اس کے گلے لگ گئی۔ پلوشے نے نچلا لب کنارے سے دانتوں تلے دبایا۔

باوجود کوشش کے بھی وہ بے پناہ اذیت کی چمک سے اپنے چہرے کو نہ بچا سکی تھی..... شمائل نے تحیر سے شہرینہ کی اس فضول حرکت کو دیکھا، اسید کے بھی لب بھنچے تھے، سمیرا اور حرا نے بھی دانت پیسے تھے۔ انہیں شہرینہ پر غصہ آرہا تھا۔ پلوشے نے اپنے گلے میں حمائل اس کے بازو نکالے۔

"میں اپنی بہن کی شادی میں آپ سب کو خوش آمدید کہتی ہوں..... کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلاتکلف بتایئے گا حویلی کے لوگ آپ کی خدمت سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔" اس نے سب حاضرین پر ایک نظر ڈال کر کہا۔

"سردار خاناں میں نے آپ کے لیے کھانا لگا دیا ہے۔" زرجان کی آواز پر وہ چونکی اور پھر اس کے لب مسکرائے۔ وہ اپنے باپ کی روایت نبھا چکی تھی اور اب وہاں سے جانا چاہتی تھی، چار لوگوں کی وجہ سے وہ باقی تمام لوگوں کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے خود پر جبر کر کے وہاں چلی آئی اور زرجان کی آواز پر مزید رکے بغیر اپنے کمرے میں آ گئی..... کھانے کے دوران ہی ورشے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

آئی۔

"پلوشے..... سمیرا اور حرا تمہارے جانے کا سن کر گئی تھیں ورنہ اسید اور ازبک وہاں پہلے سے پڑھتے تھے، وہ دونوں ازبک کی دلہن دیکھنا چاہتی تھیں اور وادی آنا چاہتی تھیں لیکن تیمور ماما نے منع کر دیا تھا پھر جب تم نے خود کراچی یونی کا انتخاب کیا تو وہ دونوں بھی ضد کر کے وہاں چلی آئیں۔" ورشے نے اسے جلدی جلدی بتایا اس سے پہلے کہ وہ اس کا منہ بھی بند کروا دے۔ پلوشے خان نے اسے دیکھا۔

"تمہارا مجھے بتانے کا کیا مقصد ہے؟"

"صرف اتنا کہ تم ان لڑکوں کے ساتھ جو چاہے سلوک کرو مگر حرا اور سمیرا اچھی لڑکیاں ہیں، شہرینہ بالکل بھی اچھی نہیں ہے، منافع لڑکی ہے، وہ کہہ رہی تھی کہ تم دمے کی مریضہ ہو گیا؟ شائل نے پہلے ہی سب کو سمجھا دیا تھا کہ کوئی بھی تم سے فری ہو کر بات نہ کرے اور ازبک کے حوالے سے تو کوئی بات نہ کی جائے، تم اس وقت بہت ٹینس ہو مگر شہرینہ نے وہی حرکت کی..... یہ تو سیدھا سیدھا تمہیں ٹارچر کرنا تھا۔ سن لو پلوشہ کہ تم شہرینہ کو درگزر نہیں کرو گی، اسے ایسا سبق دینا کہ وہ اگلی بار بولنے کے قابل نہ بچے۔" وہ غصے سے بولی، پلوشے کو اب کسی شے سے فرق پڑنے والا نہ تھا۔ اس کے دل کو جو ٹھیس پہنچی تھی وہ بہت بڑی تھی۔

وہ بابا کے کمرے میں گئی، وہ ایک عام سی لڑکی نہ تھی کہ اپنے دل کے ٹوٹنے پر واویلا کرتی..... وہ وادی کی سردار تھی، ایک مضبوط عورت، اسے رونا نہیں تھا، اگر وہ خود کو نہیں سنبھال سکتی تو بھلا وادی کے اتنے لوگوں کو کیسے سنبھالے گی اور تیمور خان کی فیملی اس کے لیے کبھی بھی اتنی اہمیت کی حامل نہیں تھی کہ وہ ان لوگوں پر ایک کے بعد دوسری نظر بھی ڈالتی..... صدمہ تھا تو اتنا کہ اس نے شائل پر بھروسا کیا، اس سے غلطی ہو گئی اور ایک سردار کو اتنی غلطیاں نہیں کرنی چاہیے۔ اسے محتاط رہنا چاہیے، شائل نے اسے سبق دیا تھا، ایک نیا سبق، اپنے سائے پر بھی بھروسا نہیں کرنا۔

"ورشے..... کل تمہاری مایوں ہے، تم شہرینہ اور اس کی فیملی کی فکر چھوڑ دو ورنہ رنگت جل جائے گی اور روپ نہیں چڑھے گا۔" اس نے کھانے کی ٹرے پیچھے کی۔

"زرجان سے میرے لیے چائے کا کہہ دو اور مورے کو بھی فری کرواؤ مجھے ان سے پوچھنا ہے کہ کل کے لیے کوئی کام رہ تو نہیں گیا۔"

"سب مکمل ہے تم فکر مت کرو۔"

"میں فکر نہیں کر رہی، مجھے پتا ہے لالی نے ہر انتظام مکمل کروا لیا ہے لیکن مجھے یہ مورے سے پوچھنا ہے، میں نہیں چاہتی کہ اس موقع پر مورے کو لگے کہ وہ تنہا ہیں، انہیں لگنا چاہیے کہ وہ صرف ایک بیٹی کو رخصت کر رہی ہیں، صرف ایک بیٹی کو....." ورشے یک دم مسکرائی، پلوشے خان ان کا بیٹا بن جانا چاہتی تھی، وہ اپنی بہن کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" وہ مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے پلوشے کو چائے بھجوائی، سارے لوگ بے حد تھکن کی وجہ سے اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے، اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے وہ رکی، حویلی کے اس بڑے سے لاؤنج میں شائل موجود تھا۔

"شائل کیوں کیا تم نے پلوشے کے ساتھ ایسا، کیا ملا اس کا دل دکھا کے تمہیں؟" وہ اس کے سر پر پہنچی۔

"میری غلطی صرف اتنی ہے ورشے کہ میں نے اسے بتایا نہیں، ورنہ یہ تو پلوشے کا اپنا فیصلہ تھا کراچی جا کے پڑھنے کا۔"

"مورے نہیں جانتی تھیں کہ وہ کراچی کیوں جا رہی ہے تم تو جانتے تھے کہ وہ خاندان کے کسی بھی فرد سے ملنا نہیں چاہتی، اسی لیے اسلام آباد یا پشاور تک نہیں جا رہی ہے۔"

"میں نے یہ بات سمیرا سے کہہ دی تھی تاکہ وہ کراچی نہ جائے تم نے سنا نہیں سمیرا نے یہی بات سب سے پہلے بتائی تھی۔"

"تمہیں یہ بات پلوشے کو بتانی تھی سمیرا کو نہیں یا پلوشے کے علاوہ تمہیں خاندان کا ہر فرد عزیز ہے۔" وہ تپ کر

Scanned with CamScanner

بولی۔

"یا اللہ کل ہماری شادی ہے اور تم آج مجھ سے کس طرح بات کر رہی ہو، کوئی شرم وحیا ہے یا نہیں۔" وہ جھلایا تو ورشے کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"اوہ ہاں..... میں تو بھول ہی گئی۔" پلوشے کو اتنی تکلیف میں دیکھ کر وہ تو سانس تک لینا بھول گئی تھی پھر بھلا شائل خان کی حیثیت کیا۔

"میں منالوں گا تمہاری بہن کو۔" وہ اس کی آنکھوں سے اس کی تکلیف تک پہنچ گیا تھا، وہ خود بھی پلوشے کی بگڑتی حالت کے بعد پریشان تھا۔

"دور رہو میری بہن سے تم..... اب نیا دھوکہ نہیں دو گے اسے۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا..... وہ ناراض ہے مجھ سے اور میں....."

"اب اس کی تکلیفوں کا باعث نہ بننا ورنہ چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں۔" وہ تپ کر بولی، وہ بھی تپ اٹھا مگر پھر اپنی ایک دن بعد بننے والی دلہن سے دو دن بعد لڑنے کا ارادہ کرتے ہوئے اس نے اپنے لب بھینچے تو وہ پلٹ گئی۔

"دونوں بہنیں ایک جیسی ہیں سویٹ اینڈ ڈینجرز..... تم دونوں کی تو خوب گزرے گی۔" اسید نے منہ پر سے کشن ہٹاتے ہوئے کہا۔ یہ کشن اس نے ورشے کے آنے کے بعد رکھا تھا، شائل ہنس دیا پھر ازبک کو دیکھا۔

"نہیں یار ورشے سویٹ اینڈ سوفٹ نیچر کی ہے۔ ڈینجر تو اس کی والی ہے، یہ تو وہی گاتا ہوا نظر آئے گا..... میرا محبوب بلا کا حسین ہے مگر کسی بلا سے کم نہیں۔" ازبک نے کشن اٹھا کر اسے مارا جو اس نے مہارت سے کیچ کر لیا، اسید ہنستا رہا اور ساتھ شائل کے قہقہے بھی شامل رہے، ازبک کے لب ذرا سے مسکرائے تھے۔

❁.....☆❁☆.....❁

"مورے....." وہ جو فجر کی اذان سے پہلے الارم بجنے سے اٹھی تھی اپنے سر کے قریب مورے کو دیکھ کر چونکی، وہ یقیناً تہجد کی نماز سے یہاں ہوں گی، کچھ پڑھ کر اس پر دم کرتیں وہ محبت سے تکیے سے سر اٹھا کر ان کی گود میں لیٹ گئی، مورے کی آنکھوں میں نمی اتری، کتنی سخت زندگی بنالی تھی اس نے اپنی، ڈھنگ سے کھانے پینے کا وقت نہیں تھا، وہ جو حویلی کا جاگنے والا آخری فرد ہوا کرتی تھی اور اب سب سے پہلے جاگ جاتی تھی۔

"آج ورشے کی مایوں ہے۔"

"جی مورے۔" اس نے سر ہلایا۔ "آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں، سب کام مکمل ہیں ناں؟" وہ آنکھیں موندے موندے بولی۔

"کسی چیز کی ضرورت ہوگی تو ہی تم سے بات کروں گی؟" اس نے گہری سانس لی۔

"آپ بولیں مورے میں سن رہی ہوں۔"

"گل جاناں کے ایسے رنگ بدلنے کے بعد مجھے تو زمرد جاناں سے بھی بھلائی کی امید نہ رہی تھی، یہی لگتا تھا کہ وہ تو اب شہران بی بی بن گئی ہے جانے کیسے مزاج کی ہوگئی ہوگی لیکن سب سے اچھی فیملی ہے ان کی۔" پلوشے کے گرد خطرے کا سائرن بجا۔

"اتنی محبت سے ملے تینوں بچے کہ میں حیران رہ گئی، بالکل بھی اجنبیت نہ تھی ان کے انداز میں، میرا تو جیسے ہر خوف ختم ہوگیا۔" وہ مطمئن تھیں، پلوشے کا سانس رکا یعنی ڈرنے کی باری اب اس کی تھی۔

"پلوشے زمرد نے مجھ سے کہا ہے کہ شائل اور ازبک ہم عمر ہیں اس کا دل تھا کہ بہرام کے ساتھ ہی ازبک کی بھی شادی کا دن مقرر کیا جاتا۔" پلوشے نے دانت پر دانت جمائے۔

"لیکن تیمور لالا نے منع کر دیا کہ تم اس بات کے لیے تیار نہیں ہوگی تو میں نے زمرد سے کہہ دیا کہ تیمور لالا کو پہلے مجھ سے بات کرنی تھی پھر یہ فیصلہ لیتے۔" پلوشے نے مٹھیاں بھینچیں، مورے اسے یہ بتانے آئی تھیں کہ وہ اس کی بھی رخصتی کرنا چاہتی ہیں، اب ان کا خوف ختم ہوگیا تھا زمرد سے مل کر، وہ یک دم ان کی گود سے پیچھے ہوئی اور سیدھی ہو کر تکیے پر سر رکھ لیا، آنکھوں پر ہاتھ پھیلائے،

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

لب بھینچے وہ ان سے ناراض تھی مورے کو نظر آرہا تھا مگر اس وقت اس سے نرمی کرنے کا مطلب تھا زریں جاناں جیسی زندگی جو مورے کو ہرگز قبول نہ تھی۔

"تمہارے لیے ہر فیصلہ میں لے سکتی ہوں، تم بھلے ہی اس وادی کی سردار ہو مگر میں تمہاری ماں ہوں۔" فجر کی اذان شروع ہوئی تو وہ چپ ہوئیں..... اذان کے بعد پلوشے اٹھ بیٹھی۔

"آپ کے فیصلے کے خلاف نہ میں پہلے کبھی گئی تھی اور نہ ہی اب جاؤں گی..... میں تیار ہوں۔" وہ سپاٹ سا چہرہ لیے بیڈ سے اترنے لگی۔

"مجھے پتا ہے تم خوش نہیں ہو..... تم اس وادی سے بہت محبت کرتی ہو، اسے چھوڑنا تمہارے لیے سوہان روح ہوگا مگر وادی کو سنبھالنا تمہارے اکیلے کے بس کی بات نہیں ہے پلوشے، یہ کام مرد کو ہی زیب دیتے ہیں۔"

"یہ مرد جو وادی کو سنبھالیں گے مورے یہ تب کہاں تھے جب تیمرز خان نے ظلم کا بازار گرم کر رکھا تھا؟" وہ شاکی ہو کر انہیں دیکھنے لگی، اس کا جی چاہا کہ وہ روئے، وہ تب نہیں روئی جب گل جاناں نے اسے اس گھر میں قید کر لیا تھا، وہ مضبوط تھی مگر آج اس کی ماں اس کے ٹکڑے کر رہی تھی اور کتنے آرام سے کر رہی تھی، وادی اس کے لیے کیا تھی کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

"پلوشے....." انہوں نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے بولنے نہ دیا۔

"مورے میں آپ سے بحث کر رہی ہوں اور نہ ہی آپ کے فیصلے کے خلاف جا رہی ہوں، میں صرف ایک سوال کر رہی ہوں، کیا عورت کی خوشگوار زندگی ایک مرد کے سہارے گزرتی ہے؟ دو تین بچے پال لیے، اس کی ہمت بس اتنی ہی ہے اگر کوئی عورت اس سے ہٹ کر زندگی گزارنا چاہے تو وہ قصوروار ہوتی ہے یا پھر بے چاری ہوتی ہے، عورت کی زندگی کو اتنا محدود کیوں سمجھا جاتا ہے، یہی بچے جن سے اسے مکمل سمجھا جاتا ہے بڑھاپے میں اسے اولڈ ہوم چھوڑ آتے ہیں یا گھر میں ہی اسے تنہا کر دیتے ہیں، کبھی آپ نے کسی وادی کے سردار کو اولڈ ہوم میں دیکھا ہے؟"

"پلوشے....." مورے نے اسے ناگواری سے دیکھا۔ "وادی کے لیے جو کرنا ہے تمہیں وہ کرو کوئی نہیں روکے گا تمہیں۔"

"اچھا جو لوگ اپنے بچوں کے لیے اچھے مستقبل کی خاطر یہاں سے چلے گئے اب ان کا کیا ارادہ ہے؟"

"ان کا جو بھی ارادہ ہو لیکن میرا ارادہ اب تمہاری رخصتی کرنے کا ہے، تمہیں آج اپنی ماں کا فیصلہ غلط لگ رہا ہوگا لیکن کل تم میری شکر گزار ہوگی۔" مورے اٹھتے ہوئے بولیں، وہ انہیں دیکھتی رہی۔

"میں تیار ہوں۔" اس نے کہا، مورے اسے نہیں جانتی تھیں وہ اس کی فرماں برداری پر نہال ہوئیں۔

"اللہ تمہیں بہت ساری خوشیاں دکھائے میرے بچے۔" انہوں نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چومی اور باہر نکل گئیں، پلوشے کی پلکیں نم ہوئیں، اس کی ماں اسے نہیں سمجھتی تھیں، اس کے دل کی خبر اس کی ماں کو نہ تھی۔ اس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور جب سلام پھیرا تو زریں جانم اور ورشے کو دیکھ کر اس کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آئی..... ورشے ہراساں اور زریں جانم لب بھینچے کھڑی تھیں، اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

"اب کس بات کے لیے تیار ہو تم؟" اس نے جائے نماز اٹھائی۔

"مورے نے کہا شادی کر لو۔"

"میں نے کہا تم کس بات کے لیے تیار ہو؟" زریں جانم نے آگے بڑھ کر اس کا بازو دبوچ کر اسے اپنی طرف گھمایا۔

"بے فکر رہیں آج تک غلط کیا ہے نا ہی آئندہ غلط کروں گی۔" وہ ان سے اپنا ہاتھ چھڑا کے اپنے وارڈ روب کی طرف بڑھی۔ حویلی کے باہر لوگوں کی آمد شروع ہو گئی تھی، فجر کے بعد ایک گھنٹے تک وہ لوگوں کے مسئلے سنا کرتی تھی، کسی کے پاس کھانے کے لیے نہ ہو تو وہ ان کے گھر

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

راشن نہیں بھیجتی تھی ان کی ملازمت کا مسئلہ حل کرتی تھی، وہ کسی کی بھی بیساکھی نہیں بننا چاہتی تھی، اس کی کوشش یہی تھی کہ لوگوں کے ہاتھ میں کلہاڑی تھمائے تاکہ لوگ اپنے پیروں پر کھڑے ہوں کسی کے آگے انہیں ہاتھ نہ پھیلانا پڑے..... وہ ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد جب واپس آئی تو حویلی کے شہری مہمانوں کے لیے ناشتہ لگ رہا تھا۔

"اوہ بھابی آپ کہاں تھیں؟" کی آواز پر اس نے گہرا سانس لیا پھر شہرینہ کو دیکھ کر مسکرائی۔

"شہرینہ..... میں آپ کو ہی بلانے والی تھی۔ آپ جس محبت سے آ کر مجھ سے ملتی ہیں مجھے کسی کی یاد آ جاتی ہے۔" پلوشے کی مسکراہٹ دیکھ کر مورے نے سکون کا سانس لیا۔

"ایک لڑکا تھا ایسے ہی میرے راستے میں آتا تھا، میں نے کہا کہ مجھ سے دور رہو مگر وہ نہ مانا اور بارات لے کر میرے گھر آ گیا..... آج کل اسی حویلی میں اپاہج کی زندگی گزر رہی ہے اس کی..... دیکھا ہوگا آپ نے آخر آپ کی خالا کا بیٹا ہے شمروز خان..... کیسی عبرتناک زندگی جی رہا ہے..... اللہ ہم سب کو بچائے۔" شہرینہ حیران رہ گئی، پلوشے کے چہرے پر ہنوز مسکراہٹ تھی مگر اس کی نہایت سرد نگاہوں سے شہرینہ کی ریڑھ کی ہڈی میں برفیلی لہر دوڑ گئی تھی۔

"پھر ایک اور لڑکا تھا شہریار ملک..... آپ ہی کی طرح اچانک میری راہ میں آ جاتا، اتنی بار اس سے کہا مجھ سے دور رہو مگر....." اس کی مسکراہٹ ویسی ہی تھی، شہرینہ کا رنگ فق ہوا۔

"ناک کی سرجری کروا کے بھی اسے سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے، ہم پہاڑی لڑکیاں زچ ہو جائیں تو سیدھا پہاڑ سے دھکا دیتی ہیں، نفرت کا کھل کر اظہار کرتی ہیں، منافقت نہیں کرتیں۔" اس نے اس کے بازو کو چھوڑا پھر اس کے کندھے پر سے نادیدہ گرد جھاڑی۔ جھک کر اس کے کان میں کہا۔ "لوگوں کا سانس روکنا میرا پسندیدہ مشغلہ ہے، میں دمے کی مریض نہیں ہوں۔" شہرینہ کا بھی سانس رک چکا تھا۔ "ریلیکس شہرینہ ابھی میں نے آپ سے نہیں کہا کہ مجھ سے دور رہو..... ابھی آپ کو اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔" پلوشے کی مسکراہٹ بدستور قائم تھی، شہرینہ نے اگلے ہی لمحے میں خود کو سنبھالا اور ایک قدم پیچھے ہوئی، اس نے تنفر سے اسے دیکھا۔

"اوہ شٹ اپ..... تم سے ڈرنے والی نہیں ہوں میں۔"

"بالکل..... مجھ سے ڈرنے کی آپ کو ضرورت بھی نہیں ہے، ڈرنا آپ کو اس حشر سے چاہیے جو میں آپ کا اس وقت کروں گی جب آپ دوبارہ میری راہ میں آئیں گی اپنی اس منافقانہ طرز کے ساتھ۔" کہہ کر وہ مسکراتی ہوئی مورے کی طرف بڑھی، پیچھے سے شہرینہ اسے نفرت سے دیکھتی رہی۔

"مورے ناشتا آج میں ورشے کے ساتھ کروں گی۔"

"تم کہیں جاؤ گی نہیں آج؟" نازنین نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کام سے چھٹی لی ہے آج میں نے..... میری بہن کی شادی ہے ناں۔" اس نے مسکرا کر کہا تو نازنین ہنس دیں۔

"بالکل..... تمہیں کام سے چھٹی لینی بھی چاہیے تھی، دلہا کی ماں برا مان جائے گی اگر اس کی خاطر تواضع میں کوئی کمی آئی تو۔" وہ اترا کر بولیں۔

"آپ کی خاطر کے لیے ہم پھول ہی نہیں پلکیں بھی بچھائیں گے۔" اس نے سر خم کیا۔

"اور ان کے بیٹے کے لیے؟" شائل وہیں چلا آیا۔ اس نے شائل کی طرف دیکھا لمحہ بھر میں وہ سنجیدہ ہوئی۔

"پلوشے تمہیں تیمور لالا بلا رہے ہیں۔" زریں جاناں نے اس کے قریب آ کر کہا تو وہ چونکی پھر اس نے رخ موڑ کر دیکھا شہرینہ وہاں کہیں نہیں تھی۔ اس نے سر ہلایا اور لائبریری کی طرف آئی، اس کے بابا کی لائبریری تھی اس حویلی میں۔

"آپ نے بلایا مجھے؟"

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"تم نے اپنی ماں سے کہا کہ تم شادی کے لیے تیار ہو؟" وہ حیران تھے۔ وہ ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

"اور شاکر کہہ رہا ہے کہ تم فیصلہ چاہتی ہو..... آخر تم کر کیا رہی ہو؟" اس نے شاکر ماما کو دیکھا جو اس کے فیصلے سے ناخوش نظر آرہے تھے لیکن اس کے ساتھ تھے۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ کا بیٹا کسی اور کو پسند کرتا ہے۔" اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے اپنا ہاتھ صوفے کی بیک پر پھیلایا اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ لی، اس کا انداز ایک باغی لڑکی کا سا تھا۔

"وہ جھوٹ تھا جو میں نے تمہارے کہنے پر تمہاری ماں سے کہا تھا، میرے بیٹے کا کوئی افیئر نہیں ہے۔" انہوں نے کہا تو وہ ان کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"اپنے بیٹے کے بارے میں اپنی معلومات اپ ڈیٹ کریں۔" تیمور اور شاکر نے چونک کر اسے دیکھا۔

"معلومات اپ ڈیٹ کرنے کی ضرورت انہیں نہیں تمہیں ہے۔" اسید کی آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی، وہ اندر داخل ہوا۔

"تم..... تم یہاں کیوں آئے؟" اس کے ساتھ ساتھ تیمور خان نے بھی قدرے برہم ہو کر اسید کو دیکھا تو وہ ہنس دیا۔

"میں تو پھوپا کو یہ بتانے آیا تھا کہ ان کی بیٹی اب ایک منٹ بھی اس حویلی میں ٹھہرنے کو تیار نہیں۔"

"کیا.....؟" تیمور خان حیران ہوئے۔

"لیکن کیوں؟" شاکر خان اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ابھی ابھی آپ کی بہو آپ کی بیٹی سے محو گفتگو تھیں، اس کے بعد اچانک آپ کی بیٹی نے اپنا بیگ بھرنا شروع کر دیا۔" اسید نے بریکنگ نیوز کی طرح خبر سنائی، تیمور خان نے اسے دیکھا۔

"اپنے رویے میں نرمی لاؤ تھوڑی۔" اسید اور شاکر خان نے چونک کر تیمور خان کو دیکھا، وہ نہایت تلخی سے بولے تھے۔

"میں مومن ہوں، جس کی پہچان ہے کہ وہ ساتھ والوں پر نرم ہوتا ہے، پر شفقت لیکن اپنے دشمنوں پر نہایت ہی سخت ہوتا ہے۔" وہ بھی تڑخ کر بولی۔ "سو رویے بدلنے کی ضرورت مجھے نہیں ان لوگوں کو ہے جو منافق ہیں۔" اسید چونکا، تیمور خان کے سامنے سب ادب سے بات کرتے تھے، خاندان کے لوگ ہوں یا بزنس کمیونٹی سب ان کی بہت عزت کرتے تھے اور اسید کے جھاتھ والی جنریشن تو ان کے آگے بات کرتے ہوئے بھی جھجکتی تھی۔ وہ نئے سرے سے متاثر ہوا، تیمور خان خفگی سے اسے دیکھتے پلٹ گئے۔ وہ اور زیادہ دیر اس بدتمیز لڑکی سے بات نہیں کر سکتے تھے، وہ بھی ان کے پیچھے تیزی سے نکلا۔

"کیا، کیا ہے تم نے اس بار؟" شاکر اس کی طرف مڑے۔

"فضول سی بکواس کرنے کے لیے راستے میں کھڑی تھی بس ایک منٹ دس سیکنڈ دیئے ہیں اپنے۔" وہ اطمینان سے بولی۔

"پلوشے....." شاکر خان نے دانت پیسے۔ "اب چلو میرے ساتھ تمہاری بہن کی شادی ہے، مہمان کا ناراض ہونا اچھی بات نہیں۔"

"یہ مہمان ادھر نہ ہی آتے تو زیادہ اچھی بات ہوتی۔" وہ گہرا سانس لے کر اٹھ کھڑی ہوئی، اب وہ معذرت کرتی کیا اچھی لگے گی وہ بھی صرف ایک بائیس سال کی لڑکی سے نہیں وادی کا سردار بھی ہے کچھ تو خیال کرنا چاہیے لوگوں کو اور اپنے رویے سے اس کو اب یہ بات ہر بار لوگوں کو بتانا ہوگی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"میں نے کہا تھا کہ وہ دے کی مریضہ نہیں ہو سکتی، وہ محض اچانک سی کیفیت تھی اس کی پھر بھی تم سمجھ نہیں رہی تھیں کہ تمہارے یوں "بھابی، بھابی" کرنے سے اس کی سانس اب نہیں رکنے والی۔" سبرینہ اس کو دیکھ رہی تھی جو اپنا بیگ بھر رہی تھی۔

"اوہ نو بھابی..... زہر نہ دے دوں اسے میں، شدید

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

نفرت ہے اس سے مجھے، میں نے قسم کھائی ہے سبرینہ کہ میری بھابی صرف تم ہی بنو گی، اب وہ لڑکی قتل ہو گی میرے ہاتھوں، بڑی آئی اس وادی کی بیٹی، دیکھنا اسی وادی میں اس کی قبر نہ بنائی تو میرا نام بھی شہرینہ نہیں۔" سمیرا نے ناگواری سے اپنی بہن کو سنا اسے اور اسید کو باہر بلا کر لائی تھی کہ شہرینہ واپس جا رہی ہے، سبرینہ بھی ابھی آئی تھی۔ اسید نے اسے روکنا چاہا پھر پاپا کو بلانے چلا گیا، اب سمیرا اکیلی اس کی فضول بکواس سن رہی تھی کہ پلوشے نے کس طرح اسے دھمکی دی ازبک اور شائل ابھی باہر گئے تھے ورنہ پاپا سے بہتر تو ازبک اور شائل اسے سنبھالتے جو کسی بپھرے شیر کی طرح نظر آ رہی تھی۔

"چٹاخ....." کی آواز پر سمیرا پلٹی، زمرد نے شہرینہ کے منہ پر تھپڑ مارا تھا، سبرینہ بھی دم بخود رہ گئی اور جس کے تھپڑ پڑا وہ تو بے یقین تھی، اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

"جب تمہارے پاپا نے ازبک سے پلوشے کو جوڑا تھا تو میں بھی خوش نہیں تھی، ایک کم پڑھی لکھی لڑکی جو ہماری ہائی سوسائٹی میں کسی بھی طرح موو نہیں کر سکتی اور اس سے ناخوش ہو کر میں یہ بھول گئی تھی کہ میں بھی تو وہی لڑکی ہوں اس کے جیسی، اسی جگہ کی رہنے والی، جب میں بدل سکتی ہوں تو وہ بھی بدل سکتی ہے لیکن میں اس وقت نفرت میں پاگل ہو رہی تھی پھر..... پھر کیا ہوا؟" انہوں نے اس کا بازو دبوچ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا، وہ فق سی انہیں دیکھتی رہی۔

"اس لڑکی کو مارنے کا سوچنے سے پہلے اپنے بھائی کا تو سوچ لیتیں، سانس کل اس لڑکی کا گھٹ رہا تھا اور فکر مجھے تمہارے بھائی کی ہو رہی تھی، وہ مضبوط اعصاب کی لڑکی چند منٹ میں سنبھل گئی اور تمہارا بھائی نہیں سنبھل سکا، وہ جس لڑکی کی محبت میں برسوں سے مبتلا ہے، وہ جس لڑکی کے لیے اپنے باپ کی کروڑوں کی جائیداد کا تنہا وارث ہوتے ہوئے ہر چیز سے دستبردار ہو گیا ہے محض ایک وادی کے ناقص ٹکڑے کے علاوہ اس نے کچھ نہ لیا کہ وہ حصہ پلوشے کو دے دیا جائے..... اپنے بھائی کی دیوانگی کو اچھی طرح جانچ لینے کے بعد بھی تم اس لڑکی کو مارنے کا سوچ سکتی ہو، لعنت ہے تم پر شہرینہ، کیسی بہن ہو تم، تمہاری پوزیشن سسرال میں اپنے بھائی کے دم سے ہے جس نے اپنی ساری جائیداد تمہارے نام کر دی، اس بھائی کے لیے تمہاری سوچ اتنی گھٹیا ہے، تم پلوشے کو ذہنی طور پر ٹارچر کر رہی تھیں..... اوہ خدایا میں کیوں نہ سمجھ سکی تمہاری گھٹیا چال کو، میں تو سمجھ رہی تھی کہ میں نے اچھی پرورش کی ہے تم لوگوں کی مگر جیت تو وہ عورت گئی جس نے حویلی کے باہر کی دنیا نہیں دیکھی، جس کی اولاد اتنی خود مختار ہے کہ اس وادی کا ہر گھر اس کے فیصلوں پر چلتا ہے پھر بھی اس نے اف کیے بغیر اپنی ماں کے فیصلے کے آگے سر جھکا دیا..... تمہارے پاپا کے منع کرنے کے باوجود رخصتی کی بات کر لی، تمہاری پھوپو کے علم میں یہ سب آ گیا تو کیا سوچیں گی وہ میرے متعلق کہ میں بھی آخر گل جاناں کی بہن ہی ہوں، اس کی طرح شاطر چال باز، دھوکے باز۔" وہ بولتے ہوئے یک دم رونے لگیں تو سمیرا نے آگے بڑھ کر انہیں سنبھالا، شہرینہ دروازے میں کھڑے تیمور خان کو دیکھ رہی تھی جن کے ساتھ اسید، شاکر، پلوشے خان بھی موجود تھے۔

"مما پلیز..... چپ ہو جائیں۔" سمیرا نے انہیں اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"کیسے نہ بین کروں سمیرا، کیسے نہ روؤں میں..... یہ شہرینہ بھی میری اولاد ہے کیا؟ اسے کیوں نظر نہیں آتی اپنے بھائی کی اس لڑکی کے لیے چاہت، کیوں نظر نہیں آتا اسے اپنے بھائی کا جنون؟ اس نے اس لڑکی کو اذیت دینے کے متعلق سوچا بھی کیسے جس کی خوشیوں کی دعائیں اس کا بھائی کرتا ہے، وہ جس لڑکی کے لیے جنونی ہے، اس کو قتل کرنا چاہتی ہے یہ، ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہے، ایسی سوچ کیسے آئی اسے؟" ان کا رونا پلوشے کو متحیر کر گیا۔ سانس روکنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا مگر تیمور خان کی فیملی تو اس کا سانس روکے دے رہی تھی۔ کل اپنے یونیورسٹی فیلوز کی شکل میں تیمور خان کی فیملی اور آج یہ کون سا انکشاف

Scanned with CamScanner

ہورہا تھا، ان کا بیٹا پلوشے خان کا دیوانہ..... ان کا بیٹا ازبک خان..... وہ جو اسید پر برہم تھا کہ صرف پلوشے خان کی تجاویز اور مشورے کیوں مانے جاتے ہیں؟ وہ جس نے کبھی نظر اٹھانے کی زحمت گوارا نہ کی، وہ پلوشے خان کی محبت میں مبتلا تھا..... سانس تو پلوشے خان کا رکنا ہی تھا، اسید نہ محسوس انداز میں وہاں سے نکل گیا تھا، آخر یہ بات ازبک خان کو بھی تو بتانی تھی کہ پلوشے کیا سن چکی ہے۔

❁.....☆❁☆.....❁

"ازبک میں وادی جارہا ہوں۔"

"ہم امریکہ جارہے ہیں اور تم وادی..... تیری یاما تیرا مستقبل تباہ کررہی ہیں۔" اسید کو بہرام سے ہمدردی تھی۔

"وہ چاہتی ہیں کہ ایک بار میں وادی میں سب سے مل کر آجاؤں اور بس..... چلو گے میرے ساتھ وادی؟" بہرام بولا۔

"ہرگز نہیں۔" ازبک بدکا۔

"اگر ہمارے مام ڈیڈ نے وہ جگہ ہمارے مستقبل کے لیے چھوڑی ہے تو یقیناً ٹھیک کیا ہوگا۔ وہ جگہ ہمارے قابل ہوگی ہی نہیں۔" وہ تحقیر سے بولا۔

"لیکن یار وہ جگہ خوب صورت بہت ہے، سیاحوں کی بہت زیادہ آمدورفت ہوتی ہے وہاں، پتا ہے دنیا کا دوسرا بڑا ماؤنٹین ہے وہاں۔"

"اس وادی میں؟" اسید اٹھ کر بیٹھا۔

"نہیں وادی میں نہیں یار اس سے کچھ دور۔"

"بیٹا وہ فاصلہ زمین سے چاند کے برابر کا ہے۔" ازبک نے منہ بنایا۔

گر وہ پھر بھی پاکستان آیا تھا، اس وادی میں گھومنے کے لیے..... وہ واقعی رہنے کے قابل جگہ نہ تھی، کوئی ایک سہولت نہ تھی..... وہ ابریز خان سے ملا ان کی وادی سے محبت نے اسے بے حد متاثر کیا وہ ان دنوں وادی میں انٹرنیٹ کے انتظامات کررہے تھے..... پھر وہ پشاور چلا گیا..... اس نے ابریز خان کو یہ نہ بتایا تھا کہ وہ بہرام خان ہے۔ وہ ان لوگوں سے ملنا ہی نہیں چاہتا تھا، وہ امریکہ چلا گیا، اس کی کلاسز شروع ہوگئی تھیں، اسید اور وہ تو چچازاد تھے اسی لیے کافی دوستی تھی مگر اس کی پھوپو کے بیٹے ازبک خان سے زیادہ دوستی تھی اسی لیے کہ وہ بھی اسی کی طرح اکلوتا تھا اور ان دونوں کے مزاج بھی ایک جیسے تھے اور پسند بھی..... وہ دونوں علیحدہ علیحدہ بھی شاپنگ کرتے تو تقریباً ایک جیسی چیزیں لاتے۔

"مسئلہ تب ہوگا اگر تم دونوں کو ایک ہی لڑکی پسند آگئی تو....." اسید نے ایک دن ہنس کر کہا۔

"مسئلہ کیوں ہوگا، جو لڑکی مجھے پسند آجائے وہ صرف میری ہی ہوگی۔" ازبک نے فوراً کہا تھا۔

"اس معاملے میں تو مسئلہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ میں تین سال کی عمر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوں۔" اس نے منہ بنایا۔

"خیر یہ تو بک ہے اب تمہارا کب تک بکنگ کا ارادہ ہے۔" اسید نے اسے چھیڑا۔

"یار میں لیلیٰ مجنوں جیسی محبت کے بعد شادی کا ارادہ رکھتا ہوں۔" وہ اطمینان سے بولا۔ اس وقت وہ دونوں ازبک کے کمرے میں تھے۔

"لیلیٰ تو موجود ہے تم مجنوں بننے کی تیاری کرو۔" اسید ہنسا، بہرام بھی ہنس دیا۔

"کون لیلیٰ؟" اسید اور شائل اس کے بیڈ پر آڑھے ترچھے لیٹے ہوئے تھے، وہ خود صوفے پر تھا۔

"سبرینہ اور کون؟ مرتی ہے تم پر، اتنی کہ لیلیٰ بھی کیا فدا ہوگی قیس پر۔" وہ دونوں اسے چھیڑنے لگے، ایک دو ماہ پہلے ہی انعام خان شہرینہ کا پرپوزل لائے تھے اپنے بیٹے حماد خان سے، ان کی منگنی کے بعد سبرینہ اس کے آگے پیچھے پھیرتی رہتی تھی۔

"مجھے کوفت ہوتی ہے اس سے۔" وہ ناک چڑھا کے بولا۔

"لیکن شہرینہ بھی یہی چاہتی ہے کہ سبرینہ ہی اس کی بھابی بنے۔" بہرام مسکرایا۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"اچھا....." اسید چونکا۔ "شہرینہ نے کبھی کہا تو نہیں؟" وہ رکا اور پھر ازبک کو دیکھا۔

"کیا تم سے کہا شہرینہ نے؟" اس نے پوچھا تو ازبک نے حیرانی سے نفی میں سر ہلایا تو وہ سبرینہ کے التفات کو چھپا ہوا سمجھتا تھا، جیسے لڑکی لڑکے خود بخود جان لیتے ہیں کہ کون ان کی نگاہ الفت کا متمنی ہے وہ ایسے ہی سبرینہ والے معاملے کو بھی لیتا تھا لیکن اگر شہرینہ یہ چاہتی تھی تو اس کے ماں باپ کا بھی ذہن بن سکتا تھا..... اس سے پہلے اسے اپنے ماں باپ سے بات کرنی تھی کہ وہ ہرگز بھی سبرینہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا لیکن اس کے ماں باپ جو اس کے ہر کام اس کی مرضی سے کرتے آئے تھے کیا شادی جیسا اہم کام اس کی مرضی کے بغیر کردیں گے ہرگز نہیں لیکن بہرام ٹھیک تھا شہرینہ نے سسرال میں بنی پوزیشن کو اور مضبوط کرنے کے لیے ماں باپ کو تیار کرلیا کہ سبرینہ کو بہو بنایا جائے، سبرینہ اچھی لڑکی تھی پھر خاندان کی بھی تھی، ماں باپ کو اعتراض نہ ہوا ایسے میں سمیرا تھی جو میٹرک کی اسٹوڈنٹ تھی اسے سبرینہ پسند نہ تھی کیونکہ وہ دوسری شہرینہ تھی..... بے حد ماڈرن سی۔

❁.....☆❁☆.....❁

"ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری اور سبرینہ کی شادی طے کردیں۔" وہ چھٹیوں میں پاکستان آئے تھے، شام کی چائے کے دوران مما بولیں، پاپا اخبار دیکھ رہے تھے..... بہرام وادی جاچکا تھا۔

"مما میں اپنی پسند سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" زمرد چونکیں۔

"تمہیں کوئی پسند ہے کیا؟"

"فی الحال تو کوئی پسند نہیں۔"

"اور برائی تو سبرینہ میں بھی کوئی نہیں ہے۔"

"مگر مجھے اس سے محبت نہیں ہے ماما، میں پہلے محبت کرنا چاہتا ہوں۔" پاپا نے اخبار کا کونہ ذرا سا موڑ کر اسے معنی خیز نگاہوں سے دیکھا، مما نے حیرت سے دیکھا۔

"میں کسی سے اتنی محبت کرنا چاہتا ہوں مما کہ مجھے اس کے بغیر سانس نہ آئے اور پھر ہمارے بیچ ظالم سماج ہو، میں اسے اس دنیا سے لڑ کر حاصل کروں، میں ایسے سیدھے سادھے طریقے سے محبت اور شادی نہیں کرنا چاہتا۔" پاپا نے مسکراہٹ لبوں میں دبائی اور واپس اخبار دیکھنے لگے، یہ آج کل کی فلمی اسٹوریز نے بچوں کے دماغ میں عجیب خناس بھر دیا تھا۔ وقت آنے پر سب آرام سے شادی کرلیتے ہیں۔ اس بات کو سیریس نہ لیا ان لوگوں نے۔ سبرینہ سے اس کا رشتہ طے کرنے کی بات مما پاپا کے بجائے شہرینہ نے کردی اور انعام خان کی فیملی ان کی منتظر ہوگئی گویا یہ فیصلہ بن کہے ہوگیا کہ سبرینہ رخصت ہوکر ازبک کی زندگی میں آئے گی۔

"ہم لوگوں کی کل فلائٹ ہے امریکہ کی..... تم کب واپس آؤ گے؟" ازبک نے رات بہرام کو کال کی۔

"میں اگلے ہفتے آؤں گا، وادی میں ایک دوست بنا ہے اس کی شادی ہے اور وہ چاہتا ہے میں اس کی شادی میں شرکت کروں اور پتا ہے اس بار میں نے سردار خاناں کو بتادیا کہ میں بہرام ہوں..... وہ مجھ سے مل کر اتنا خوش ہوئے ہیں کہ میں بھی حیران ہوں۔"

"سردار خاناں کون؟" وہ حیران ہوا۔

"میرے بڑے ماموں۔"

"اچھا....." اور تب ازبک خان کو یہ نہیں پتا تھا کہ بہرام خان کے ماموں اس کے پھپا بھی ہیں کیونکہ بہرام خان کی ماں نہ خود کچھ بھولی تھی اور نہ ہی اپنی اکلوتی اولاد کو انجان رکھا جبکہ ازبک خان کے باپ وادی کو بھلا چکے تھے اور ماں نے بھی کبھی نہ بتایا تھا اور بہرام سے بھی کبھی باتوں میں ذکر نہ کرسکا..... بہرام نے ایک ہفتے بعد آنے کا کہا مگر وہ نہیں آیا..... ہاں البتہ اس نے اپنی کچھ تصویریں اسے اور اسید کو بھیجی تھیں۔ شادی کی اور وادی کی بھی، بہت سی تصویریں تھیں، دیکھتے دیکھتے وہ ایک تصویر پر رکا اور پھر کبھی آگے نہ بڑھ سکا..... وہ بہرام کی اپنی سیلفی تھی، بیک گراؤنڈ شادی کا منظر تھا، اس نے یوں ہی اسے زوم کیا بے ارادہ اور پھر اس کے بعد اس نے اسی زوم تصویر کو

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

ایڈٹ کردیا..... کیوں؟ وہ بے پناہ حسین تھی، بہت کم عمر بھی، اور بہت معصوم بھی، وہ اسے ہر روز دیکھتا، اسے ہر روز اس لڑکی سے جیسے نئی محبت ہوتی، محض ایک تصویر نے ازبک خان کی دنیا ہی بدل دی تھی، وہ اسے ہر ہر جگہ نظر آتی، اسے آئینے میں اپنا چہرہ نظر آنا بند ہوگیا تھا۔ اسے وہ لڑکی نظر آتی تھی، وہ رات رات بھر جاگ کر اس کی تصویر دیکھتا تھا اور دیکھ دیکھ کر نہ تھکتا تھا۔ اسے محبت ہوگئی تھی وہی جنونی سی جس نے قیس کو مجنوں بنادیا تھا، بہرام کو ایک ہفتے بعد آنا تھا مگر بیس دن گزر گئے وہ نہ آیا۔

"تم واپس کیوں نہیں آرہے بہرام؟" وہ جھنجلایا۔ وہ اپنی اس پہلی محبت کی خبر سب سے پہلے بہرام کو سنانا چاہتا تھا۔

"میں تو آنا چاہتا ہوں یار مگر وادی آنے نہیں دیتی۔" وہ بے چارگی سے بولا۔

"عجیب بات ہے، تم دونوں کی پسند ایک ہے پھر جو منظر ازبک کو اٹریکٹ نہ کرسکے وہ تمہیں امریکہ نہیں آنے دے رہے ہیں۔" اسید حیران ہوا، بہرام ہنس دیا تھا۔

"کیونکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور ازبک کیمرے کی آنکھ سے۔" ازبک نے لب بھینچے تھے اگر کیمرے کی آنکھ سے دیکھ کر وہ اس قدر دیوانہ ہو رہا تھا اور جب وہ خود اسے دیکھے گا تب کیا ہوگا؟ ایک ایسی تصویر جس میں وہ فوکس بھی نہیں تھی، ایک بڑے مجمع کی عام سی تصویر میں وہ اتنی حسین لگ رہی تھی پھر سامنے بیٹھ کر دیکھنا کیسا ہوگا اور سب سے اہم کہ وہ اسے دیکھ بھی سکے گا یا نہیں..... کیا شادی کے مجمع میں جہاں بہرام خان صرف اپنی سیلفیاں لینے میں مگن تھا وہاں کیا وہ اس کی نظروں میں آئی ہوگی، کیا وہ اس کے بارے میں کبھی بتا سکے گا، کیا وہ اسے وادی جاکر ڈھونڈ سکے گا، کیا وہ اسے مل سکے گی؟ اور یہ آخری سوال سب سے اہم تھا، کیا وہ اسے مل جائے گی..... بہرام واپس نہیں آیا، وہ اسے آن لائن نوٹس بھیج دیتے وہ پورا پورا لکھ کر اسے کاپی کروادیتے وہ بھی خاصی تحقیق کے بعد کام کرتا اور وہ آن لائن سمنٹ کرواتے، وہ نیویارک شہر اور اپنے کالج کی تصویریں بھیجتے جسے وہ ایڈٹ کرکے اپنے پاپا کو بھیج دیتا، انہیں لگتا وہ بھی ازبک اور اسید کی طرح امریکہ میں ہی ہے۔ حالانکہ اسے ایک ماہ سے اوپر ہوگیا تھا وادی میں۔

"بہرام اب ہم ماموں سے جھوٹ نہیں بولیں گے۔" اس دن وہ برہم ہوگیا تھا۔

"میرا دل نہیں کررہا ہے ازبک وادی کو چھوڑنے کو..... صرف وادی نہیں ازبک اس لڑکی نے بھی مجھے قید کرلیا ہے۔ میں آنا چاہتا ہوں مگر دل آنے نہیں دیتا۔" وہ جیسے دلگرفتہ تھا۔

"اوہ تو آب آئی بلی تھیلے سے باہر..... فٹافٹ دکھاؤ کون ہے وہ؟ تمہاری بیوی ہے یا کسی اور پر دل ہار بیٹھے ہو۔" اسید نے ریکارڈ لگایا۔

"میں اس وقت اس کے اسکول کے باہر ہوں..... میرے پیچھے وائٹ رنگ کی کار نظر آرہی ہے ابھی وہ اس میں آکر بیٹھے گی تم دیکھنا کہ اسے دیکھنے کے بعد میں کسی کام کا نہیں رہا۔" تب ہی ایک لڑکی آئی اور ازبک کا سانس اٹکا..... فضا میں آکسیجن جیسے ختم ہوتی محسوس ہوئی۔

"بہرام اتنی گری ہوئی حرکت یعنی لڑکیوں کے اسکول کالج کے باہر کھڑا ہونا ہاہاہا....." اسید کا قہقہہ بے ساختہ تھا، وہ جھینپ گیا۔ ازبک کا دماغ ماؤف ہوا، پیروں کی جان ختم ہونے لگی۔ سانس لینا مشکل ہوتا جارہا تھا، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔

"نہیں میں تو کسی اور کام سے آیا تھا۔" وہ وضاحتیں دے رہا تھا اور اسید کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔

"اب اتنا بھی نہ مذاق اڑاؤ کسی غیر لڑکی کے ساتھ نہیں ہوں، بیوی ہے وہ میری۔" وہ نروٹھے انداز میں کہہ گیا تھا۔ ازبک کا دم گھٹنے لگا۔ کار اسکرین سے غائب ہوگئی تھی، بہرام انہیں اللہ حافظ کہہ رہا تھا۔

"کیا ہوا ازبک؟" اسید کال کاٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوا تو چونکا وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے گہرے سانس لے رہا تھا۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"میں نے اتنے دن اسے سوچا، یہ کیوں نہ سوچا کہ جس کی میں ایک ہی تصویر روز دیکھتا ہوں بہرام کیا پتا اسے روز دیکھتا ہو..... ڈھیر لوگوں کے بیچ جب اس کی عام سی تصویر مجھے دیوانہ کر گئی تو کیسے ممکن ہو کہ میری طرح کی پسند رکھنے والے بہرام کی نظر سے وہ بچ گئی ہوگی..... ہم دونوں الگ الگ بھی جائیں اسید تو ایک ہی چیز لاتے ہیں پھر اتنے دور ہو کر میں جس پر فدا ہو گیا ہوں، اسی کی وادی میں، اسی کے پاس رہ کر بہرام نے اسے نہ دیکھا ہوگا؟" وہ کہہ رہا تھا اور اسید دم بخود سن رہا تھا۔

"ازبک....." وہ اس کے قریب آیا۔

"تم نے کہا تھا ناں مسئلہ تب ہوگا اگر ہم دونوں کو ایک ہی لڑکی پسند آ گئی، دیکھو اسید کوئی مسئلہ نہ ہوا..... وہ ہمیشہ سے اسی کی قسمت تھی اور یہاں بہرام قسمت کا دھنی نکلا۔" ضبط کے باوجود اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

"ازبک..... تم نے..... تم نے بہرام کی بیوی کو کہاں دیکھا..... تم اسے کیسے پسند کر بیٹھے؟" اسید کو شدید شاک پہنچا تھا۔ وہ کچھ نہ بولا، بس آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے لیٹا رہا..... وہ منظر جیسے آنکھوں میں بس گیا تھا۔ وائٹ قمیص شلوار میں اونچی سی پونی ٹیل بنائے وہ وائٹ کار میں بیٹھ رہی تھی..... گولڈن رنگ کے بال اس کی کمر سے نیچے آ رہے تھے، دوپٹا سر پر تکلفاً ٹکانے کی زحمت کی گئی تھی، اس کے چہرے پر بے پناہ بھولپن اور معصومیت تھی۔

"ازبک میں تم سے کیا پوچھ رہا ہوں بتاؤ ناں کب دیکھا تم نے بہرام کی بیوی کو؟"

"اسید بہرام سے کچھ مت کہنا..... سمجھ لو کہ میں نے تم سے کچھ کہا ہی نہیں۔" کچھ دیر بعد وہ بولا۔

"ظاہر ہے میں بہرام سے کیوں کہنے لگا، یہ بہت بڑی بات ہے ازبک..... لیکن یار میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم نے اسے دیکھا کہاں؟" اسید نے پوچھا تو اس نے ساری بات بتا دی، اپنی کیفیت حرف بہ حرف سنا دی۔ اسید لب بھینچے سنتا رہا۔

"دیکھو اسید میں کیسے اپنی بے پناہ محبت میں ٹریجڈی مانگتا تھا ایسی ٹریجڈی ملی کہ میں اسے حل بھی نہیں کر سکتا۔"

اگلے کچھ دنوں تک بہرام نے رابطہ نہ کیا اور وہ دونوں ہمت نہ کر پا رہے تھے کہ اس کو کال کرتے، ازبک بستر سے لگ گیا تھا، وہ اس کی تصویر نہیں دیکھتا، یہ اسے بہرام کے ساتھ خیانت لگتی مگر وہ اس کے ذہن سے نہیں نکل رہی تھی۔ اس کا آنا اور کار میں بیٹھنا لاپروائی سے سر پر ٹکا دوپٹا اور لمبے گولڈن بالوں کا کمر پر بہتا آبشار، ذہن مختلف خیالوں سے پر رہتا تھا..... وہ ایک شادی کے مجمع میں اسکارف چہرے کے گرد لپیٹے ہوئے تھی۔ تصویر میں سنجیدہ متانت سے پر چہرہ..... وہ سر جھٹکتا لیکن دونوں منظر نظر سے نہ جاتے، ایک ماہ بعد بھی وہ سنبھل نہ پا رہا تھا۔ اسید پریشان تھا، ایک لڑکی کی وجہ سے دونوں پریشان تھے اور دونوں کی طرف سے جواب دہ وہ تھا۔

"کبھی چاچو سے جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور کبھی پھوپو سے۔" وہ چڑ گیا۔

"ازبک تو تم اب خود کو سنبھالو یار..... وہ تو واپس نہیں آنے والا، اس نے وہاں گھر خرید لیا ہے اور اس کام میں چچی اس کی ہیلپ کر رہی ہیں۔ وہ ہم سے ساری باتیں کرے گا، پھر یہاں صرف پیسے دینے آئے گا، عجیب ہے امریکہ سے ڈگری پاکستان بیٹھ کر لے گا۔ ہر سمسٹر کی فیس اس کے ابا بھریں گے اور وہ وہاں مزے کرے گا۔" وہ چڑ چڑا ہو رہا تھا۔ ازبک کو اپنی محبت کا غم چھپانا پڑا اس کے ساتھ وہ اب کالج آ جاتا..... جب مزید ایک ہفتہ گزرنے پر بہرام کی کال آئی تھی۔ ایک کار ایکسیڈنٹ میں ابریز خان کی ڈیتھ ہو گئی تھی، اسید اور ازبک کو حقیقتاً دکھ ہوا تھا..... وہ دونوں گم صم سے اس کی سنتے رہے، اس وقت بہرام بچوں کی طرح رو رہا تھا۔ چچی اپنے بھائی کی میت میں جانے کے لیے تڑپ رہی تھیں مگر حشام ماموں ان دنوں ہسپتال میں ایڈمٹ تھے۔ وہ پچھلے ایک ماہ سے بیمار تھے۔ مامی انہیں اکیلا چھوڑ کر بھی نہیں جانا چاہتی تھیں۔ ازبک نے سنا کہ پاپا بھی ابریز خان کی میت میں گئے تھے۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"تم ان لوگوں سے ملو گے نہیں بہرام، انہیں تمہاری ضرورت ہوگی۔"

"کل جاناں پھوپو، پاپا کو بتادیں گی کہ میں وادی میں ہوں۔" وہ ان لوگوں سے ملے بغیر واپس امریکا آ گیا..... وہ اکثر اب ورشے کی وجہ سے فکرمند رہنے لگا تھا۔ وہ اکثر اس کی باتیں کرتا، ازبک خان اتنی تکلیف میں ہوتا کہ اسید کو بھی تکلیف ہوتی، وہ بہرام کو اکثر ادھر ادھر کی باتوں میں لگا دیتا پھر تین ماہ بعد آنے والی ایک کال نے بہرام کی زندگی بدل دی تھی۔

"شمائل ہماری وادی کو نظر لگ گئی، شمروز خان نے وادی میں ظلم کی انتہا کردی ہے۔" جس لڑکی کا قتل ہوا تھا اس کا بھائی شمائل کا دوست تھا۔ جس کی شادی میں وہ وادی گیا تھا۔ وہ پہلی فلائٹ سے وہاں پہنچا، وہ ان دونوں کے روکنے پر بھی نہیں رکا، اسے لگا وہ سب سنبھال لے گا مگر وہ کچھ نہ کرسکا تھا۔

اتنا ظلم وادی کے لوگوں پر ہو چکا تھا کہ وہ دیکھتا رہ گیا..... اپنی اصلیت بتاتا اور تبریز خان کو اس سرداری سے روکتا کہ وہ ورشے کا شوہر ہے اور وادی کا سردار بن سکتا ہے تو وہ پاپا کو بلا لیتے اور پاپا اسے یہاں سے لے جاتے لیکن وہ یہاں سے نہیں جانا چاہتا تھا، وادی میں جان محفوظ رہی، نہ عزت، نہ ہی زمین..... وہ تبریز خان کے وفاداروں میں شامل ہوگیا، اسے شمروز خان سے وادی کو بچانا تھا، اس کے پاس کوئی منصوبہ نہ تھا..... ایک دن عبداللہ کی بھانجی کے اغوا ہونے کی خبر آئی وہ ہر احتیاط کو بالائے طاق رکھ کے وہاں پہنچا تھا اور پھر زندگی ہی بدل گئی تھی..... بہرام خان غلام بن گیا اس کا، دل ورشے خان کی خوب صورتی میں اس کی بے نیاز اداؤں میں یوں کھویا رہتا کہ وہ اس کے ساتھ آنے جانے والی لڑکی اسے نظر ہی نہ آتی تھی۔

"آج میں پلوشے خان سے ملا۔" وہ جب سے وادی واپس آیا تھا اس کے فون کالز کو صرف اسید ہی سنتا تھا کیونکہ ازبک آخر کب تک ورشے کے نام کی تکلیف سہتا، وادی پہنچ کر بہرام کو ہر پل ورشے کی فکر سوار رہتی تھی، اس کی باتیں ورشے کے علاوہ ہوتی ہی نہ تھیں۔

"پلوشے کون؟" اسید حیران ہوا۔

"ورشے کی بہن..... میں اس سے اتنا متاثر ہوا وہ....."

"ورشے کی بہن بھی ہے؟" اسید نے اس کی بات کاٹی۔

"ہاں جڑواں بہن ہے۔"

"جڑواں بہن..... اس کی ہم شکل؟" اسید چونک کر سیدھا ہو کر بیٹھا ساتھ لیٹے ازبک نے چونک کر آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا کے اسے دیکھا۔

"کیا وہ بالکل اس کے جیسی ہے..... بالکل اس کے جیسی؟" اسید کے چہرے پر چمک آئی تھی، اس نے ازبک کو دیکھا۔

"ہاں یار..... بالکل ایک جیسی لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ ایک جیسی لڑکیاں ظاہر اہی نہیں عملاً بھی اس قدر الگ ہیں بظاہر تو پلوشے عجیب نظر آتی ہے بالکل عجیب مطلب بوڑھی روح۔"

"بوڑھی روح؟" اسید حیران ہوا اور ازبک کا دماغ جاگا، وہ تصویر اور وڈیو الگ محسوس ہوتی تھی۔ تصویر میں اس کے چہرے کے گرد بندھا اسکارف حالانکہ شادی میں تو سر پر دوپٹا لینا تو دور گلے میں بھی شاید کسی کے ہو اور اسکول سے نکلتے ہوئے دوپٹے کا ڈھلکنا عموماً لڑکیاں اسکول میں اسکارف لیتی ہیں، ازبک یکلخت اٹھ کے بیٹھا۔

"مطلب وہ بہت سادہ رہتی ہے۔" وہ بولا اور پھر بہرام پلوشے کا غلام بن گیا اور ازبک اس کے دل کو جو قرار ملا اس کے رب کی رحمت سے، اس کے رب نے اسے اس کے عشق سے محروم نہیں رکھا تھا۔ قسمت کا تو وہ بھی دھنی نکلا کہ اسے پلوشے کے ملنے کی راہ دی گئی، اب اسے پاکستان جانا تھا اس لڑکی سے ملنا تھا۔

"تم نے پہلے کبھی ذکر بھی نہیں کیا کہ ورشے کی ایک بہن بھی ہے؟" اسید کی آواز پر وہ چونکا۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"تم لوگوں کو نہیں پتا تھا؟" وہ الٹا حیران ہوا۔

"وہاں کی باتیں ہمیں تم بتاتے ہو جب یہ بات تم نے نہیں بتائی تو ہمیں کیسے پتا ہوگا۔" ازبک نے اسے گھورا، بہرام نے مزید حیرت سے ازبک کو دیکھا۔

"تمہیں یہ نہیں پتا کہ تمہاری پھوپو کی دو جڑواں بیٹیاں ہیں؟"

"میری پھوپو؟" ازبک کا منہ کھلا، اسید بھی حیران ہوا۔

"ہاں یار میری بڑی مامی تمہاری بڑی پھوپو ثانیہ خان..... کیا تم نہیں جانتے؟" اس نے کھلے منہ سے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"اچھا اب اتنا حیران مت ہو..... اصل میں ثانیہ آنٹی شہر میں رہتی ہیں اور آنا جانا رہتا ہے ثانیہ مامی تو کبھی وادی سے باہر نہیں گئیں۔" وہ لب بھینچ کر رہ گیا، پاپا کو اسے اپنے خاندان سے اتنا لاعلم نہیں رکھنا چاہیے تھا۔

❀.....☆❀☆.....❀

"تمہارا مطلب ہے میں اپنی بہن کی مدد نہ کروں؟" پاپا کی برہم سی آواز پر اندر آتا ازبک ٹھٹک کر رکا۔

"اپنی بہن کی مدد بالکل کریں..... میں بھی شرمندہ ہوں کہ میری بہن نے گل جاناں نے اتنا برا برتاؤ کیا ہے ثانیہ کے ساتھ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بدلے میں اپنی اولاد کو قربان کردوں میں۔" ماما کی آواز ان سے بھی زیادہ بلند تھی۔ گل جاناں کے نام پر وہ آگے بڑھتے ہوئے رکا..... وہ پلوشے کی چچی تھیں، اس کی خالہ تھیں۔

"وہ بھی تو کسی کی اولاد ہے زمرد، جس کی زندگی تمہاری بہن برباد کرنے لگی ہے....."

"تو صرف ازبک ہی رہ گیا ہے اسے بچانے کے لیے خاندان کے اور لڑکے بھی تو ہیں۔" وہ چڑ کر بولیں۔ ازبک چونکا، کیا بات ہو رہی تھی ان کے بیچ۔

"خاندان کے اور لڑکے..... اکبر اور ذاکر کے بچے اس سے چھوٹے ہیں اور اسید سمیرا سے منسوب ہے اکرام کے چاروں بیٹے تو بہت ہی چھوٹے ہیں۔"

"انعام بھائی کا بیٹا ذیشان ہے اور ثانیہ کا بیٹا ناصر اس کی بھی تو شادی کرسکتے ہیں آپ پلوشے سے..... ثانیہ نے کوئی میری اولاد مخصوص تو نہیں کردی ہے، بہن کی مدد کرنے کا جوش چڑھا ہے تو اس طرح کریں۔" ماما نے مشورہ دیا اور ازبک کے قدموں سے زمین سرکی، وہ متحیر سا انہیں دیکھ رہا تھا۔

"تم کیوں نہیں سمجھ رہی ہو کہ ان لوگوں سے بات کرنے اور ان کو منانے میں وقت لگے گا، وقت نہیں ہے میرے پاس، حویلی کے باہر جرگہ لگا ہے اور تبریز خان نے اس میں اعلان کردیا ہے کہ وہ پلوشے اور شمروز کی شادی کررہا ہے، مجھے پلوشے کو وہاں سے جلد سے جلد نکالنا ہے اور اس کے لیے میں ازبک سے ہی اس کی شادی کرواسکتا ہوں۔"

"آپ کا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا تیمور..... ازبک کے سر پر اس گنوار لڑکی کو ہرگز مسلط نہیں ہونے دوں گی میں۔"

"اسے گنوار کہتے ہوئے اپنی ایجوکیشن کے متعلق بتانا بھول رہی ہو..... تم خود کیا ہو؟ مجھ سے بالکل اس بحث میں نہ پڑو اور بے فکر رہو ثانیہ نے میری اولاد کو مخصوص نہیں کیا میں نے اس کی اولاد کو مخصوص کرلیا ہے، میری بہو اگر کوئی بنے گی تو وہ پلوشے ہوگی یہ آج کا فیصلہ نہیں ڈیڑھ سال پہلے ہی میں یہ رشتہ ثانیہ کو دے آیا تھا، اس نے تو مجھ سے کہا ہے کہ میں آکر اپنی امانت لے جاؤں۔" پاپا کی بات سن کر ازبک کا دل اچھل کر حلق میں آگیا اور یہ بھی ڈیڑھ سال پہلے ہی ہوا تھا کہ اسے پتا چلا کہ پلوشے ایک الگ وجود رکھتی ہے ورشے سے تب ہی وہ چھ ماہ بعد پاکستان آگیا تھا لیکن یہاں سبرینہ اس کے سر پر اتنی سوار رہنے لگی کہ وہ آگے پڑھنے کراچی یونیورسٹی چلا گیا اور اسید تو ہمیشہ اس کے ساتھ تھا، اپنی پڑھائی کے معاملے میں امریکہ چھوڑ کے آنے کی وجہ سے وہ پاپا کو ناراض کرچکا تھا، اس نے سوچا تھا کہ پاپا سے پلوشے کے بارے میں پڑھائی کے مکمل ہونے کے بعد بات کرے گا لیکن پاپا

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

پہلے ہی پلوشے کو اس کے لیے مانگ چکے تھے۔ یہ اس کے رب کی رحمت خاص نہیں تھی تو اور کیا تھا..... اس کا دل خوشی سے بے قابو ہو رہا تھا یعنی پلوشے اس کی تھی بن مانگے۔

"واٹ..... مجھے بتائے بنا؟" مما چلائیں تو وہ یک دم آگے بڑھا۔

"مما مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس شادی پر۔" وہ دونوں چونک کر اس کی طرف مڑے۔

"ازبک تم جاؤ یہاں سے، میں تمہارے پاپا سے بات کر رہی ہوں، میں تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دوں گی۔ سمجھے تم۔"

"مما..... آپ کو پتا ہے کہ میں امریکہ چھوڑ کر کیوں آیا ہوں؟"

"وہ محبت، وہ تمہارا ایڈونچر..... فضول بکواس اس وقت نہیں کرو گے تم کسی کی جان خطرے میں ہے اور....."

"وہ کسی کی نہیں میری جان ہے پاپا۔" پاپا جو جھلا کر کہہ رہے تھے چپ ہوئے، مما نے بھی حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ میں ایک محبت کرنا چاہتا ہوں..... بہت ہنگامہ خیز سی محبت جو فلموں میں دکھائی جاتی ہے مگر مجھے ایک خاموش محبت ہو گئی، اتنی خاموشی سے اس محبت نے مجھے توڑا پاپا کہ میں اب محبت میں کسی بھی ایڈونچر سے ڈرنے لگا ہوں، اب وہ مجھے یوں بن مانگے مل رہی ہے کہ میں حیران ہوں، میں اس مقام پر سجدہ شکر چاہتا ہوں، ماما آپ یہ نہ سمجھیں کہ پاپا مجھ پر کوئی زبردستی کر رہے ہیں میں دل سے راضی ہوں اس لڑکی کے لیے میں کتنا پاگل ہوں، میں آپ کو کیسے بتاؤں، مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ پاپا پلوشے سے میری شادی کی بات کر رہے ہیں اوہ میرے اللہ پلوشے....." وہ عجیب سے انداز میں گول گول گھوم کر صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔

"تم پلوشے کو کیسے جانتے ہو؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا تو وہ سب بتاتا چلا گیا۔

"میری محبت میں ظالم سماج کا کردار میری بے خبری نے ایسا نبھایا کہ اب تو میں اپنی محبت میں کسی ایڈونچر کے خیال سے بھی توبہ کرتا ہوں۔" اس نے ہنس کر کہا لیکن مما اور پاپا مسکرا تک نہ سکے، وہ انہیں بہت پیارا تھا، بہت لاڈلا، اس کی خواہشوں کو ان دونوں نے ہمیشہ بنا کہے پورا کیا تھا لیکن آج جو وہ خواہش لیے کھڑا تھا وہ مما کو ساکت کر گیا اور پاپا کو حیران۔

"مگر میں نے تمہارے لیے انعام لالا کی بیٹی کو سوچ لیا تھا ازبک۔"

"اور اس کے لیے تو میں نے آپ کو اس وقت منع کیا تھا جب پلوشے کا میری زندگی میں کوئی وجود نہ تھا، اب تو پلوشے ہے میری زندگی میں مما، اس لیے سبرینہ کی تو بات ہی نہ کریں آپ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"وہ تمہیں پسند کرتی ہے۔" مما نے آخری کوشش کرنی چاہی۔

"اور وہ مجھے ناپسند کرتی ہے۔" تیمور خان کے لبوں سے سرسراتی آواز پر وہ دونوں چونکے تھے۔

"اس نے مجھ سے کہا کہ وہ میری بہو بننے کے بجائے شہروز خان کی بیوہ بننا پسند کرے گی۔" تیمور خان نے ازبک کو دیکھا۔

"میں تمہاری ماں سے لڑ رہا تھا اس لیے کہ میں مطمئن تھا، میں اپنی بہن کی مدد کر سکتا تھا کیونکہ فی الحال پلوشے سے تمہارا نکاح کرنا اور پھر حالات کے ٹھیک ہونے پر طلاق دلوانا میرے لیے مسئلہ نہ تھا۔" ازبک نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"اول تو وہ لڑکی اس نکاح کے لیے راضی نہیں ہوگی اور اگر اپنی ماں کی منتوں سے راضی ہو بھی گئی تو وہ طلاق کا مطالبہ جلد ہی کر دے گی..... تم جانتے ہو کہ میری بہن بے بس اور مجبور ہے لیکن وہ لڑکی نڈر اور ہٹ دھرم ہے۔"

"میں اسے آپ سے کہیں زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں پاپا۔" اس نے بہرام کے شامل بننے والی بات کو اپنے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"محبت نامے" سے حذف کر دیا تھا۔

"بس چند دن کے لیے بہرام وادی گیا اور واپس آ گیا۔" داستان محبت میں اس نے ماما پاپا کو یہی بتایا تھا..... شمائل کے وادی کے لمحے بہ لمحے سے وہ واقف تھا اور اپنے محبوب کی ہر ادا اس کی محبت کو بڑھا دیتی تھی۔ اسے کبھی خود پر حیرت ہوتی کہ اسے ایک عام سی تصویر نے کس قدر متاثر کیا تھا، بہرام نے پھر کبھی بھی اسے ورشے یا پلوشے کی کوئی تصویر نہ بھیجی تھی اور بہرام نے تو پہلے بھی کوئی تصویر نہ بھیجی تھی وہ تو بس اس کی اپنی سیلفی میں پلوشے کی جھلک نظر آ گئی تھی جس نے ازبک خان کو دیوانہ بنا دیا تھا۔

"کس حد تک دیوانہ ہوا تھا وہ؟ یہ اسے خود بہت بعد میں پتا چلا تھا، مما نے اس وقت چپ رہنے میں عافیت سمجھی تھی۔ سمیرا اور شہرینہ کالج سے آئیں تو یہ جان کر کہ ان کے بھائی کا آج نکاح ہے دونوں کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

"سچ لالا پلوشے وہی لڑکی ہے جسے آپ اتنا چاہتے ہیں۔" سمیرا خوش تھی اور شہرینہ ناخوش لیکن مما نے اسے چپ کروا دیا۔

"کچھ بھی کہنے سے، یہ نکاح اب رکنے والا نہیں ہے تم بری نہ بنو، وہ لڑکی خود کافی ہے۔"

"مطلب؟" شہرینہ حیران ہوئی۔

"دیکھتی جاؤ سب سمجھ آ جائے گا۔" وادی میں جرگہ ختم ہوا تو کچھ دیر بعد شاکر کی کال آئی کہ تبریز خان نے کس طرح ان کی دولت اور سرداری پر قبضہ کر لیا، انہوں نے اسی کال میں میٹنگ کال کی، زریں کو کال ملائی..... ان کا نکاح ہو گیا، نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے بھی ازبک بے یقین تھا کہ وہ اس کی ہو گئی ہے جسے وہ دعاؤں میں مانگتا رہا..... اس کے رب نے کیسے اسباب بنا دیا تھا، تین گھنٹے بعد ان کی فلائیٹ تھی انہیں وہاں جانا تھا، پاپا فوج کے بڑے افسران سے رابطے میں تھے کہ انہیں حیریت سے وہاں سے نکالا جا سکے، پاپا تبریز خان سے ہر طرح کی امید رکھتے تھے۔

"زریں بس ہم آتے ہیں۔" پاپا کے پاس زریں جانم کی کال آئی لیکن وہ کال زریں جانم کی نہیں پلوشے کی تھی اور جس طرح ڈرا دھمکا کے اس نے پاپا کو وہاں آنے سے روکا، یہ ایک حیران کن امر تھا۔ وہ پاپا سے بہت توہین آمیز انداز سے مخاطب تھی، سمیرا کو دھچکا پہنچا۔ پاپا ایک دم سے خاموش بیٹھے رہ گئے، فون ان کے ہاتھ میں تھا، کچھ دیر پہلے وہاں جانے کی تیاری میں فون پر فون کر رہے تھے، ادھر رابطے، ادھر رابطے اب سب ختم۔ یوں جیسے سب لٹا بیٹھے ہوں، کچھ دیر بعد انہوں نے ثانیہ پھوپو کو کال کر کے فلائیٹ کے بارے میں جھوٹ بولا، البتہ زمرد تو سارے سچ بول دینا چاہتی تھی، گل جاناں سے اس لڑکی کے بارے میں ہر بات کرنا چاہتی تھیں مگر ازبک کا چہرہ انہیں روک دیتا..... ازبک کے نکاح کی بات ان چاروں کے علاوہ کسی کو نہ پتا تھی..... اسید اور حرا کو بھی نہیں پتا تھی، اپنے وحشی خاندان کو تو وہ بھی جانتے تھے کیسے زر، زمین کے لیے پاگل تھے، خاندان کے خاندان اجڑتے تھے ان کے، انہیں اپنا بیٹا بہت پیارا تھا، اس کے بعد تیمور صرف اسکرپٹ کال کرتے صرف وہ بولتے جو پلوشے تحریر کر کے دیتی اور ایک ماہ بعد وہ مزید جز بز ہوئے۔

"تمہاری بیوی کا نیا فرمان سنو۔" وہ اور اسید کراچی آ گئے تھے تب پاپا نے کال کی۔ "وہ چاہتی ہیں کہ میں ثانیہ سے معذرت کر لوں کہ میرا بیٹا کسی لڑکی کے عشق میں اندھا ہو گیا ہے اور وہ ہرگز ہرگز تیار نہیں ہے وادی آنے کو۔" وہ ہنس دیا۔

"تم ہنس رہے ہو ازبک، تم واقعی پاگل ہو گئے ہو اس کے لیے، بالکل پاگل۔" پاپا نے غصہ ہوتے کال آف کی تھی اور پھر خاندان میں پھیلنے والی خبر نے اس کی فیملی کو ششدر کر دیا تھا۔

"شمروز کی شادی پلوشے کے ساتھ میں آپ کی شرکت....." ایک پل کو تو وہ بھی دم بخود یہ خبر اسید کے منہ سے سنتا رہا، اس کی پھوپو یعنی گل جاناں نے یہ دعوت نامہ

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

اپنے بہن بھائیوں کو دیا تھا۔

"وہ یہ شادی کیسے کر سکتی ہے؟ وہ میری بیوی ہے۔" وہ پہلی بار بوکھلایا۔

"تیری بیوی؟" اسید کی آنکھیں پھیلیں مگر وہ پاپا کو کال ملا چکا تھا اور ان کا کہنا تھا کہ انہیں بھی یہ خبر گل جاناں سے ملی ہے، اس نے اگلی کال بہرام کو ملائی۔

"یہ تیری بیوی کا کیا قصہ ہے از بک؟" اسید پوچھ رہا تھا مگر اس نے اسے نظر انداز کیا۔

"تمہاری سردار کی شادی ہو رہی ہے۔"

"ہاں..... لیکن تمہیں کس نے بتایا؟" وہ حیران ہوا۔

"تمہاری چھوٹی مامی میری خالہ بھی ہیں وہ اپنے بیٹے کی شادی کا بلاوہ لے کر آئی تھیں۔"

"اچھا..... ہاں....." بہرام نے سر جھٹکا۔ یہ خاندان کے پیچیدہ رشتے گل جاناں بہرام کی پھوپو بھی تھیں۔

"تو کیا پلان ہے تمہارے سردار کا اس شادی سے۔" اس نے پوچھا تو بہرام چپ رہا۔

"بہرام....."

"دیکھو از بک تم اور شمروز بلاشبہ میری پھوپو کے بیٹے ہو لیکن وہ میرے ماموں کی بیٹی ہی نہیں بلکہ میری سردار بھی ہے میں اس سے عہد شکنی نہیں کروں گا میں اس کے کسی بھی پلان کے بارے میں تمہیں بتا کر غداری نہیں کرنا چاہوں گا۔"

"تم نے اس سے پہلے بھی اس کے پلان مجھے بتائے ہیں۔" وہ جھنجھلا کر بولا۔

"ہاں بتائے تھے لیکن یہ سیکرٹ پلان ہے سوری..... اس میں تمہیں شامل نہیں کیا جا سکتا، یہ اس نے صرف اپنے جانثاروں کے ساتھ بنایا ہے، اس کے دشمنوں کے کسی رشتے دار کو بھی اس کی بھنک نہیں ملنی چاہیے۔"

"رشتے داری تو تمہاری بھی ہے اس کے دشمنوں سے۔" اس نے طنز کیا۔

"میں نے حلف لیا ہے اس سے وفاداری کا۔"

"اور میں نے مہر کیا ہے خود پر اس کی ذمہ داری کو، اس کی محبت کو، اس کی فکر کو، اس کے ساتھ جینے مرنے کو اس کے لیے....."

"کیا.....؟" اسید اور بہرام یکلخت چیخے تھے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟" دونوں حیران تھے، اس نے مزے لیتے ہوئے نکاح کی داستان سنائی۔

"اوہ اللہ..... اتنے دن تو نے ہم سے اس بات کو چھپایا۔" اسید نے کشن کھینچ کے مارا تھا اور دل تو بہرام کا بھی چاہا کہ از بک کا سر پھاڑ دے۔

"اس نے پاپا کو منع کیا تھا اس نکاح کو شو کرنے سے، اس کا کوئی پلان تھا، پاپا نے پوچھا بھی کہ کیا پلان ہے مگر اس نے کہا کہ ابھی آپ اس لسٹ میں داخل نہیں ہوئے کہ میں آپ کو اپنے پلانز میں شامل کروں۔" وہ بتاتے ہوئے ہنسا تو اسید نے اسے گھورا۔

"پھر اس کا شمروز سے شادی کا پلان ہوگا۔" بہرام نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے بتاؤ میری بیوی کا پلان۔"

"جب بیوی نے تجھے قابل اعتبار نہ جانا تو بہرام کیوں بتائے۔" اسید نے کہا اور بہرام ہنس دیا۔

"بالکل ٹھیک کہا اسید نے۔"

"اوکے..... دیکھ لوں گا میں تم سب کو۔" وہ خفا ہوا مگر اس کی خفگی کی پروا وہاں تھی کسے پھر شادی کا دن آ پہنچا۔

"اگر اسے شمروز کو اس طرح مارنا ہی تھا تو پہلے کیوں نہ مار دیا۔" وہ اور اسید شمروز کے خطرناک ایکسیڈنٹ کی خبر پر متحیر رہ گئے تھے۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ شمارے میں)

Nadia Majid

www.naeyufaq.com

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

مجھے عشق ہے

عائشہ نور محمد

"پہلے تو مجھے کوئی تجسس نہ تھا لیکن تمہاری شادی کے بارے میں جان کر میں نے اس سے ضرور پوچھا تھا اور اس نے مجھے جواب دیا تھا کہ میں نے اسے ریکارڈ کیا ہے دیکھ لے اچھی طرح سے اپنی بیوی کا انداز۔" بہرام نے کہا کچھ دیر بعد ایک وڈیو اس کے واٹس ایپ پر آئی تھی۔

"اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کرتی۔" ازبک کو لگا وہ سانس نہ لے سکے گا، وہ پہلی بار اسے بولتے دیکھ رہا تھا۔ وہ جسے بے پناہ چاہتا تھا وہ آج پہلی بار اسے دیکھ رہا تھا، ایک عام سی تصویر نے ازبک خان کو اپنا دیوانہ بنا لیا تھا۔

"یہ جملہ اس طرح ہوتا کہ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا سفیر تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کرتی تو مجھے سننے میں مزہ آتا۔" بہرام خود نظر نہ آیا تھا، یہ وڈیو اس نے اپنے موبائل سے بنائی تھی جو یقیناً اس کی جیکٹ میں تھا۔ بیڈ پر ایک لڑکا دراز تھا اور دوسری طرف پردے اور پلوشے موجود تھیں۔ درشے نے بڑی سی چادر لے رکھی تھی، پلوشے نے ایک میلی اور بند رنگ چادر اس کو دیکھ کر منہ کے آگے کر رکھ دی تھی ٹائٹ کر کے پن سے کور کر رکھا تھا۔ پلوشے نے خفگی سے نظر اٹھا کر بہرام کو دیکھا۔

"میں نے اسے حکم دیا تھا کہ شہروز کا جب مقابلہ کرے تو خود کو خراش بھی نہ آنے دے پھر یہ میرے حکم کی خلاف ورزی کیسے کر سکتا ہے؟ اور خلاف ورزی پہ صاحب کریں اور معافی کی درخواست گزار میں بنوں۔"

"اوہ ہاں واقعی....." بہرام لاجواب ہوا۔ "اچھا یہ بتائیں اگر سفیر اللہ نہ کرے ناکام ہو جاتا اور شہروز خان واپس آتا تو آپ شادی کو کیسے روکتیں، مطلب پلان بی کیا تھا۔" ایک لمحہ بعد وہ بولا۔

digest novels lovers group

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"میں تمہاری سردار ہوں اور چونکہ ہم میدان جنگ میں ہیں تو میں سوال کے جواب دینے کی پابند ہوں جس کا تعلق تم سے ہو، تم نے پہلے پلان پر جتنے سوال کیے میں نے سب کا جواب دیا تھا..... جب پلان بی کی ضرورت ہی نہیں ہوئی تو اس کے متعلق کوئی سوال نہیں۔" وہ اکڑ کر نہیں بولتی تھی، ناز نخرہ بھی انداز میں نہیں تھا مگر وہ لاجواب ضرور کردیتی تھی۔ وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی، ورشے بیٹھی رہی اس کی نظریں سفیر کی طرف تھیں۔

"وہ شہروز کو قتل کرنے کی تیاری کرچکی تھی۔" سفیر یک دم چونکا۔

"اگر تم کامیاب نہ ہوتے تو یہ تھا اس کا پلان بی۔"

"اوہ میرے اللہ۔" سفیر کے ساتھ ہی بہرام بھی بولا، ورشے آہستہ سے اٹھی۔

"تمہارا شکریہ سفیر کہ تم نے میری بہن کو بچالیا۔" وہ کہہ کر باہر نکل گئی۔

"اگر آپ چاہتیں تو شہروز کو پہلے ہی اس حادثے کا شکار کردیا جاتا سردار، آپ نے شادی کا دن کیوں رکھا۔" وہ دونوں کار کی پچھلی سیٹ پر تھیں، عبداللہ ڈرائیونگ سیٹ پر تھا تو فرنٹ پر بہرام خود تھا کیونکہ اس اگلی ویڈیو میں بھی وہ سوال کرتا نظر نہ آرہا تھا۔

"مجھے پڑھنے یونی ورسٹی جانا ہے شائل اور یہ تب ممکن ہوگا جب تبریز خان میری طرف سے مکمل طور پر مطمئن ہوں گے اگر میں شادی سے انکار کرتی یا شادی سے پہلے پڑھنے کی ضد کرتی یا شرط رکھتی تو وہ مشکوک ہوجاتے..... اب چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ شادی کے بعد پڑھنے جانے کا جو بہلاوا انہوں نے مجھے دیا ہے بیوقوف لڑکیوں کی طرح میں مکمل طور پر اس جھانسے میں ہوں، اب وہ اس کا علاج کروانے تک میری پڑھائی کے پیچھے نہ پڑیں گے بلکہ وہ سوچیں گے کہ وہ اس طرح مجھے مصروف کرکے وادی کے معاملات سے دور کردیں گے اور یہ ان کو ضروری لگے گا سو وہ اب میرے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالیں گے کیونکہ جس کھونٹے سے انہوں نے مجھے باندھنا چاہا میں نیک فرماں بردار لڑکی کی طرح اسی کھونٹے سے بندھنے کو تیار ہوں، ان کی نظر میں میری دلچسپی صرف پڑھنے میں ہے اور کیا ہورہا ہے کیا نہیں اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ اب بس ان کو میری طرف سے ذرا بھی شک نہیں ہونا چاہیے اور رہ گیا شادی کے عین دن اس حادثے کا سوال تو شائل خان اگر یہ حادثہ اس طرح نہ ہوتا تو شہروز بچ جاتا یا کم زخمی ہوتا اور شادی کے دن تک ٹھیک ہوجاتا پھر تو پلان بی پر عمل لازمی ہوجانا تھا جو میں اپنی آخری سانس تک نہیں چاہوں گی کہ میں قاتل بنوں۔" اس نے تفصیل سے جواب دیا، کچھ دیر کار میں خاموشی چھائی رہی تھی۔

"لاجواب..... آپ ہر بار مجھے مرعوب کردیتی ہیں سردار۔" بہرام اس کی تعریف میں کبھی بخل سے کام نہ لیتا تھا۔

"واقعی لاجواب یار..... یہ لڑکی کیا چیز ہے؟" اسید نے حیران ہوکر کہا۔ نازک بس دم بخود تھا، وہ تو بس دیکھ رہا تھا اس کے "ناز بھرے انداز" اس کے "تفاخر سے اٹھی گردن" کو اس کی "پیشانی پر آئے دو بلوں" کو جو بات کرنے کے دوران بار بار پڑ رہے تھے اور یہ "خفگی" کے نہ تھے بلکہ "ناز" کے تھے..... کچھ ہی دن گزرے وہ ان کے سروں پر آموجود تھی۔ اس نے اپنی اور اپنی بیوی کی پہلی ملاقات کو ہر دن سوچا لیکن جیسا ہوا اس کا خیال بھی اسے چھو کر نہ گزرا تھا۔

"تم کہاں تھیں؟ ناشتہ کب سے رکھا تھا اور اب تو ٹھنڈا بھی ہوگیا ہوگا۔" ورشے اس کو دیکھتے ہوئے برہم ہوئی۔

"تمہیں پتا ہے ناں..... مجھے تمہارے ساتھ ہی مورے رخصت کررہی ہیں بس اسی کی تیاری کررہی تھی۔" اس نے مسکرا کر اپنی بہن کو دیکھا، وہ جو جتنی بھی پریشانی ہو اپنی بہن کے ساتھ یہ وقت خوشی خوشی گزارنا چاہتی تھی کہ اب وہ دونوں کچھ دنوں کی اس گھر میں مہمان تھیں۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"اور وہ تیاری کیا تھی؟" ورشے نے اسے گھورا۔

"میں تیمور خان سے بات کرنے گئی تھی کہ وہ دوبارہ انکار کردیں مگر وہ....." اسے کچھ دیر پہلے زمرد کے شہر یہ سے کی گئی گفتگو یاد آئی تو اس نے سر جھٹکا۔

"وہ تیار نہیں ہوئے۔" ورشے نے اندازہ لگایا تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"اب تم کیا کرو گی۔" وہ فکر مند ہوئی۔

"میرے پاس دس طریقے ہیں اپنی مشکلوں سے نکلنے کے لیے، تم میری فکر نہ کرو۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تم ایسا کرو کوئی شرط رکھ دو..... ایسی شرط جسے وہ پورا نہ کرسکیں۔" ورشے کو جیسے مزے کا آئیڈیا آیا اور وہ خوشی سے چہکی۔

"میں کوئی شہزادی نہیں ہوں، مجھے سیدھے سیدھے رخصت کررہے ہیں مورے۔" اس نے ناشتے کے بعد اپنا موبائل اٹھایا تو ورشے نے اسے دیکھا۔

"تمہارے پاس کوئی پلان ہے ناں تب ہی تم مطمئن ہو۔"

"تم اپنی بہن کو جانتی ہو ناں۔"

"بالکل..... میری بہن اتنی مطمئن تب ہی ہوسکتی ہے جب مشکل سے پہلے اس کا حل اس کے پاس ہو۔" ورشے نے کہا تو پلوشے دھیرے سے مسکرائی، پھر ورشے ایک چھوٹے سے بیگ میں اپنی ضرورت کی چیزیں رکھنے لگی تھی اور پلوشے موبائل میں مصروف رہی تھی۔

"پلوشے حشام انکل کو جب پتا چلے گا کہ شائل امریکہ کبھی گیا نہیں تو وہ بہت غصہ ہوں گے ناں۔" کچھ دیر بعد اس نے اچانک کہا۔

"انہیں جواب دہ شائل ہوگا تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"کیسی باتیں کررہی ہو؟ وہ مجھ سے بھی ناراض ہوجائیں گے آخر ان کا بیٹا میری محبت میں ہی یہاں آیا اور پھر گیا ہی نہیں۔"

"ایں.....!" پلوشے نے چونک کر اسے دیکھا۔ "اس میں تمہارا کیا قصور، تم تو جانتی ہی نہیں تھیں کہ شائل بہرام ہے۔" وہ معتجب ہوئی۔

"کیسی فلمی سی اسٹوری ہے پلوشے..... میں جان ہی نہ سکی کوئی مجھ پہ مرتا رہا..... وہ دیوانوں کی طرح میرے اردگرد رہتا اور میں اتنی بے وقوف کہ مجھے کبھی اندازہ ہی نہ ہوا۔" وہ جھینپے ہوئے انداز میں بولی۔

"مگر اس کی محبت میں اتنی شدت تھی ورشے کہ تمہیں اس سے محبت ہوگئی۔" اس نے یک دم سے کہا تو ورشے کا چہرہ فق ہوا۔

"کیا..... کیا مطلب؟"

"تمہیں بھی تو شائل سے محبت ہے ورشے اور یہ جاننے سے پہلے سے ہے کہ وہ بہرام ہے۔" ورشے کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا، پلوشے موبائل میں ہی مصروف تھی پر وہ حیران سی اس کا چہرہ دیکھتی رہی..... وہ سمجھتی تھی کہ یہ اس کے دل کا راز ہے مگر پلوشے اس بات سے باخبر تھی۔ پلوشے کو اس کی حیرت کا احساس ہوا تو اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر ہنس دی۔

"ورشے تمہیں کیا ہوا؟" وہ کچھ بولے بنا اسے دیکھتی رہی، پلوشے اٹھ کر اس کے پاس آئی۔

"میں تم سے غافل کبھی نہیں رہتی ورشے..... بس مصروف ہوتی ہوں اور میں تو شکر کررہی ہوں کہ شائل ہی بہرام تھا ورنہ سوچو مجھے تو اس محاذ پر بھی تیاری کرنا پڑتی۔" آخری بات اس نے شرارت سے کی۔

"پلوشے....." اس کی آنکھیں نم ہوئیں، اس کی بہن کو اس کا کس قدر خیال تھا، وہ یک دم سے پلوشے سے لپٹ گئی تھی۔

"اللہ ورشے....." پلوشے کو ہنسی آئی۔ "بڑی ہوجاؤ یار..... اب شادی ہورہی ہے تمہاری۔"

"سردار خاناں آپ کو بڑی بیگم بلا رہی ہیں۔" تب ہی دروازے پر دستک دے کر ایک لڑکی نے کہا۔ وہ دونوں بہنیں چونکیں پھر پلوشے کے لب بھنچ گئے، مورے کا بلاوہ، اس وقت صرف خطرے کی گھنٹی تھا۔ وہ دونوں ساتھ

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

ہی مورے کے کمرے میں آئیں لیکن وہاں زمرد اور تیمور خان بھی موجود تھے۔

"پلوشے یہ زمرد بھابی کی طرف سے تمہارے لیے مایوں کا جوڑا ہے۔" مورے کے ان الفاظ پر اس کی وہ رگ پھڑکی جس کا فشار خون غصے کی حالت میں کنٹرول سے باہر ہو جاتا تھا۔ تیمور خان نے اس کو بغور دیکھا۔

"تمہیں اگر اس شادی پر کوئی اعتراض ہے تو کہو۔" زریں جانم نے کہا تو دونوں نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"زریں..... پلوشے کو کوئی اعتراض نہیں ہے، میں نے پہلے ہی ساری بات کلیئر کر لی ہے اگر ازبک شہر میں رہنا چاہتا ہے تب بھی پلوشے کو اعتراض نہیں، وادی کی سرداری کا حق صرف پلوشے کو ہی نہیں ہے یہ حق تمہارا بھی ہے۔" ورشے کے لب بھنچ گئے تھے۔

"میرے ہزار چاہنے پر بھی تم شادی کے لیے تیار نہیں ہوئیں اب پلوشے سے ایسے سوال نہ کرو جس سے تیمور لالا کا شک گہرا ہو۔" مورے کے غصے سے کہنے پر زریں کا چہرہ پھیکا ہوا۔

"مورے پلیز....." ورشے تیزی سے زریں جانم کی طرف بڑھی۔

"آپ کا مطلب ہے بھابی کہ مجھے پلوشے کا گھر بسنے کی کوئی خوشی نہیں؟" وہ دم بخود ہوئیں۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا زریں لیکن تم کیوں ایسی بات کر رہی ہو؟ پلوشے وادی کو چھوڑنا نہیں چاہتی بس ورنہ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے شادی پر..... لیکن اگر تم وادی کی سردار بن جاؤ گی تو پلوشے کی فکر ختم ہو جائے گی..... وہ ازبک کے ساتھ خوش رہے گی تو کہیں بھی رہ لے گی۔"

"میرے پاس تو جھونپڑی بھی نہیں ہے پھوپو۔" سب نے چونک کر دیکھا۔

"پھر کہاں رکھوں گا میں آپ کی بیٹی کو یا آپ مجھے گھر داماد بنا رہی ہیں، وہ مجھے اچھا نہیں لگے گا۔" وہ دروازے پر کھڑا تھا۔

"ازبک کیسی باتیں کر رہے ہو، اتنا بڑا گھر ہے ہمارا۔" زمرد تیزی سے اس کی طرف بڑھیں اور اس کا بازو تھاما تو وہ مسکرا دیا۔

"وہ گھر میرا نہیں پاپا کا ہے، شاید آپ بھول رہی ہیں۔"

"تم ہمارے اکلوتے بیٹے ہو ازبک..... ہمارا سب کچھ تمہارا ہی ہے۔" زمرد بے چارگی سے بولیں۔

"بالکل ماما آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں لیکن آپ بھول رہی ہیں کہ میں ہر چیز سے دستبردار ہو گیا ہوں۔ اس وقت تو ایک اچھی سی جاب بھی میرے پاس نہیں ہے، پہلے مجھے اسٹیبلش ہونے دیں پھر میں خود پلوشے کو رخصت کروا کر لے جاؤں گا۔" وہ اپنے بازو پر سے ان کا ہاتھ ہٹا کر ثانیہ کی طرف بڑھا جو دم بخود کھڑی تھیں۔

"پھوپو آپ نے نکاح نامہ نہیں دیکھا ناں..... اس میں، میں نے پلوشے کو وادی حق مہر میں دے دی جو پاپا کا حصہ تھی، وہ خریدنے کے لیے مجھے اپنی بہنوں کے حق میں بقیہ جائیداد سے دستبردار ہونا پڑا ہے۔"

"وادی کے اس ناقص حصے سے تمہارے پاپا کی جائیداد زیادہ ہے ازبک۔" زمرد اب پھر اس کے قریب آئیں، وہ اسے منانا چاہ رہی تھیں، اپنی اکلوتی اولاد زینہ کو کھونے کی سکت ان میں نہ تھی۔

"یہ تو آپ اب کہہ رہی ہیں مما۔" وہ ہولے سے ہنسا پھر اس نے انہیں بازو کے گھیرے میں لیا۔ "مما میں آپ سے یا اپنی بہنوں سے ناراض نہیں ہوں لیکن ابھی بیوی بھی افورڈ نہیں کر سکتا..... سو یہ رخصتی ابھی نہیں ہوگی۔"

زمرد کے آنسو گرنے لگے اور ثانیہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا۔

"پھوپو آپ پریشان نہ ہوں۔" وہ ایک قدم ان کی طرف بڑھا۔

"آپ کو نہیں پتا آپ کی بیٹی میرے لیے بہت قیمتی ہے، اسے میں اس کی خوشی سے لے کر جاؤں گا یوں "بہرام کی شادی میں ازبک کا فائدہ" والی مثال تو ہرگز قائم نہیں ہوگی۔"

"بیگانے کی شادی میں عبداللہ دیوانہ مثال ہوتی

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

ہے۔" زریں پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا۔ ورشے کے سر سے بھی بوجھ اترا کہ ازبک نے سارا مسئلہ حل کردیا، پلوشے کو کچھ نہیں کرنا پڑا لیکن اس کی بہن اسے ہر بات بتایا نہیں کرتی تھی..... یہ بات اسے پتا نہیں تھی۔

"اصل میں مجھے اپنی شادی بہت دھوم دھام سے ارینج کرنا ہے اور چونکہ آج کل میں جاب لیس ہوں تو مجھے ایک اچھی جاب کے لیے آپ کی سفارش چاہیے۔" اس نے مسکرا کر زریں کو دیکھا۔

"میری سفارش؟" زریں نے چونک کر پلوشے کو دیکھا کیونکہ پلوشے کے پاس انہوں نے بہت سے لوگوں کو نوکری دلوائی تھی ازبک کی بات اسی پس منظر میں تھی کہ وہ نوکری پلوشے کے پاس دلوا دیتی ہے تو اس کی بھی سفارش کردی جائے۔

"ازبک کیوں ایسی باتیں کررہے ہو..... مل چکی ہوں میں تمہاری پلوشے سے اور دل سے کہتی ہوں اس کے متعلق ہر رائے بدل گئی ہے میری۔" زمرد جھنجلائیں۔

"اوہ میری ماں..... آپ کس بات کی ٹینشن لے رہی ہیں، میں سچ مچ آپ سے خفا نہیں ہوں۔" وہ لاڈ سے کہتا ان کے گلے میں بازو حمائل کرگیا۔

"میرا وادی میں رہنے کا فیصلہ اس دن سے بہت پہلے کا ہے۔" زمرد کے لب بھنچے، وہ کس دن کی بات کررہا تھا انہیں یاد تھا۔

"اب آپ کو میری خوشی مطلوب ہے تو آپ پھوپو اور باقی لوگ میری جاب کی سفارش کریں گے۔" اس نے پلوشے کو دیکھا پھر عین اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"مجھے وادی کے سردار کے پرسنل ڈرائیور پلس سیکرٹری کی جاب چاہیے۔" پلوشے نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ایں....." واحد ثانیہ ہی تھیں جو حیرت زدہ ہوئیں ورنہ زمرد اور تیمور اپنی اولاد کی ہر بات سے اچھی طرح واقف تھے۔ زریں اور ورشے اتنا اندازہ لگا چکی تھیں کہ وہ پلوشے کے لیے کچھ بھی کرسکتا ہے۔

"عشق نے ہمیں نکما کیا ورنہ آدمی ہم بھی کام کے تھے۔" بہرام جو اس کے ساتھ کھڑا تھا ہنس کر بولا..... ازبک کے سوا کوئی نہ مسکرایا البتہ نظر اس کی اب تک پلوشے پر ہی تھی۔ یہ لڑکی اس کی زندگی تھی۔ وہ اس کی آنکھوں سے اس کے دل کو نہ جان لے وہ ہمیشہ نظر جھکا کے بات کرتا تھا مگر آج وہ اسے دیکھ سکتا تھا اور دیکھ تو اسے پلوشے بھی رہی تھی محبت اور چاہت سے وہ جو اس کے دل میں چپکے سے آ بسا تھا۔

"ازبک لالا....." پیچھے سے آتی آواز پر وہ یکلخت ٹھٹکا پھر ورشے کو دیکھ کر گہرا سانس لیا..... دونوں بالکل ایک جیسی تھیں تل برابر بھی فرق نہیں تھا مگر پلوشے کی پیشانی کا بل اسے ورشے سے الگ کرتا تھا..... وہ مسکرایا۔

"تھینک یو..... آپ نے انکار کردیا ورنہ تو پلوشے بہت ڈسٹرب ہوتی۔"

"تمہاری بہن ڈسٹرب کرتی ہے خود کہاں ڈسٹرب ہونا آتا ہے اسے۔" وہ مسکرا کر بولا تو ورشے خوش دلی سے ہنسی، ازبک کی سانس رکی اس نے آج تک پلوشے کو یوں ہنستے نہ دیکھا تھا، وہ کیسی لگے گی یوں ہنستے ہوئے..... اس نے سر جھٹکا۔

"لیکن کیا واقعی آپ ہمیشہ کے لیے وادی آگئے ہیں؟" اسے اچانک خیال آیا۔

"ہاں..... میں واقعی ہمیشہ کے لیے وادی آ گیا ہوں..... شاکر چچا کے ساتھ ان کے گھر ٹھہروں گا۔" وہ مسکرایا۔

"اگر وادی آگئے ہو تو وادی کے اسی حصے میں رہیں، اسی حویلی میں رہیں، حویلی میں کوئی بھی مرد نہیں ہے ازبک لالا۔" وہ ایک پل کو چپ رہنے کے بعد بولی۔ ازبک کے لب بھنچ گئے۔

"تمہیں مایوں نہیں بٹھایا گیا تو اس کا کیا مطلب ہے کہ منہ اٹھائے ہر جگہ پہنچ جاؤ گی۔ کل میں بارات لا رہا ہوں اور تم نے اب تک مجھ سے پردہ شروع نہیں کیا۔"

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"یااللہ....." بہرام کی آواز پر وہ اچھل پڑی۔

"ڈرا دیا..... یوں کان پہ آ کر چیخنے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ دل پہ ہاتھ رکھے خفا ہوتی آگے بڑھ گئی.....

بہرام نے اسے جاتے دیکھا پھر ازبک کی طرف مڑا۔

"تم نے اسے بتایا نہیں کہ تمہیں پلوشے نے انکار کرنے کے لیے کہا ہے۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو یار۔" وہ زمرد کو دیکھ کر گڑبڑایا، بہرام کو اشارہ بھی کیا کہ وہ چپ رہے مگر زمرد نے سن لیا۔

"کیا اس نے تمہیں بھی دھوکا دیا؟" ان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

"تمہیں بھی..... سے کیا مراد ہے؟" اب اس کے اور بہرام کے چونکنے کی باری تھی۔

"تمہارے پاپا کو۔" پھر وہ اسے اپنے کمرے میں آنے کا اشارہ کرتیں کمرے کی طرف چلی آئیں، وہ دونوں ان کے پیچھے آئے اور انہوں نے پوری بات بتائی، شہرینہ والا معاملہ بھی سنایا تو وہ لب بھینچے سنتے رہے تھے۔

"پھوپو آپ مجھے غلط مت سمجھئے گا لیکن شہرینہ اسے واقعی ٹارچر کر رہی تھی جو اس نے شہرینہ کے ساتھ کیا وہ ہرگز غلط نہیں تھا۔" بہرام نے یک دم سے کہا، زمرد نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا، بہرام نے کس قدر سمجھایا تھا کہ وہ ازبک سے چونکہ مل چکی ہے ڈیڑھ سال کا عرصہ اس نے ان سب کے ساتھ گزارا ہے اور جتنی ناک اس لڑکی کی ہے اس طرح خود کو دھوکہ دیا جانا، برداشت کرنا اس کے لیے نہ ممکن تھا مگر شہرینہ اسے کون سمجھائے۔

"اور تمہیں ایسا کیا کہہ دیا اس نے کہ تم اپنی اتنی بڑی خوشی سے یوں دستبردار ہو گئے۔" اچانک انہیں یاد آیا۔

"میری سب سے بڑی خوشی اس کی خوشی میں ہے اس رخصتی میں نہیں، آپ کو مجھ سے کچھ بھی ڈسکس کیے بغیر یہ سب طے نہیں کرنا چاہیے تھا۔" وہ ذرا خفگی سے بولا۔ زمرد نے بے بسی سے بہرام کو دیکھا، اس نے کندھے اچکائے، اس عاشق کا وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا، پلوشے نے آج صبح ازبک سے بات کر لی تھی اور اب وہ وہی کرے گا جو وہ کہہ گئی تھی۔

"ازبک خان....." وہ نماز کی ادائیگی کے بعد واپس آیا تو حویلی کے باہر دالان میں جرگے کے لیے کرسیاں لگ رہی تھیں۔ نیچے نشیب میں پھیلے گھر بھی واضح نظر آ رہے تھے، وادی میں ناشتے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ وہ ایک طرف کھڑا مگن سا سارا منظر دیکھ رہا تھا کہ آواز پر چونکا اور پھر اس کی دنیا سا ساکن ہو گئی تھی۔ وہ جو اس کی محبوب تھی، وہ جو اس سے ہمیشہ دور رہتی تھی، وہ جو اس کی پہلی محبت اور اس کی بیوی تھی، اس پل اس کے بہت پاس تھی۔

"میری ماں چاہتی ہیں کہ ورشے کے ساتھ میری بھی رخصتی کر دی جائے اور اس رخصتی کو آپ کی ماں نے فائنل کروایا ہے، میری ماں کو یہ بات بھی بتا کہ تیمور خان اس کے خلاف ہیں کیونکہ میں یہ وادی نہیں چھوڑنا چاہتی ہوں۔" وہ رکی اس کے ماتھے پر بل تھے اور لہجے میں شدید تلخی تھی، اسے یکلخت وہ دن یاد آیا جب اس نے پلوشے خان کو پہلی بار دیکھا تھا۔

"آپ کی والدہ محترمہ کے علم میں ہے کہ وہاں شہر میں کوئی آپ کا منتظر ہے اور آپ کو بھی اس پہاڑی لڑکی کو رخصت کروانے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔" وہ یک دم سے لب بھینچ کر رہ گیا، وہ کس کی بات کر رہی تھی وہ اچھی طرح سے سمجھ رہا تھا لیکن وہ اس وقت اسے سمجھانا نہیں چاہتا تھا کہ وہ صرف شہر میں ہی نہیں بلکہ ہر اس جگہ جہاں ایک سانس بھی اس نے لی تھی صرف اس لڑکی کی چاہت میں اس کا ہر پل گزرا جو شاید اس کے سامنے علیحدہ ہونے کی ڈیمانڈ لیے کھڑی تھی۔ اس نے آہستہ سے نظر اس کی طرف سے پھیر لی اور یہ چیز پلوشے کو بھڑکا گئی۔

"ازبک خان یہ رخصتی نہ رکوائی آپ نے تو واللہ میں آپ کا احسان بھلا دوں گی۔" پلوشے کو نہایت ہی برا لگا کہ وہ اس کے جواب میں خاموش تھا، اسے فوراً کہنا چاہیے تھا کہ وہ خود اس رخصتی کے خلاف ہے اور وہ دعا

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کا دوانی کو پسند کرتا ہے، سو پلوشے نے اسے دھکانے میں دیر نہ کی مگر وہ چپ رہا تھا اور اس کی خاموشی کے پیچھے بہت سی وجہ تھیں۔

"آپ سن رہے ہیں میری بات؟" پلوشے کو اس کی خاموشی نے حیران کیا اور ازبک خان جس کے دل کی صرف ایک خواہش تھی اور وہ جو پلوشے کو سامنے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح شدید ہو چکی تھی، اگر وہ ابھی پلوشے کو چھو کر بھی دیکھتا تو پلوشے جو پہلے ہی غصے میں تھی مزید بھڑک کر اسے یقیناً اس جگہ سے دھکا دے دیتی یوں بھی وہ ڈھلان کے قریب ہی تھا۔

"بدلے میں مجھے کیا دو گی؟" وہ سامنے وادی کو دیکھتے ہوئے بولا تو وہ جو اسے گھور رہی تھی ایک دم چونکی۔

"بدلے میں؟" اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں تمہاری منشا کے مطابق کام کروں گا پلوشے خان تو تم میری خواہش کے مطابق اگر ڈیل ڈن ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تم اپنا کام خود کر سکتی ہو۔" پلوشے نے لب بھینچتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اور آپ کی خواہش کیا ہے؟"

"یہ میں تمہیں تمہارا کام کرنے کے بعد بتاؤں گا۔"

"اگر میں آپ کا کام نہ کر سکی تو.....؟" اس نے کہا تو وہ ذرا سا مسکرایا پھر اسے دیکھا۔

"اتنا مشکل نہیں ہے میرا کام جتنا تمہارا ہے..... بڑوں کو منانا ہے اور جب تک تم نہیں چاہو گی یہ خصتی نہیں ہو گی۔"

"ٹھیک ہے کر سکی تو....."

"کرنا ہو گا..... ہر حال میں کرنا ہو گا۔" اس نے واپس وادی کی طرف رخ کر لیا، وہ لب بھینچتی ہوئی پلٹ گئی..... دونوں باڈی گارڈز اس کے پیچھے چلنے لگے۔ اس نے کن انکھیوں سے دیکھا اور واپس وادی کو دیکھنے لگا، اسے اب یہ خصتی رکوانی تھی، وہ پلوشے کو ناراض نہیں کر سکتا تھا، سن کر زمرد نے ایک گہری سانس لی۔

"اور تمہارا بدلہ یہ ہے کہ تم اس کے سیکرٹری پلس ڈرائیور بن گئے۔" بہرام ہنسا۔

"تم نے توبہ کر لی تھی کہ تمہیں کوئی ایڈونچر نہیں چاہیے اپنی اس محبت میں۔" اسید نے کہا۔

"لیکن پلوشے کو تنگ کرنے میں مزہ کتنا آئے گا یہ تو سوچو۔" وہ ہاتھوں کا تکیہ بنائے صوفے پر ہی دراز ہوا۔

"لالا پلیز..... ایسے نہ کریں اس کے ساتھ۔" سمیرا کو برا لگا۔

"تمہیں پلوشے سے ہمدردی ہو رہی ہے اور مجھے لالا سے۔" حرا نے ہنس کر کہا تو سمیرا بھی ہنس دی۔

"از رائٹ حرا....." بہرام بھی ہنسا، اسید اور ازبک بھی ہنس دیے تو زمرد نے بے بسی سے سب کو دیکھا اور وہ بھی ہنس دیں۔

"میرا محبوب بلا کا حسین ہے مگر کسی بلا سے کم نہیں۔" ازبک گنگنایا اور سب کے ساتھ زمرد بھی ہنس دیں۔

"السلام علیکم۔" عین مایوں کی رسم کے دوران حشام خان کی آمد نے چار چاند لگا دیے تھے۔ شامل اٹھ کر باپ کے گلے لگ گیا۔ وہ بھی برسوں کے بچھڑے بہن بھائیوں سے مل رہے تھے، ان کے ساتھ ہی تانیہ خان بھی آ گئی تھیں اور اکبر خان بھی غیر متوقع طور پر آئے تھے، تانیہ تڑپ کر بھائی بہن سے ملنے آگے بڑھی تھیں مگر پھر اکبر سے ملتے ہوئے انہیں ہچکچاہٹ ہوئی، وہ لڑکی جو ان کے دکھ درد میں ان کے ساتھ کھڑی تھی وہ بڑی بے دردی سے اسے ٹھکرا گیا تھا اور اپنے کیے پر یقیناً پشیمان بھی تھا۔

"کیسے ہیں آپ اکبر خان؟" زریں نے آگے بڑھ کر کہا۔ وہ کھلے دل والی اپنی بھائی کو اس خوشی کے موقع پر کسی آزمائش میں نہ ڈالنا چاہتی تھی۔ تانیہ یک دم رونے لگیں، اکبر خان نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگایا، گلے شکوے ہوتے رہے اور دلوں سے کدورت نفرت دھوتے رہے۔

بہت ہلے گلے کے ساتھ ورشے اور بہرام کی مایوں کی گئی، بے چارے بہرام کے دل میں ارمان مچلتے رہ گئے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کہ ورثے کا اس سے پردہ تھا۔ اس سارے ملے گلے میں پلوشے تھی جو صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بالکل سرداروں کے انداز میں ہاتھ صوفے کی سائیڈ پر پھیلائے بس دھیما سا مسکراتے ہوئے اس سارے منظر کو دیکھ رہی تھی۔ مورے کے بعد اس نے ہی رسم کی اور پھر سے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"گل جاناں کہاں ہے؟" مایوں کی رسم اختتام کو پہنچی تو حشام کو یاد آیا۔

"اسی حویلی کے ایک کمرے میں ہے، اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں ہے حشام۔" نازنین نے کہا تو انہوں نے حیرت کا اظہار کرتے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔

"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں نازنین۔"

"ابھی آپ تھکے ہوئے آئے ہیں، آرام کریں میں صبح لے جاؤں گی۔" لیکن صبح ان کے اٹھنے سے پہلے حشام ایک ملازم کی سنگت وہاں چلے آئے اور پلوشے کو وہاں سے اٹھتا دیکھ کر چونکے۔

"آپ.....؟" وہ حیران ہوئی۔

"گل جاناں میری بہن ہے۔"

"اوہ.....!" اس کو حیرت ہوئی پر کچھ پوچھے بغیر وہ چلی گئی اور وہ اندر آ گئے، صاف ستھرا کمرہ اور بے حد صاف ستھری گل جاناں ایک پل کو تو کہیں سے نا لگا کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو چکی ہیں، ملازمہ نے بتایا کہ پلوشے ہر دوسرے تیسرے دن اسے دیکھنے آتی ہے۔

"کیسی ہو گل جاناں؟" وہ اس کے قریب آئے مگر وہ انہیں خالی خالی نظروں سے دیکھتی رہیں، وہ چند پل بیٹھے اور پھر اٹھ کر باہر آ گئے، ان کے دل پر ایک بوجھ آ پڑا تھا۔ نازنین نماز ادا کر رہی تھی۔ انہوں نے کمرے کے پردے ہٹائے تو چونکے۔ حویلی کے باہر جرگہ سجا ہوا تھا اور اس کی سب سے اونچی کرسی پر پلوشے براجمان تھی۔ ان کے دادا مراد خان کی طرح اس وادی کی تنہا وارث۔

"اللہ نظر بد سے بچائے میری بچی کو۔" پیچھے سے نازنین نے کہا تو وہ چونک کر پلٹے۔

"تبریز نے ظلم کی جو انتہا کر دی تھی لگتا تھا وادی اس نحوست سے اب کبھی نکل نہ سکے گی، سکون کا سانس نہ لے سکے گی مگر پلوشے نے حوصلہ اور ہمت نہ ہاری..... آپ کو یاد ہے وہاں لندن میں مجھے ورثے سے کتنی محبت تھی، میں کال بھی کرتا تو ورثے سے ہی بات کرتی مجھے بس پلوشے کے بارے میں یہی معلوم تھا کہ وہ ورثے کی جڑواں بہن ہے اور بس لیکن اس کے لیے میرے دل میں وہ محبت نہ تھی..... یہاں آ کر دیکھا تو حیران رہ گئی، کیا واقعی یہ دونوں جڑواں ہیں..... ایک مشرق اور دوسری مغرب ہے، ایک اتنی بہادر کہ دنیا فتح کر آئی اور دوسری اتنی بزدل کہ گھر سے باہر اکیلے نہیں جاتی۔ ایک دوسروں کے گھروں کے فیصلے کرتی ہے ایک اپنے کھانے کے متعلق فیصلہ نہیں کر پاتی۔" وہ ہنس کر بولیں۔

"دونوں نے ایک سے حالات میں پرورش پائی، باپ کا سایہ نہ رہا تو بھی تبریز کا ستم دونوں نے سہا لیکن ایک پھول منی بن گیا اور دوسرا شعلہ۔"

"گل جاناں کے دو بیٹے تھے ناں نازنین..... دوسرا کہاں ہے؟" انہوں نے پلوشے کے برابر والی کرسی پر بیٹھے شہروز کو دیکھ کر پوچھا تو نازنین مسکرائی۔

"اس کے بارے میں سوال نہ کریں، وہ قابل ترس اور قابل ہمدردی ہرگز نہیں ہے۔" اگلے پل وہ تنفر سے کہتی پلٹ گئیں اور وہ سوچ میں پڑ گئے تھے۔

"شہروز تمہارے حشام ماموں تمہاری مورے سے ملنے گئے تھے۔"

"آپ کے پھپا آپ کی چچی سے ملنے کیوں گئے تھے؟" وہ چونکا۔

"وہ ان کی بہن ہیں۔" اس نے اسے گھور کے دیکھا۔

"اوہ اچھا..... چالیس سال بعد انہیں اپنی بہن یاد آئیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"جو بھی ہو لیکن خطرناک بات یہ ہے شہروز کہ ان کی اگلی ڈیمانڈ شہروز سے ملنے کی ہوگی، نازنین پھوپو تو یقیناً

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

نال مٹول کریں گی لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم انہیں شہروز سے ملواؤ۔"

"باقی دونوں ماموؤں نے تو نہیں ملنا چاہا؟" وہ حیران ہوا۔

"اس لیے کہ وہ دونوں زمرد مامی کے زیادہ قریب ہوں گے اور وقتاً فوقتاً یہاں کی اطلاعات تیمور خان کے ذریعے ان تک پہنچتی رہی ہوں گی یا پھر انہوں نے سوچا ہوگا کہ پلوشے خان جیسی شاطر اور مکار لڑکی سے دوری بہتر ہے۔"

"تو حشام ماموں؟"

"وہ ملک سے باہر رہ کر آئے ہیں، جہاں کا اصول ہے خود کچھ بھی کرو دوسرا کرے تو "شیم آن یو" کا نعرہ بلند کردو۔ وہ بھی حقائق کو اپنی نظر سے دیکھیں گے اور آج کل کے حالات شہروز کے کہتے ہیں کہ وہ مظلوم اور میں ظالم ہوں سو رشتے داری اپنی جگہ اور انسانیت اپنی جگہ، وہ بہر حال اس کے متعلق اچھا سوچیں گے۔"

"اور وہ ان کا علاج کروائیں گے..... یہ تو آپ بھی جانتی ہیں میں بھی جانتا ہوں وہ معذور نہیں ہیں معمولی سی ٹریٹمنٹ بھی ان کو اپنے پیروں پر کھڑا کردے گی اور وہ پھر ہم پر قہر بن کر نازل ہوں گے۔" وہ پریشان ہوا، پلوشے اسے دیکھتی رہی۔

"تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہو ناں شہروز، تمہیں ایسا تو نہیں لگتا کہ میں نے تمہاری فیملی کے ساتھ برا کیا؟"

"میں آپ سے ناراض ہوں کیونکہ آپ نے آخری پلان مجھے بتایا بھی نہیں اور رہ گئی میری فیملی تو جیسی کرنی ویسی بھرنی۔" پلوشے کے لب بھنچے۔

"اور آپ نے مجھے یہ بھی نہیں بتایا کہ آپ کی شادی ازبک لالا سے ہوگئی حالانکہ میں ہی تھا وہ۔" پلوشے یکلخت جھکی اور ایک پتھر اٹھا کر اس کی ناک پر مارا..... شہروز کی آنکھوں کے آگے تارے ناچ گئے تھے، وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر دھرا ہو گیا تھا۔

"آپ.....!" اس کی آنکھوں سے پانی بہہ نکلا۔

"دیکھ لوں گا میں آپ کو۔" وہ پیر پٹخ کر اٹھا اور حویلی کے اندر جانے والے راستے کی طرف چلا گیا یقیناً اسے ورشے، مورے، زریں کو اپنا زخم دکھا کر پلوشے کو ڈانٹ پڑوانی تھی۔ وہ اس کے پیچھے مسکرا کے چل دی۔

"اچھا تو مسکراتی بھی ہیں آپ؟" وہ اتنا اچانک سامنے آیا کہ وہ ڈر کر پیچھے ہوئی، پھر اسے غصے سے گھورا اور آگے بڑھ گئی، وہ مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چلنے لگا تھا۔

"کیسے ہو شہروز؟" کل مہندی کے دن تو نازنین نے انہیں نال دیا تھا لیکن آج شہروز انہیں لے آیا تھا، شہروز نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"یہ ہمارے حشام ماموں ہیں لالا۔"

"شامل کے باپ؟" وہ نفرت سے بولا تو شہروز کی سانس اٹکی، بہرام نے اپنی شادی سے پہلے اس بات سے حشام کو لاعلم رکھنا چاہا تھا مگر پلوشے۔

"اللہ آپ کو سمجھے گا..... نجانے کیا کیا پلان کرتی ہیں۔" وہ چڑ گیا تھا اس نئے حکم پر۔

"بہرام لالا نے کچھ سوچ کر ہی حشام ماموں کو لاعلم رکھنا چاہا ہوگا ناں۔ آپ کیوں چاہتی ہیں کہ وہ شادی سے پہلے ہی جان لیں۔"

"اپنی بہن کی رخصتی سے پہلے مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کے سسر کا رویہ کیسا ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ اس کے ساتھ برا سلوک کریں۔"

"بہرام لالا سنبھال لیں گے ورشے جانم....."

"ورشے جانم....." اسے بابا کہتے تھے، چچی بھی کہتی تھیں مگر بابا کی زندگی میں شہروز بھی کہتا تھا اور یہ نام کہاں سے پڑا، کیسے پڑا؟ وہ نہیں جانتی تھی۔

"نہیں..... وہ اس کے پاپا ہیں، وہ ان کے دباؤ میں آجائے گا، شہروز کا معاملہ مجھے ہی سنبھالنا ہے۔" اس کے قطعی لہجے پر وہ لب بھینچ کر رہ گیا اور حشام خان کو شہروز خان سے ملوانے لے آیا اور وہاں وہی بات سب سے پہلے ہوئی جس کا ڈر تھا۔

Scanned with CamScanner

"میرے بیٹے کا نام بہرام ہے..... اس کی شادی ہے، تم بتاؤ تم کیسے ہو؟"

"نکل جائیں آپ لوگ..... مجھے تباہ کر کے کس بات کی ہمدردی جتا رہے ہیں، فوراً نکل جائیں میرے کمرے سے، دھوکے باز بیٹے کے دھوکے باز باپ، میں ہرگز آپ کی باتوں میں نہیں آنے والا، اوہ تو تماشا دیکھنے آئے ہیں میرا..... دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ پاگل ہو گیا تھا۔

"چلیے ماموں۔" شہروز نے ان کا بازو پکڑا وہ حقیقتاً خوف زدہ ہو گیا تھا۔ شہروز کے یوں چلانے پر، انہوں نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کے اسے تسلی دی۔

"تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے شہروز بیٹا، ہم بھلا تمہارے ساتھ کیوں دھوکہ کریں گے، میں حشام ہوں تمہارا ماموں..... میں لندن میں رہتا تھا میرا بیٹا بہرام....."

"وہ سانپ، جس پر میرے باپ نے اعتبار کیا، اسے میں اچھی طرح جانتا ہوں، ڈس لیا اس نے میرے باپ کو، میرے باپ کا چیف سیکیورٹی شاکل خان گولی مار دوں گا میں اسے۔"

"پلیز چلیں ماموں۔" شہروز گھبرا لیا اور حشام متحیر سے رہ گئے۔ وہ پلٹ آئے مگر نازنین اور بہرام ان کے سامنے تھے۔

"مجھے یہ سب بتانے کا ارادہ کب تک تھا؟ بتانا تھا بھی یا نہیں۔" انہوں نے سب سننے کے بعد طنز کیا، نازنین اور بہرام کے لب بھنچے، پورا گھر خاموش تھا۔

"آج بہرام کی شادی ہے ماموں اس کے لیے بہت اہم دن..... آپ کا غصہ، ناراضی وہ دن لوٹا تو نہیں سکتی لیکن آج کا دن خراب ضرور کر دے گی۔" ازبک اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آیا۔

"بلاشبہ وہ امریکہ میں رہا نہیں لیکن ڈگری اس کے پاس وہیں کی ہے جو اس نے بہت محنت سے حاصل کی ہے، میں اور اسید تو اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑ کر آ گئے تھے لیکن اس نے اتنے نامساعد حالات میں بھی پڑھائی وہیں سے مکمل کی۔ ان دنوں وادی کو اس کی بہت ضرورت تھی ماموں..... شہروز اور اس کے بابا نے یہاں بہت تباہی مچا رکھی تھی۔ بہرام نے اچھا کام کیا اس پر وہ آپ کی ناراضی جیسی سزا کا حق دار نہیں ہو سکتا۔" اس نے ان کا ہاتھ تھام کر کہا تو ان کے لب بھنچ گئے تھے۔

"ازبک ٹھیک کہہ رہا ہے حشام..... گل جاناں اور تبریز نے جیسے وادی اور حویلی میں انسان کو انسان سمجھنا چھوڑ دیا تھا، وہ ان بچیوں کی دولت پر غاصب بن بیٹھے تھے اور ظلم کرنے میں کوئی کمی نہ کر رہے تھے اور یہ جو شہروز ہے اسے دیکھ کر مجھے بے پناہ ترس آیا کہ خود اپنے ہاتھ سے کھانا بھی نہیں کھا سکتا تھا، وادی کے کتنے ہی بے گناہ خون ہیں ان ہاتھوں پر..... انہیں تو مفلوج ہونا ہی تھا۔ وہ تو خود کو فرعون ہی بنا بیٹھا تھا۔" زمرد نے بتایا، ان کی آخری بات پر حشام کی نظر پلو شے پر گئی جو اسی اونچی مسند پر بیٹھی اپنے بازو پھیلائے گویا سرداروں کے مخصوص انداز میں بیٹھی تھی، وہ ابھی اکیس سال کی تھی، اس بار انہیں شبہ ہوا۔

"تم نے جب اتنا کچھ کیا تو کم از کم مجھ پر اعتبار بھی کرتے۔" وہ فقط ایک لفظ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سوری پاپا۔" بہرام آگے بڑھ کر ان سے لپٹ گیا، انہوں نے دھیرے سے اس کا کندھا تھپتھپایا اور اپنے کمرے کی طرف چلے گئے..... کچھ دیر بعد وہ بارات لے آیا تھا اور ورثے رخصت ہو کر اس کے کاٹیج میں چلی گئی تھی، نازنین کے میکے والے باراتی بن کر آئے تھے۔ بہت اچھے ماحول میں سب ہوا، حشام اتنے جذباتی نہ ہوئے تھے جتنا بہرام اور نازنین کا خیال تھا۔ ورثے سے بھی ان کا رویہ نارمل رہا تھا بلکہ اچھا رہا تھا، منہ دکھائی میں انہوں نے اسے کافی بھاری سلامی بھی دی اور بہنی مون کے ٹکٹس بھی..... ولیمے کے اگلے دن ان کی فلائیٹ بھی تھی۔

"السلام علیکم! میری زندگی کے ساتھی۔ میری زندگی

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

میں خوش آمدید۔" حرا اور سمیرا اسے بٹھا کر خوب لڑ جھگڑ کر اپنی مرضی کی باڑر کوائی لے کر گئی تھیں، تب وہ اس کی طرف مڑا..... وہ نظریں جھکائے بے حد گھبرائی ہوئی سی تھی۔ وہ دیکھتا ہی رہا، وہ اسے ہمیشہ سادہ ہی دیکھتا آیا تھا۔ آج بنی سنوری وہ بھی خاص اس کے لیے تھی۔

"سلام کا جواب بھی دیا جاتا ہے محترمہ۔"

"وہ میں نے دل میں دے دیا تھا۔" وہ جلدی سے بولی تو بہرام کا قہقہہ بے ساختہ بلند ہوا۔

"یا اللہ لڑکی تمہیں تو یہ بھی سکھانا پڑے گا کہ سلام کا جواب اتنی آواز میں دیتے ہیں کہ سلام کرنے والا آپ کی آواز سن سکے۔"

"بہرام آئی ایم سوری میں نے آپ سے کافی بدتمیزی کی تھی لیکن میرا ارادہ آپ کی دل آزاری کرنا نہیں تھی بلکہ....."

"ورشے معافی کیوں مانگ رہی ہو، میں جانتا ہوں تم میری دل آزاری نہیں کر سکتیں، تم مجھے چاہتی ہو اور....."

"ایک منٹ رکیں..... یہ آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں آپ کو چاہتی ہوں؟" وہ جو سر جھکائے شرما رہی تھی اور شرمندہ بھی تھی، نروٹھی ہو کر بولی۔ "آپ کو میں نے جب جانا جب میں خلع کا نوٹس بھجوا چکی تھی، چاہتے تو آپ مجھے ہیں کہ میرے لیے واپس نہیں گئے۔" اس نے اترا کے کہا تو وہ ہنس دیا۔

"چلو یہ بھی مانا۔ یہ اعزاز بھی تمہارے حصے میں آیا کہ ہم نے تمہیں چاہا، اب آگے کیا ارادے ہیں، تھوڑی سی محبت ہم بے چارے کو ملے گی یا نہیں۔" وہ اس کے قریب لیٹا گیا تھا۔

"سوچنا پڑے گا۔" اس نے گال پہ انگلی رکھ کر سوچنے کے انداز میں آنکھیں سکیڑیں۔ وہ مسکراہٹ لبوں تلے دبائے اسے دیکھتا رہا۔

"ویسے اگر شائل خان اور بہرام الگ الگ دو لوگ ہوتے تو....." اس کا جیسے سانس سی رک گیا تھا۔

"میں مذاق کر رہا تھا ورشے۔" اس کا از حد سفید پڑتا رنگ دیکھ کر بہرام کی ساری شوخی اڑن چھو ہوئی اور وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"دل پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا..... میرا بھی نہیں تھا، اگر میں شائل خان کو پسند کر بیٹھی تھی تو اس میں میرا کیا قصور لیکن اگر میں اپنی روایات کے خلاف جاتی یا کوئی گری ہوئی حرکت کرتی تو ضرور اپنے شوہر کی گناہ گار ہوتی لیکن میں نے تو اپنی آنکھوں پر بھی پہرے بٹھا لیے تھے پھر بھی اگر آپ کو لگتا ہے کہ شائل اور بہرام دو الگ لوگ ہوتے تو آج میں کس کے ساتھ ہوتی، یہ آپ کو پتا ہونا چاہیے تو سنیں میرا سردار جو بھی فیصلہ کرتا میں اس پر سر خم تسلیم کرتی۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا آخری بات پر تو بہرام کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

"سردار....." اس نے بھنا کے اسے دیکھا۔ "مجھے لگا تم کہو گی کہ تم میری یعنی بہرام کی وفادار بیوی ثابت ہوئیں۔" آنکھ کے کنارے پر ٹکا اس کا آنسو اس نے چھوٹی انگلی کے پور پر چن لیا تھا۔ وہ نروٹھا ہوا تو ورشے کو ہنسی ضبط کرنی مشکل ہو گئی۔

"جب میرے نظریے سے بہرام کو میری پروا نہیں تھی تو میں بھلا کیوں وفا کی چکی میں پستی۔" وہ دوبدو بولی۔

"مجھے لگتا تھا کہ شکل ایک ضرور ہے مگر تمہاری زبان پر وہ دھار نہیں ہے جو تمہاری اس ہمشکل کی زبان پر ہے مگر میں غلط تھا۔" وہ جل کر بولا۔

"آپ کو یہ حرکت نہیں کرنی چاہیے تھی کسی اور سے نہیں تو کم از کم مجھ سے ضرور کہنا تھا، اپنی اصلیت مجھے اور پلوشے کو بتانا تھی..... اگر میرے بجائے پلوشے کو آپ سے محبت ہو جاتی تو....."

"یہ بات تو رہنے ہی دو۔" وہ یکلخت اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"تم دونوں کی شکل اور زبان ایک سی ہے لیکن دل..... دل نہیں..... پلوشے کا دل بہت سخت ہے۔"

"کیا مطلب؟" ورشے حیران ہوئی۔ اس کی حیرت سے پھیلی آنکھیں دیکھ کر بہرام کو یاد آیا کہ وہ اس کی دلہن

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

ہے۔

"میں گل جاناں اور شہروز کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔" کھانے کی میز پر بیٹھے تمام افراد نے چونک کر حشام خان کو دیکھا اور شہروز نے اپنے سردار خاناں کو جو اس وقت کھانے کی میز کی سربراہی کرسی پر براجمان یوں کھیر تناول کرنے میں مصروف تھیں جیسے وہاں تنہا ہوں۔ اسے حوصلہ ہوا اور وہ بھی اطمینان سے کھانے پر جھک گیا۔

ورشے اور بہرام کا ولیمہ دوپہر کو ہو گیا تھا اور مغرب سے پہلے شہر کے تمام مہمان لوٹ گئے تھے، ورشے اور بہرام بھی ہنی مون کے لیے کراچی روانہ ہو چکے تھے اب صرف تیمور خان اور حشام خان رہ گئے تھے۔

"اس نے اس وادی کے ساتھ جتنا برا کیا ہم لفظوں میں اگر وہ بیان کر بھی دیں تو اس اذیت کو نہیں پہنچ سکتے جو شہروز اور اس کے ماں باپ کے ہاتھوں وادی کے کئی گھروں نے سہی ہے۔ آپ کا اپنے بھانجے سے پیار و شفقت علیحدہ لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ واپس یہاں نہیں آئے گا۔" شاکر خان نے تلخی سے پوچھا۔

"وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے۔" انہوں نے کہا تو سب کے لب اور ہاتھ بھنچ گئے۔

"انٹرسٹنگ نیوز۔" اس نے آہستہ سے پیالی میز پر رکھی، اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر رازبک نے گہرا سانس لیا۔ عجیب خبطی لڑکی تھی، سب ہنستے تو سنجیدہ رہتی، سب مشکل میں ہوتے تو وہ مسکرا رہی ہوتی۔

"آپ اسے لے جائیں...... وہ آپ کا بھانجا ہے، وہ اپنے پیروں پر چل سکے اس کا علاج کروائیں کہ یہ آپ کی اس سے رشتے داری کی ذمہ داری ہے لیکن......" وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتے ہوئے کھڑی ہوئی۔ "اگر وہ لوٹ کر آیا اور پھر میری وادی کے کسی جانور کو بھی اس نے اذیت دی تو واللہ...... اپنے ہاتھوں سے اسے گولی ماروں گی یہ میری پہرے داری کی ذمہ داری ہوگی۔" وہ گردن اٹھائے جس انداز سے بولی حشام کے لب مسکرائے۔

"وہ شرمندہ ہے اپنے گناہوں پر اور اسے معافی کا ایک موقع ملنا چاہیے۔" انہوں نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ وہ استہزائی سے سر جھٹکتی پلٹ گئی۔

"تم غلط کر رہے ہو حشام۔" تیمور نے کہا۔

"دیکھتے ہیں۔" انہوں نے کہا تو تیمور کے لب مسکرائے، ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ نازنین، گل جاناں اور شہروز کو لے کر چلے گئے تھے۔

"سردار خاناں۔" وہ اپنے لیپ ٹاپ پر کام میں مگن بری طرح سے چونکی اور پھر بیرا کو اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران ہوئی۔

"بہرام لالا نے کہا ہے کہ ہم تم سے دور رہیں...... اپنی اس دوستی کو بالکل بھول جائیں جو وہاں تھی۔ پلوشے وہ دوستی صدیوں سے تو نہ تھی لیکن بہت گہری ضرور تھی اور ہم تمہارے ساتھ مخلص تھے۔ وہاں صرف اس لڑکی کو دیکھنے گئے تھے جس کے ازبک لالا کئی سالوں سے دیوانے تھے، ہمیں اس لڑکی کو دیکھنا تھا جس کی ایک جھلک نے لالا کا چین و سکون چھین لیا تھا، ان کی ہائیر اسٹڈیز کی خواہش دم توڑ گئی تھی، وہ اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر واپس آ گئے تھے، ہمیں تمہیں دیکھنا تھا پلوشے اور بس۔" وہ کہتے ہوئے جیسے تھک کر اس کے بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی تھی۔

"کیا تم ہمیشہ ہم سے ناراض رہو گی؟"

"سچ کہا تم نے...... ہماری دوستی بہت پرانی نہیں لیکن بہت اہم ضرور تھی اور اس دوستی کا تقاضا تھا کہ اپنا سچ تم مجھے خود بتاتیں۔"

"پلوشے ہم ڈرتے تھے، تم خاندان والوں سے ملنا نہیں چاہتی تھیں اور ہم اسی خاندان کا حصہ تھے جو تمہیں ناپسند تھا۔" وہ جواب دیتے ہوئے بولی۔

"مجھے خاندان کے کسی فرد سے کوئی ناراضی نہیں تھی...... خوامخواہ تیمور خان نے میری ناراضی و عداوت کو فرض تصور کر لیا تھا لیکن میں تم میں سے کسی کا سایہ بھی نہیں

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

چاہتی ہوں کیونکہ ہمارے خاندان کے یہ پیچیدہ رشتے ہمیں عجیب طرح سے الجھاتے ہیں..... میں جن کے ظلم سے نجات پانے نکلی تھی وہ تمہارے بھی عزیز تھے اور میں کسی پہ اعتبار نہیں کر سکتی..... اپنے سائے پہ بھی نہیں۔" وہ رکی پھر اس نے سمیرا کو دیکھا۔ "تم لوگوں نے جس طرح مجھے دھوکہ دیا، میں تم لوگوں کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔" اس نے کہا تو سمیرا نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔

"آئی ایم سوری..... ہم نے تمہیں ہرٹ کیا۔" وہ اٹھی اور نم آنکھیں اس سے چراتی پلٹ گئی۔

"رکو....." اس کی آواز پر وہ مڑی۔ "تمہیں لگتا ہوگا میرا رویہ سخت ہے تم لوگوں سے؟" وہ لیپ ٹاپ بیچے کرتی ہوئی اٹھی، اس کے ہاتھ میں ایک سفید رنگ کا پیپر تھا۔

"یہ اپنے بھائی سے سائن کروا دو لیکن اسے یہ خبر نہیں ہونی چاہیے کہ یہ میں نے کروایا ہے۔"

"بلینک پیپر.....؟" وہ چونکی۔ "تم اس کا کیا کرو گی؟"

"طلاق کے لیے استعمال کروں گی۔" سمیرا کو اس کے لفظوں نے ڈنک مارا اور وہ جھٹکا کھا کے پیچھے ہٹی۔

"پلوشے.....!" وہ دم بخود سی رہ گئی۔ "تم میرے لالا کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو؟"

"اپنے بھائی کے ساتھ مل کر میرے ساتھ دھوکہ کر سکتی ہو میرے ساتھ مل کر اپنے لالا کو دھوکہ نہیں دے سکتی..... اس سے ظاہر ہوتا ہے تم میری دوست کبھی تھیں ہی نہیں۔"

"ہم نے تمہیں دھوکہ نہیں دیا پلوشے، ہم نے کبھی تمہارے ساتھ برا نہیں کیا، ہم نے تو وہاں مسئلے ہی سلجھائے تھے۔" کہتے ہوئے اس نے زبان دانتوں تلے دبائی، پلوشے ٹھٹکی۔

"کون سے مسئلے میرے؟"

"میں بتا نہیں سکتی۔" وہ فوراً پلٹ گی۔ پلوشے کے لب بھنچ گئے تھے، کیا وہاں کچھ ایسا تھا جو پلوشے کے لیے برا تھا اور اسے پتا نہیں تھا، وہ حیران ہو رہی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" کالج کے لیے نکلتا شہروز اسے دیکھ کر چونکا۔

"میں سیاحتی مرکز جا رہی تھی، ہماری وادی میں بہت سی کھائیاں ہیں اور ہم نے وہاں چیئر لفٹ کی بات کی تھی منصوبہ تو شاندار ہے لیکن جگہ ڈسکس کرنے کے لیے ان کی کال شمائل کے پاس آئی ہے۔" شہروز نے اس کی بات پر سر ہلایا، دونوں باہر آ گئے آنے سے پہلے ہی اس نے ایک لڑکی سے کہہ دیا تھا کہ گاڑی تیار کروا دے۔

"کیا میں بھی آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں؟" وہ پیچھے بیٹھنے لگی جب شہروز نے پوچھا۔

"تم کالج جاؤ، دیر ہو رہی ہے۔" اس نے دروازہ بند کر لیا۔ شہروز مسکراتا ہوا پیچھے ہٹ گیا، اس کی کار آگے بڑھ گئی، اس نے اپنا موبائل آن کیا اور ورشے کے واٹس ایپ میسج بھیج دیا تھا۔

"تو میم کہاں جانا ہے آپ کو؟" اسے سو واٹ کا کرنٹ لگا..... ورشے کے میسج دیکھ کر آتی مسکراہٹ آن واحد میں غائب ہوئی۔

"تم.....! تم یہاں؟"

"گاڑی روکو..... اسٹاپ دا کار..... تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری کار میں آنے کی؟"

"محترمہ آپ نے کہا تھا شادی رکوا دوں پھر جو چاہوں گا آپ وہ کریں گی۔"

"جسٹ شٹ اپ..... میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تم کار روکو۔" وہ یاد کر کے جھنجلائی۔

"ایکسکیوزمی محترمہ..... تمیز کے دائرے میں رہیں، یہ بے تکلفی ہرگز نہیں برداشت کروں گا۔" اس نے رفتار مزید تیز کر دی کیونکہ وہ دروازے کی طرف مڑ گئی تھی۔

"از بک گاڑی روکو۔" وہ تلملائی تب ہی اس نے ایک جھٹکے سے کار روک دی تھی، پلوشے نے گرنے سے بچنے کے لیے آگے والی سیٹ تھامی۔

"تم....." سیدھے ہوتے ہوئے پلوشے نے چلانا چاہا مگر اس کے چہرے پر پھیلے سارے رنگ اسے خاموش

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کرا گئے..... ازبک خان یوں دم بخود سا اسے دیکھ رہا تھا کہ وہ سیدھے ہو کر نظریں چرانے پر مجبور ہو گئی تھی۔

"مجھے ہرگز ڈرائیور نہیں رکھنا آپ کو ازبک خان۔" وہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے ذرا جھنجلا کر بولی۔ ازبک نے ایک گہرا سانس لیا، وہ اس کی نظروں سے پریشان تھی سو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"جب تک شوہر نہیں مان لیتیں تب تک ڈرائیور تو رکھنا ہوگا کیونکہ میں بہرام کے بعد کسی پر بھی تمہارے لیے بھروسا نہیں کر سکتا۔" اس نے کار اسٹارٹ کی تو پلوشے نے استہزائی انداز سے اسے دیکھا۔

"اچھا تو یہ خیال آپ کو اب آ رہا ہے؟" ازبک اس کی بات پر دھیرے سے ہنس دیا۔

"خیالوں میں تو تم نجانے کب سے ہو۔" پلوشے نے دانت پیسے۔ "لیکن تمہیں لگتا ہے کہ شہریار ملک نے تمہارا ایک مکا کھا کے ناک کی سرجری کروائی ہے تو معلومات کو اپ ڈیٹ کرو ناک میں نے توڑی تھی اس کی۔" پلوشے تھکی۔

"اور تنویر ہمدانی کبھی تمہارے راستے میں اس لیے نہیں آیا کہ وہ جانتا تھا تم میری بیوی ہو۔" پلوشے کا منہ کھلا..... ازبک نے بیک ویو مرر سے اسے دیکھا۔

"مجھے تمہارا خیال ہمیشہ سے تھا۔" دم بخود سی پلوشے خان کچھ بولنے کے قابل کہاں رہی تھی۔ وہ خود کو بہت شاطر سمجھ رہی تھی پر وہ انتہائی احمق تھی اور پھر باپ کے انتقال کے بعد وہ نفسیاتی ہسپتال رہ کر آئی تھی۔ جہاں علاج ہونے کے باوجود اس پہ دورے پڑتے رہتے تھے۔

"اترو آفس آ گیا ان کا۔" کافی دیر کی خاموشی کے بعد وہ بولا تو وہ میکانکی انداز میں اتری..... وہ دونوں آگے پیچھے آفس میں داخل ہوئے۔

"السلام علیکم..... سردار خاناں۔" وہاں کافی لوگ جمع تھے جو اس پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ وہ سب اس پراجیکٹ کی ہر باریک سے باریک چیزیں ڈسکس کر رہے تھے۔

"وادی کے اس حصے کو ریجیکٹ کر دیں..... اس حصے میں گھر ہیں اور یہاں سے چیئر لفٹ کا گزرنا خطرناک ہو سکتا ہے۔" ایک حصے کو دیکھ کر ازبک نے کہا تو سب چونکے۔

"آپ کی تعریف۔" ان حصوں کو سلیکٹ کرنے والے افسر کے ماتھے پہ بل نمودار ہوئے۔

"یہ میرے نئے سیکرٹری ہیں شائل خان کی طرح ازبک خان۔" اس نے کہا تو پراجیکٹ آفیسر نے بڑے غور سے ازبک کو دیکھا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں، میں وادی کے لیے معمولی سا بھی خطرہ لاحق نہیں ہونے دوں گی اور یہ تو خاصا بڑا خطرہ ہوگا اسی لیے آپ وادی کے غیر آباد حصوں کو ہی سلیکٹ کریں۔" اس کی بات پر کچھ لوگوں نے تائید میں سر ہلایا۔

"شائل خان تو آپ کے رشتے دار تھے ناں؟" پراجیکٹ آفیسر بولے۔

"جی..... وہ میری پھوپو کے بیٹے اور میری بہن کے شوہر ہیں۔"

"اور یہ ازبک خان یہ بھی رشتے دار ہیں۔" پلوشے کے لب بھنچے اور سر اثبات میں ہلا۔

"یہ میرے ماموں کے بیٹے ہیں۔" ادھورے تعارف پر ازبک نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ کے خاندان کے مرد آپ کے انڈر میں کام کرنا پسند کرتے ہیں؟" وہ قدرے شرارت سے بولے۔

"شہد کی مکھی کی طرح اسی میں ہم سب کا بھلا ہے۔" سردار خان کے ساتھ ساتھ اس نے ازبک کو بھی نبٹا دیا تھا۔

"جواب دے کر تو لاجواب کر دیتی ہیں آپ۔" وہ متاثر ہو کر بولے۔

"شائل تو چلے گئے اب آپ سے کس صورت رابطہ ہوگا۔" کچھ دیر بعد جب وہ اٹھنے لگے تو ایک آفیسر بولا۔

"میرے نئے سیکرٹری کا نمبر لے لیں۔" وہ کہہ کر باہر نکل گئی، چند منٹ بعد ازبک بھی باہر آ گیا تھا۔

"یعنی میری جاب پکی۔" وہ گویا مزے لیتے ہوئے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

بولا، پلوشے نے اسے گھورا۔

"بے فکر رہیں شمائل سے زیادہ قابل ثابت ہوں گا میں۔"

"دیکھتے ہیں۔" اس نے استہزائی انداز میں کہا اور غارے میں پیچھے بیٹھ گئی، ایک دو کام اور نمٹا کر جب وہ گھر پہنچے تو دوپہر ہو چکی تھی، وہ گاڑی سے اتر کر اندر کی طرف بڑھی تو وہ بھی اس کے پیچھے چلا آیا۔ اس نے رک کر حیرانی سے اسے دیکھا۔

"بھئی میں یہیں رہوں گا، پھوپو نے میرا کمرہ سیٹ کر دیا ہے، میں شادی کر چاچو کے گھر نہیں ٹھہرا۔ جاب لیس ہوں اور اپنا کوئی گھر نہیں ہے، تنخواہ ملے گی تو اپنا گھر....." وہ گہرا سانس لے کر تیز تیز قدم اٹھاتی اندر چلی گئی۔

"آپ نے اسے کیوں رکھا ہے اس گھر میں؟" وہ سیدھے مورے کے سر پر پہنچی تھی۔

"نہ رکھتی تا کہ تمہارے پچھلے کارناموں کی طرح ایک اور عظیم کارنامہ میرے بھائی کے سامنے مجھے نظر اٹھانے کے قابل نہ چھوڑے۔" انہوں نے سلگ کر کہا۔

"مورے آپ مجھے کیا سمجھتی ہیں..... کب کچھ غلط کیا ہے میں نے؟"

"اپنی زندگی کے ساتھ غلط کر رہی ہو، ازبک کے ساتھ غلط کر رہی۔" بولتے ہوئے وہ یک دم رکیں، وہ دروازے پر لب بھینچے کھڑا تھا۔ پلوشے نے مڑ کر اسے دیکھا اور پھر پیر پٹختے ہوئے اندر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"پھوپو پلیز اسے ٹارچر مت کریں۔" وہ ان کی طرف آیا۔ "جانتی ہیں وہ کس فیز سے گزر رہی ہے۔"

"میں اسے ٹارچر کر رہی ہوں یا وہ مجھے..... بیٹی کنواری ہو تو اس کی شادی کی فکر رہتی ہے، شادی ہو جائے تو اس کی خوشیوں کی فکر رہتی ہے..... میری تو فکر ہی الگ ہے، ایسی نفسیاتی اولاد ہے میری۔" وہ بڑبڑائیں وہ بے اختیار ہنس دیا۔

"بڑی ہنسی آ رہی ہے دیکھ لینا ایسی نفسیاتی بیوی کو ہرگز برداشت نہ کر سکو گے۔"

"آپ فکر نہ کریں میری بیوی مجھے محبوب بہت ہے۔"

"بھابی ورشے کی کال ہے۔" ورشے کل وادی سے رخصت ہوئی تھی آج اس نے کال کی لیکن مورے کو تو یوں لگا جانے وہ برسوں بعد کال کر رہی ہو..... وہ سب چھوڑ چھاڑ کر زریں کی طرف بڑھیں اور اس کے ہاتھ سے فون لیا۔

"کھانا تو نہیں کھلایا ہوگا میری بھتیجی نے اپنے ڈرائیور کو؟" زریں اس کی طرف آتے ہوئے مسکرا کر بولیں تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"میں کھانا لگواتی ہوں تم فریش ہو جاؤ۔" وہ کچن کی طرف بڑھ گئیں اور وہ انہیں دیکھتا رہا۔ ابھی ان کی عمر ہی کیا ہوگی؟ کتنی بے رنگ سی زندگی گزار رہی تھیں، تب ہی تو ثانیہ خان پلوشے کے لیے اتنی زیادہ جذباتی ہو رہی تھیں کیونکہ ان کے سامنے زریں جانم تھیں..... وہ گہرا سانس لے کر اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔

"وشے جانم..... آپ کو لالا بلا رہے ہیں۔" وہ جو رات کا کھانا کھانے کے بعد لیپ ٹاپ لے کے بیٹھی تھی، اپنے کمرے کے دروازے پہ کھڑے شہروز کو دیکھنے لگی۔

"ان سے کہہ دو میں سو گئی ہوں۔" اس نے لیپ ٹاپ رکھا اور لیٹنے لگی۔

"جھوٹ نہیں بولتے۔" وہ شہروز کے پیچھے سے اندر داخل ہوا، وہ متحیر ہوئی۔

"کافی کا موڈ بنا تو سوچا آپ کو بھی انوائیٹ کیا جائے۔" شہروز نے ازبک سے کافی کی ٹرے لی جس میں تین مگ تھے۔

"یہ میرا کمرہ ہے کوئی پکنک پوائنٹ نہیں..... نکلیں میرے کمرے سے۔" وہ سرخی ہو کر بیٹھ گئی۔

"شہروز یہ تمہارے بے کہہ رہی ہیں تمہاری وشے جانم۔"

"ظاہر ہے آپ کو کیں نکالیں گی۔" شہروز نے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

شرارت سے کہا تو پلوشے نے اسے خفگی سے دیکھا۔

"میں اپنے کمرے میں سکون سے رہ سکتی ہوں یا نہیں۔" وہ برہم ہوئی، وہ واپس اس کی طرف مڑا، وہ اسے اتنا زچ کر چکا تھا جس کی کوئی حد نہیں تھی۔

"اسی لیے میں نے باہر بلایا تھا لیکن تم چاہتی ہو کہ میں کمرے میں بھی آیا جایا کروں....."

"شٹ اپ۔" وہ جھنجلائی۔

"تمیز سے ایسی بے تکلفی کا عادی نہیں ہوں میں۔" وہ کہتے ہوئے بیڈ کے کنارے پر ٹک گیا تو پلوشے کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"آؤ بھئی کافی ٹھنڈی ہو جائے گی۔" اس نے شہروز کو اشارہ کیا جو دروازے سے محض ایک قدم ہی اندر آیا تھا۔

"وشے جانم پلیز..... آپ لالا کی بات سن لیں وہ بہت اہم معاملہ ڈسکس کرنے آئے ہیں۔" اندر آتے ہوئے اس نے پلوشے کے غصے پر جیسے بند باندھا۔

"شہروز..... تم پلوشے کو وشے جانم کیوں کہتے ہو؟" ازبک نے کافی کا مگ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔

"تم ابھی کے ابھی کمرے سے نکلو۔" پلوشے نے غصے سے کہا۔

"میں چلا گیا اور تائی جان نے دیکھ لیا صبح سے پہلے آپ کی رخصتی کر دیں گی وہ اور اس بار تو ازبک لالا بھی انہیں نہیں روک سکیں گے۔" وہ جھلایا۔ پلوشے کا منہ کھلا اور ازبک کو زبردست قسم کا پھندہ لگا، پلوشے نے پھرتی سے اس سے کافی کا مگ پکڑا اور شہروز نے جلدی سے اس کی پشت پر ہاتھ مارے تو اس کا سانس بحال ہوا اور وہ ہنس دیا۔

"کیا منظر نگاری ہے یار تمہاری۔" پلوشے نے تپ کر مگ ٹرے میں رکھا۔

"جو بھی بات ہے وہ صبح ہو سکتی ہے یا نہیں؟" اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ دونوں جانے والے نہیں۔

"آپ بات سنیں لالا کی..... بہت بردست آئیڈیا ہے ان کے پاس۔" شہروز نے کہا تو اس نے ازبک کو دیکھا۔

"تم وشے جانم کیوں کہتے ہو شہروز؟" ازبک نے پھر سے اپنا مگ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ پلوشے نے شہروز کو دیکھا اور شہروز نے پلوشے کو..... وہ جز بز ہوئی اور شہروز مسکرا دیا۔

"یہ میرے بابا مجھے کہتے تھے پیار سے۔" پلوشے نے جواب دیا، شہروز نے شرارت سے پلوشے کو دیکھا۔

"اچھا پھر تو میں بھی کہہ سکتا ہوں ورنہ میں سمجھا تھا کہ بڑی بہن کو کہتے ہیں۔"

"ہرگز نہیں..... خبردار جو یہ آپ نے کہا۔" وہ تلملائی تو شہروز بے اختیار ہنس دیا۔

"پھوپا کہتے تھے، شہروز کہتا ہے پھر میں کیوں نہیں کہہ سکتا؟ تمہارے بابا جتنا نہیں لیکن شہروز سے تو زیادہ پیار کرتا ہوں میں تم سے۔" وہ حیران ہوا، شہروز ہنستا رہا اور پلوشے کے لب بھنچے پھر وہ جھٹکے سے بیڈ سے اتری۔

"کہاں چلیں؟ لالا بہت اہم بات کرنے آئے ہیں۔" شہروز کو ہنسی روکنی پڑی ورنہ وہ چلی جاتی تو آج رات تو بات نہ ہو سکتی تھی اور شہروز سے کل تک کے لیے ہرگز صبر نہیں ہو سکتا تھا۔

"سن چکی ہوں میں ساری اہم بات۔" اس نے ازبک کو گھورا جو اطمینان سے کافی کے سپ لے رہا تھا پھر وہ دروازے کی طرف بڑھی، شہروز نے بے بسی سے ازبک کو دیکھا۔

"زریں پھوپو کے لیے ایک رشتہ ہے میرے پاس اگر تم بیٹھ کر بات سن سکو تو۔" وہ جھٹکے سے پلٹی۔

"تمہارے بابا بھی بہت سے رشتے لائے تھے پر زریں جانم تیار نہیں ہوئیں۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"وہ میرے بابا تھے۔" وہ جو مڑنے والی تھی رکی اور پھر اسے دیکھا۔

"کیا تم واقعی زریں جانم کو منا لو گے؟"

"ہم دونوں کا این آئی سی کارڈ کہتا ہے میں تم سے چار سال بڑا ہوں..... سو ذرا تمیز سے مخاطب کیا کرو مجھے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

سے۔" اس نے کپ ٹرے میں رکھا اور بیڈ کے سرہانے سے تکیہ اٹھا کر سر کے نیچے رکھا۔

"ایک منٹ..... یہ میرا کمرہ ہے آپ کو شاید کوئی غلط فہمی ہوگئی ہے۔" وہ واپس پلٹی، تمیز سے مخاطب ہونے پر شہروز نے مسکراہٹ دبائی۔

"مجھے یاد ہے کہ ابھی میرا اور تمہارا کمرہ الگ الگ ہے لیکن ابھی تو ہم ایک لمبی گفتگو کرنے والے ہیں اس لیے تم کہیں بھی بیٹھ جاؤ۔" اس نے شان بے نیازی سے کہا۔

"ہم کوئی لمبی گفتگو نہیں کرنے لگے زریں جانم اگر مان جاتی ہیں تو بس۔"

"یعنی تمہیں مجھ پر اعتبار ہے۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں، اعتبار کیوں کرنے لگی لیکن آپ کے بابا ہرگز بھی زریں جانم کا برا نہیں سوچیں گے۔" اس نے گویا دامن بچایا..... ازبک نے بے ساختہ قہقہہ لگا کر اسے دلچسپی سے دیکھا، تکیہ سائیڈ پر رکھ کے وہ بیڈ سے اتر آیا۔

"ہم تم سے چھیں لیں گے یہ شان بے نیازی۔" اس کے سامنے کھڑے ہو کر ذرا سا اس کی طرف جھک کر بولا، وہ فقط گھور کے رہ گئی تھی۔

"میں تم سے بے وفائی کر کے جس سے پیار و وفا کرنے چلا تھا، اس نے مجھے میری اوقات یاد دلا دی۔" سیڑھیاں اترتی پلوشے اس بات پر برف کا مجسمہ بن گئی تھی..... اس نے تڑپ کر ازبک کو دیکھا جو مورے کے ساتھ صوفے پر بیٹھا تھا، مورے بار بار اپنے آنسو صاف کرتی اکبر خان کی ناکام زندگی کی داستان سن رہی تھیں اور زریں جانم سن سی بیٹھی اس کو دیکھ رہی تھی جس سے وہ محبت کرتی تھی اور جو اسے چھوڑ گیا تھا۔

"اکبر خان آپ کی زندگی اگر فلاپ ہو چکی ہے تو اس میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں، آپ ازراہ کرم یہاں صرف....."

"ماموں ہے وہ تمہارا تمیز سے۔" مورے نے ناگواری سے کہا۔

"ان ماموں کی وجہ سے جو برباد ہوا وہ میری پھوپو ہیں۔" وہ ان سے بھی زیادہ ناگواری سے بولی، اکبر خان جس لڑکی سے محبت کرنے لگا تھا وہ صرف محبوبہ رہنا چاہتی تھی بیوی اور ماں نہیں بننا چاہتی تھی، شادی کے آٹھ سال بعد بھی وہ جب ماں نہیں بنی تب اکبر خان کو لگا کہ یہ رب کی مرضی ہے وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ عورت ماں نہ بننے کے لیے کتنا گر چکی ہے اور جب اکبر کو پتا چلا تب اس کی پابندیوں اور نگرانیوں کی وجہ سے ان کے درمیان جھگڑے شروع ہو گئے اور وہ طلاق لے کر چلی گئی..... اگر صرف یہی مسئلہ ہوتا کہ وہ ماں نہیں بننا چاہتی تھی تو بھی اکبر خان اس کے ساتھ گزارا کر لیتا مگر وہ بے وفا تھی، وہ ان عورتوں میں سے تھی جو ایک مرد کے ساتھ نہیں رہتی ہیں۔

"میں اپنے قصور سے لاعلم نہیں ہوں پلوشے، میں نے بہت چاہا تھا کہ زریں کی شادی ہو جائے، میں نے اپنے کئی دوستوں کے رشتے لالا کے آگے پیش کیے مگر لالا مجھ سے بیر باندھ چکے تھے..... انہیں مجھ سے چڑ ہو گئی تھی، میں اپنے گھر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے آگاہ نہ تھا مجھے لگتا تھا کہ زریں کا دل دکھانے کی "آہ" ہے مگر پھر احساس ہوا کہ یہ زریں کی "آہ" نہیں "دعا" تھی کہ میں اس طرح تباہ نہیں ہوا جیسے مجھے ہو جانا چاہیے تھا۔"

"آپ نے زریں جانم کے لیے رشتے بھیجے؟" وہ جیسے متحیر ہوئی، اگلے پل اس نے غصے سے مورے کو دیکھا۔ "آپ نے سمجھ کیا رکھا تھا کہ ان کو رشتے نہیں مل رہے ہیں، یہ بے چاری اپاہج یا اجڈ گنوار ہے آخر کون ہے یہ..... کس لیے ہمدردی کر رہے تھے آپ ان سے؟" اس کا نفسیاتی پن عود کر آیا تھا۔ ازبک نے فوراً اس کو انجیکشن لگایا تھا جس کے بعد وہ نارمل ہو گئی تھی۔

"نہیں پلوشے ایسا کچھ نہیں تھا..... بس میں اندر سے گلٹ تھا۔"

"آپ کی شرمندگی اس دکھ کا مداوا نہیں ہو سکتی جو میرے باپ کو پہنچی، زریں جانم کو ہوئی، میرا باپ جو وادی

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کی قسمت بدلنے نکلا تھا، جو ہر گھر میں خوشیوں کے ڈیرے ڈالنے نکلا تھا اس کی اپنی بہن کو غم نے گھیر لیا تھا، میرا باپ جو اپنی بہن کی اجڑی زندگی دیکھ کر اندر ہی اندر ٹوٹتا رہا، میری پھوپو جو اپنی محبت کا ماتم بھی کھل کے نہ کر سکی کہ اس کے بھائی کو تکلیف ہوتی..... آپ کا گلٹ وہ سب ٹھیک نہیں کر سکتا۔"

"پلوشے بس کرو چپ ہو جاؤ۔" مورے کو ڈر تھا کہ کہیں اس کو دورا پھر نہ پڑ جائے۔

"جس طرح آپ نے میرے باپ کی بہن کو تکلیف دی تھی اگر میرا باپ کوئی اجڈ جنگلی ہوتا یا آپ کے خاندان کا وہی جاہل مرد ہوتا جو کہ اس خاندان کی روایات کے علمدار رہے تھے تو آپ کی بہن کو آپ کے گھر بھیج دیتا لیکن آپ کو اس وقت ان باتوں سے فرق نہ پڑنے والا تھا۔ اس وقت آپ کو صرف اپنی خوشیوں سے مطلب تھا..... اب آپ آگئے ہیں شرمندگی کا اظہار کرنے کے لیے جو آپ کو کبھی تھی ہی نہیں۔"

"یہ مت کہو پلوشے میں واقعی شرمندہ تھا اور بہت شرمندہ ہوں بھی۔" وہ اس کی آخری بات پر تڑپ کر بولے۔

"اس لیے کہ آپ کی بیوی بے وفا نکلی۔" اس کی بات پر ان کے لب بھنچے۔

"پلوشے۔" مورے یکلخت اٹھیں۔ "وہ شرمندہ ہے پلوشے، وہ معافی مانگنے آیا ہے، جو خوشیاں اس نے زریں سے چھین لی وہ اسے لوٹانے آیا ہے، وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے، وہ منا رہا ہے اسے اور تم مزید گلے شکوے کیوں لے بیٹھی ہو؟" انہوں نے اس کا بازو دبوچ کے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ متحیر ہوئی۔

"یہ شادی کرنا چاہتے ہیں، ان کی ہمت کیسے ہوئی زریں جانم سے یہ بات کرنے کی۔" اگلے پل وہ پھر سے بپھری، انجیکشن کا اثر ضائع ہو گیا تھا۔

"تم زریں جاناں کی خوشیوں میں رکاوٹ بن رہی ہو..... پوچھ سکتا ہوں کیوں؟" ازبک نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا اور پلوشے پر جیسے پانی پڑا، وہ یک دم ٹھنڈی برف سی ہو کر ازبک کو دیکھنے لگی۔ "زریں جاناں محبت کرتی ہیں ان سے اور جن سے محبت ہو ان کی ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں کیوں زریں جاناں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں۔" وہ کہتے ہوئے اٹھا اور آخری بات اس نے زریں جاناں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھی، زریں جاناں کے لب بھنچے، ان کی آنکھوں میں نمی اتری۔

"تو یہ رشتہ لائے ہو تم؟"

"ہاں..... یہ رشتہ لایا ہوں میں کیونکہ زریں جانم اور کسی کے لیے کبھی بھی ہاں نہیں کریں گی..... وہ ان سے اتنی ہی شدید محبت کرتی ہیں اور چاچو جو اپنی بیوی کی بے وفائی سے از حد دل برداشتہ ہیں ان کا چین و سکون بھی اب زریں جاناں کے ساتھ ہی ہے، چاچو راستہ بھٹک گئے تھے ورنہ انہیں زریں جاناں کا خیال ہمیشہ سے رہا تھا۔" اس کی بات پر پلوشے نے لب بھینچے۔

"اگر ان کی بیوی باوفا ہوتی تو کیا یہ لوٹ کر آتے زریں جاناں کے پاس؟" اس نے ازبک کو گھور کے دیکھا۔

"ایک امکانی بات کے پیچھے تم آنے والی زندگی کو برباد مت کرو۔" ازبک نے فوراً کہا۔ وہ چند لمحے تک ازبک کو دیکھتی رہی اور پھر باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"سردار خاناں میری بہن کو اس کے سسرال والوں نے گھر سے نکال دیا، آج اس کے یہاں چوتھی بیٹی کی پیدائش ہوئی ہے، وہ ظالم لوگ کہتے ہیں کہ بیٹا کیوں نہیں ہوا۔" وہ پھر احمقوں کی سردار بن بیٹھی تھی۔

"کہاں ہے تمہاری بہن کا سسرال؟" اس نے پوچھا۔

"ہم تحقیق کرتے ہیں پھر تمہیں بلاتے ہیں۔" اس نے فوراً سمجھ لیا کہ سردار کوئی سزا دینے والی ہے، وہ کبھی بھی ایسے جذباتی نہیں ہوتی تھی کہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہو،

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

وہ بہت تحمل سے فیصلے کرتی تھی..... اختلاف کی کوئی صورت نہ ہونے دیتی تھی مگر آج۔

"ہم کوئی تحقیق نہیں کریں گے..... اب بیٹیوں پر ہونے والے ظلم کی کوئی تحقیق نہیں ہوگی صرف سزا ہوگی..... ہم سب چلتے ہیں وہاں۔" وہ اس کے ساتھ آگے بڑھی تو مجبوراً ان لوگوں کو بھی چلنا پڑا جو اس جرگے میں شامل تھے اور پھر وہ ایک قافلے کی صورت ایک کمرے میں پہنچے تو پلوشے کی آنکھوں میں خون اتر آیا، ایک لڑکی درد سے بے حال ایک نومولود بچی کو لیے بیٹھی تھی اور اس کے گرد تین بچیاں بیٹھی تھیں۔

"بلاؤ ان کے باپ کو۔" لوگوں نے آگے بڑھ کے کمرے کا دروازہ بجایا۔

"سردار خاناں۔" کے آنے کا سن کر سب اپنی جگہ کھڑے ہوگئے۔

"اس لڑکی کا شوہر کون ہے؟"

"سردار خاناں..... آپ حکم کرتیں ہم آجاتے۔" وہ سب گھبرا گئے تھے۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

"فراز خان۔"

"تمہاری بیوی اور بیٹیاں ایسے روڈ پر کیوں بیٹھی ہیں فراز خان؟"

"وہ تو ہمارے بیچ ایسے ہی معمولی سا جھگڑا ہوا اور یہ گھر چھوڑ گئی..... یہ اس کی عادت ہے آپ گھر والوں سے پوچھ لیں یہ یہی کرتی ہے۔" وہ گڑبڑا کے بیوی کی طرف بڑھا۔

"نہ میں اندھی ہوں نہ تم میری آنکھیں بننے کی کوشش کرو..... درد سے بے حال ہوتی یہ عورت جسے اس وقت صرف بستر کی ضرورت ہے معمولی جھگڑے پر روڈ پر کیوں بیٹھے گی۔" وہ غرائی۔

"سردار خاناں میں اسے گھر لے جاتی ہوں، ہم یہ جھگڑا سلجھا لیں گے..... اس کے بڑے تو فضول میں آپ کو بلا کر پریشان کر رہے ہیں۔ آپ جو ہماری وادی کے لیے دن رات اتنی محنت کرتی ہیں تو کیا اب معمولی جھگڑوں کے لیے بھی ہم آپ کو پریشان کریں۔" گڑگڑا کے کہتی عورت کو اس نے استفہامیہ نظروں سے دیکھا، وہ اس کے پیروں کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

"میں ساس ہوں اس پاگل لڑکی کی۔" وہ بولی۔

"کتنی بیٹیاں ہیں تمہاری؟"

"چھ بیٹوں کی ماں ہوں میں سردار خاناں۔" وہ یکلخت تفاخر سے بولی۔

"اس کے چھ بیٹے لاؤ اور انہیں زندہ زمین میں گاڑ دو۔"

"سردار....." وہاں موجود ہر فرد خوش ہوا۔

"تمہارے ہر جھوٹ پر تمہارے ایک بیٹے کو گولی مار دوں گی، سچ بولو مجھ سے تمہاری بہو باہر کیا کر رہی ہے؟"

"تم اللہ کے معاملات میں ہوتی کون ہو دخل دینے والی کیا تم نے اپنی مرضی سے اپنے گھر چھ بیٹے پیدا کیے، کیا یہ تمہارے ہاتھ میں تھا؟ بیٹی اللہ کی رحمت ہوتی ہے، کیا تم کسی کی بیٹی نہیں ہو پھر انہوں نے کیوں تمہارا گلا نہ دبایا..... اب تم دیکھو کہ جیسا قہر تم نے اپنی پوتیوں پر نازل کیا وہی اب تمہارے بیٹوں پر کیسے گرتا ہے۔" وہ دم بخود تھی کیا کرنے والی تھی سردار خاناں اس کے بیٹوں کے ساتھ۔

"دفناؤ انہیں زندہ۔" اس نے اپنی ساتھیوں کو اشارہ کیا..... پہلے چار بیٹیوں کی ماں رو رہی تھی اب چھ بیٹوں کی ماں تڑپ رہی تھی۔

"سردار خاناں ایسا مت کریں..... ہم سے غلطی ہوگئی، ہمیں معاف کردیں۔" لڑکوں کے باپ چچا چلائے۔

"اللہ کی مرضی کے آگے اپنی مرضی چلانے والوں کو معافی دینے والا ناقابل معافی ہے۔ سو بھول جاؤ کہ سردار خاناں کی طرف سے تمہیں معافی ملے گی۔" وہ ہنسی، چلا چلا کے ان کے حلق سوکھ رہے تھے تو اطراف میں کھڑا ہر بندہ دم بخود تھا۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"سردار بہت سختی ہو جائے گی۔" ملیک بوڑھا آدمی بولا۔

"میں جو کر رہی ہوں صرف سختی ہے یہ جو کر رہے تھے وہ ظلم تھا۔" اس کی سانس ہاتھ پاؤں جوڑتے تھک گئی تو اٹھ کر بہو کی طرف لپکی۔

"تم کہو سردار سے..... وہ تمہاری بات مان لیں گی، میرے بچوں کو بچالو، اللہ کے واسطے میں وعدہ کرتی ہوں تمہاری بیٹیوں کو دل سے قبول کروں گی۔" اس کے کہنے پر بہو جیسے گہری نیند سے جاگی اور لپک کر سردار خاناں کی طرف آئی۔

"سردار خاناں رحم کردیں۔"

"ایسے بے رحم لوگوں کے لیے رحم مت مانگو جنہوں نے اللہ کی رحمت کا ایسے استقبال کیا کہ اسے دنیا کے سامنے تماشا بنادیا۔ اسلام نے ہمیں شعور دیا ہے پھر کیوں اب تک ہم اس زمانہ جاہلیت میں زندہ ہیں جب بیٹی پیدا ہوتے ہی دفنا دی جاتی تھی۔"

"سردار خاناں ایسا نہ کریں۔" وہ رونے لگی۔

"اگر میں نے ایسا نہ کیا تو یہ پھر تمہارے ساتھ اور تمہاری بیٹیوں کے ساتھ غلط کریں گے اور تب میں نہ آسکوں تو....."

"ہماری توبہ سردار، ہمارے باپ دادا کی توبہ جو ہم اب اسے تنگ کریں۔" وہ سب یک زبان ہو کر بولے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو واپسی جانے کا حکم دیا۔

"یہ لوگ دوبارہ ایسی ہمت نہ کریں گے لیکن پھر تنگ کریں تو تم....."

"سردار خاناں کے سیکرٹری کا نمبر ڈائل کردینا..... ہم اڑ کر بھی تمہاری مدد کو آئیں گے۔" پلوشے چونک کر پلٹی، وہ کب آیا اسے نہیں پتا لیکن ایک بڑا جم غفیر دیکھ کر بھی وہ متحیر ہوئی۔

"آپ تو سردار خاناں کے شوہر ہیں ناں؟" وہ لڑکی چونک کر بولی تو پلوشے نے مسکرا کر لڑکی کو دیکھا۔

"لالا نے بتایا تھا کہ آپ نے کہا ہے کہ میں اپنی چاروں بیٹیوں کو لے کر دروازے کے باہر بیٹھ جاؤں..... ورنہ جب انہوں نے مجھے نکالا تو میں تو اپنی مورے کے گھر جارہی تھی، سردار خاناں میری مدد کو اتنی جلدی آجائیں گی مجھے امید نہیں تھی۔"

"اور اتنا کچھ کر جائیں گی مجھے بھی نہیں پتا تھا۔" وہ برجستہ بولا اور پھر جو سردار خاناں کے نام کے نعرے بلند ہوئے تو ساری آوازیں دم توڑ گئیں۔ پلوشے آگے بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ آئی تھی تب کار کوئی اور ڈرائیو کر رہا تھا لیکن واپسی پر ازبک تھا۔

"یو آر بیسٹ سردار خاناں..... آج تم نے بہت اچھا کیا، اب کبھی وادی میں اللہ کی اس رحمت کو زحمت نہیں سمجھے گا کوئی۔"

"آج تو آپ نے بھی بہت اچھا کیا..... اپنی پبلسٹی کردی۔" اس نے مسکراتے ہوئے مرر سے پیچھے آنے والی گاڑیوں کی قطار کو دیکھ کر کہا، ازبک نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر دھیرے سے ہنس دیا۔

"اگر آپ کو لگا کہ میں ساری زندگی آپ کا ڈرائیور رہنے والا ہوں تو مسز آپ نے خود کو خود ہی دھوکہ دیا۔" اس کی بات پر وہ تلملائی۔

"آج میں ان لوگوں کی وجہ سے آپ کے ساتھ بیٹھی ہوں سمجھے آپ۔"

"اور کل آپ میری وجہ سے میرے ساتھ ہوں گی۔" وہ پراعتماد انداز میں بولا، مزید اس کے منہ نہ لگنے سے بہتر پلوشے نے کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھنا شروع کردیا۔

"ہم تم سے چھین لیں گے یہ شان بے نیازی۔" وہ گنگنایا اور پلوشے نے مٹھی بھینچی اور ذرا سا چہرہ گھما کر اسے دیکھا اور پھر مسکرادی تو وہ بے ساختہ ہنس دیا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو؟" کھانے کے بعد زریں نے اسے لائبریری کی طرف جاتے دیکھ کر پوچھا۔

بہت دیر بعد بھی وہ باہر نہیں نکلی تو وہ چلی آئیں..... یہ لائبریری بہت بڑی تھی اور اس کی ایک دیوار گلاس وال کی

Scanned with CamScanner

تھی جس سے حویلی کے پچھلے طرف نشیب کا سرسبز علاقہ اور پہاڑ ایک دلفریب منظر پیش کرتے تھے۔ باقی تینوں اطراف میں بک شیلف تھے اور درمیان میں بھی جگہ جگہ چھوٹے بڑے ریک رکھے تھے لیکن گلاس وال کے سامنے صرف ایک اونچی پشت والی کرسی تھی جو زریں جانم کے دادا مراد خان کی تھی۔ وہ یہیں بیٹھ کر کتابیں پڑھتے تھے، یہ حویلی بھی انہی کی تھی باقی دونوں حصوں میں حویلیاں بعد میں بنائی گئی تھیں اسی کرسی پر ابریز خان بھی بیٹھا کرتے تھے۔ اپنے بابا زریں کو یاد نہیں تھے کیونکہ وہ تب بہت ہی چھوٹی تھیں، مراد خان اس پوری وادی کے سردار تھے پھر ان کے ابو کے حصے میں وادی آئی تھی، اس کے بعد ابریز خان تھے جو ایک بڑے حصے کے سردار تھے اور اب پلوشے خان تھی جو اموقوں کی سردار تھی۔

"آپ کو پتا ہے میں یہاں کب آتی ہوں؟" وہ گلاس وال سے باہر دیکھ رہی تھی، وہ آ کر اس کے قریب کھڑی ہو گئیں۔

"جب یہ ذمہ داری بھاری لگنے لگتی ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "جب میرے اندر کی پلوشے خان مچلتی ہے کہ سب تباہ کر دو..... تب میں یہ سوچتی ہوں اس مسئلے میں میرے بابا کا فیصلہ کیا ہوتا۔" وہ اپنے بابا کی پگڑی کو دیکھ رہی تھی اور زریں اسے دیکھ رہی تھیں، بہت کم عمری میں بابا کی وفات نے اس کو نفسیاتی بنا دیا تھا۔

"وہ خود غرض انسان ہیں..... اپنی شرمندگی کی معافی مانگنے تو کیا آتے وہ کبھی اپنی بہن سے ملنے تک نہ آئے، کیا انہیں اپنی بہن کی تکلیفوں کی خبر نہ پہنچی ہوگی مگر وہ کبھی بہن کے خیال اور اس کی تسلی کو بھی نہ آئے..... میں انہیں سخت ناپسند کرتی ہوں، میں پلوشے خان انہیں بہت کچھ سنا چکی ہوں، میں یہاں آئی اور بابا کی شال لپیٹ کر میں نے بابا کے انداز میں سوچا تو میرا دل کھل گیا۔" اس نے نظریں پھر سے گلاس وال کے پار والے منظر پر ٹکائیں۔

"ان سے کہیں وہ اپنے بڑوں کو لے آئیں سردار خاناں کے لیے زریں جانم کی خوشی سے بڑھ کر کچھ بھی عزیز نہیں۔" زریں یک دم سے چونکیں پھر وہ سیدھی ہوئیں۔

"پلوشے.....!" وہ حال اور ماضی کے درمیان اٹکی رہتی تھی۔ کب کیا سے کیا بات کر دے کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

"میرے بابا آپ کی شادی چاہتے تھے۔"

"پلوشے میں نے شادی سے انکار اکبر خان کے لیے نہیں کیا تھا۔" زریں جانم نے نفی میں سر ہلایا۔ ان کے آنسو گرنے لگے۔

"آپ نے شادی بھی تو کسی سے نہیں کی ناں۔"

"پلوشے میں کیا کروں میرا دل نہیں مانتا تھا۔"

"آپ ایک روایتی عورت ہیں جس سے ایک بار محبت کریں تا عمر اس سے ہی وفا کریں چاہے وہ کتنی ہی تکلیف اور درد کا باعث کیوں نہ بن جائے پھر میری ہر محبت آپ کی خوشی کی راہ میں روڑے تو اٹکا سکتی ہے مگر آپ کو خوشی نہیں دے سکتی۔"

"پلوشے....." وہ رو دیں۔

"میرے لیے آپ کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں۔" اس نے ان کے کندھے پر اپنا بازو پھیلا کے ان کے سر کو چوما..... وہ روتی رہیں، اس نے بابا کی پگڑی اور شال اسی کرسی پر رکھ دی اور پھر وہ لائبریری سے باہر نکل گئی۔

"مورے....." اس کی آواز پر لاؤنج میں بیٹھے ازبک اور شہروز نے سر اٹھایا۔

"اکبر خان سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی فیملی کو لا سکتے ہیں۔" وہ کہہ کر فوراً مڑی، اسے ازبک اور اس کے چہرے پر ناچتی شریر سی مسکراہٹ کو دیکھنا نہیں تھا مگر وہ پھرتی سے اٹھ کر اس کے راستے میں آیا۔

"پلوشے تو ایسا فیصلہ نہیں کر سکتی اس لیے تمہارا شکریہ تو ادا نہیں کر سکتا لیکن اپنی روایتوں کو لے کر چلنے پر سلام پیش کرتا ہوں سردار خاناں کو۔"

"بکواس کر لی ہے تو اب راستے سے ہٹو۔" اس نے مسکرا کر کہا، وہ سر جھکا کر ایک طرف ہوا اور وہ آگے بڑھ

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

گئی۔

"کہیں دیا جلے کہیں دل....." پیچھے سے اس کی گنگناہٹ پر وہ بھنا کر پلٹی۔

"زریں جانم ان سے بہت محبت کرتی ہے اور وہ....." وہ فوراً بولا۔

"یہ بات مجھے تم بتاؤ اس کی ضرورت نہیں ہے..... میں ان کی خوشی سے بخوبی واقف ہوں۔" اس نے تڑخ کر کہا تو مورے نے اسے اس انداز پر خفگی سے دیکھا۔

"اور میری خوشی..... اس سے بھی واقف ہو۔" اس نے اسے گھورا۔ "کہاں میری....."

"ازبک لالا....." شہروز نے یک دم اسے پکارا، پلوشے کی نظر مورے پر پڑی اور پھر وہ پیر پٹخ کر مڑ گئی۔

"کیا ہے یار سارا رومینٹک سین برباد کر دیا۔" اس نے منہ بنایا۔

"اس رومینٹک سین کے بعد آپ کو ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہوتی، وہ آپ کا سر پھاڑنے والی تھیں۔" شہروز ہنسا تو ازبک بھی ہنس دیا، مورے نے تاسف سے دونوں کو دیکھا۔

"کیا ہوگا اس لڑکی کا؟"

"اس لڑکی کو چھوڑیں اور پاپا کو کال کریں، ان کے بیٹے نے ایک محاذ پر کامیابی حاصل کر لی ہے۔" اس نے مسکرا کے کہا تو وہ سر ہلا کر رہ گئیں..... نجانے ان کا بیٹا دوسرا محاذ کب فتح کرے گا۔

"اگر تم انہیں وشے جانم کہہ سکتے ہو تو ہم کیوں نہیں؟ تم ان کے چاچو کے بیٹے ہو تو ہم بھی ان کے ماموں کے بیٹے ہیں۔" وہ اپنے کمرے سے نکلی تو اس نے صفیان خان کی آواز سنی، وہ شہروز سے کہہ رہا تھا۔ وہ پندرہ سال کا تھا۔

"وشے جانم مہمان آ گئے ہیں میں آپ کو بلانے آ رہا تھا۔"

"السلام علیکم وشے جانم..... کیسی ہیں آپ؟" صفیان نے کہا۔

"وعلیکم السلام۔" وہ سنجیدہ سی کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

"آپ کو پتا ہے ہم لوگوں نے وادی کاوزٹ کیا، یہ بہت خوب صورت جگہ ہے۔ تاحد نگاہ پھیلی برف میں بھی سبزہ زار وادی اللہ کی قدرت ہے۔" وہ اس کے ساتھ چلنے لگا، لاؤنج میں تیمور خان زمرد، ذاکر اور ان کی وائف زرمینے شاکر سب موجود تھے، تانیہ بھی آ گئی تھیں۔

"السلام علیکم!" ہنستے مسکراتے وہ لوگ یک دم سنجیدہ ہوئے تھے۔

اس کی مخصوص سردارانہ کرسی پر ازبک موجود تھا اور وہ یقیناً اسے چڑانے کے لیے وہاں موجود تھا، اس نے ازبک کو دیکھا وہ آنکھوں میں شرارت لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ بے حد سنجیدہ چہرے کے ساتھ شاکر کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

"تم نے زریں کے لیے یہ پرپوزل ایکسپٹ کر کے اچھا کیا پلوشے۔" ذاکر کی وائف تانیہ خان کی نند بھی تھیں..... تانیہ نے کہا تو طاہرہ نے فوراً تائید میں سر ہلایا۔

"زریں جانم کی خوشیوں سے بڑھ کر ہمیں کچھ بھی عزیز نہیں۔" اس کے اتنے سنجیدہ چہرے پر تانیہ کو پیار آیا، وہ اٹھ کر اس کے نزدیک آئیں اور ہاتھ بڑھا کر اسے کھینچ کر اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

"وشے جانم کبھی تو مسکرایا کرو، بچپن میں اسی چہرے کے ساتھ دیکھا تھا تمہیں..... یاد ہے ثانیہ اس کی ہنسی کے لیے میں اسے کتنی گدگدی کرتی تھی۔" ان کے کہنے پر مورے کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری، بچپن میں ان کی بیٹیاں تانیہ کی بہت لاڈلی تھیں۔

"دیکھا شہروز، پھوپو نے بھی انہی وشے جانم کہا پھر میں کیوں نہیں کہہ سکتا۔" صفیان کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔ شہروز نے پلوشے کو بے بسی سے دیکھا۔

"تمہیں کس نے منع کیا وشے جانم کہنے سے؟" تانیہ نے چونک کر صفیان کو دیکھ کر کہا۔

"شہروز کہہ رہے ہیں کہ ہم نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ ان

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کے بابا کہتے ہیں اور بس شہروز کہہ سکتا ہے کیونکہ یہ....." تانیہ نے قہقہہ لگایا تو صفیان کی بات ادھوری رہ گئی۔

"ارے نہیں شہروز پلوشے کو یہ نام ابریز لالا نے نہیں دیا تھا۔" وہ شہروز کی طرف مڑیں۔ "اصل میں، میں اور زریں فلموں کی بہت شوقین تھیں اور بچوں میں ازبک، بہرام، شہروز تھے ذرا سمجھ دار بچے تو ہم دونوں ان کو لے کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ بہرام لندن میں تھا، شہروز کو شوق نہ تھا اور ازبک بچتا تھا ہم دونوں کے ساتھ سے، یہ بھی فلمیں دیکھتا تھا۔ یاد ہے بھابی آپ کو آپ کتنا غصہ کرتی تھیں کہ اس کی نظر کمزور ہو جائے گی مگر یہ پھر بھی ہمارے ساتھ رہتا تھا۔" وہ زمرد سے بولیں۔ "ایک فلم ہم نے دیکھی اس کی ہیروئن بہت سنجیدہ چہرے کی تھی بالکل پلوشے کی طرح، یہ بچپن سے ہی ایسی ہے، دو سال میں بھی ورشے نارمل بچہ تھی اور پلوشے اسپیشل..... تو بس ازبک نے اس ہیروئن کا نام پلوشے کو دے دیا تھا وشے جانم۔" کرسی کی سائیڈ پہ اپنی انگلی سے ایک دائرہ بناتا دلچسپی سے تانیہ کو دیکھتا ازبک بری طرح چونکا تو اس کے ہاتھوں کی حرکت بھی رکی۔

"میں نے.....! تانیہ پھوپو میں نے؟" اس نے حیرت سے تانیہ کو دیکھا جو آگے بھی مسلسل کچھ بول رہی تھیں پھر اس نے پلوشے کو دیکھا۔

"میرے بابا مجھے کہتے تھے پیار سے۔" اسے ابھی کچھ دن پہلے کہی پلوشے کی بات یاد آئی..... وہ اٹھ کر تانیہ کے پاس آیا۔

"پھوپو آپ نے کیا کہا میں نے یہ نام دیا پلوشے کو؟" اس نے پھوپو کا رخ اپنی طرف کیا تو وہ پلوشے سے الگ ہوئیں۔

"ہاں ناں..... تم نے ہی تو یہ نام رکھا تھا اس کا۔"

"میں بچپن سے پلوشے کو جانتا ہوں؟" وہ حیرت زدہ ہوا تو تانیہ کھلکھلا کر ہنس دیں۔

"کیوں نہیں جانتے ہوں گے بھئی..... وہ تمہاری پھوپو کی بیٹی ہے۔"

"اوہ ہاں، ہم نے بچپن ساتھ گزارا ہوگا..... ہم کتنے سال کے تھے جب یہاں سے گئے تھے؟ مام آپ کو یاد ہے۔" وہ اپنی ماں کی طرف مڑا۔

"نو سال کے تھے تم جب ہم اس وادی کو چھوڑ کر گئے تھے۔"

"ارے یہ تو اچھا خاصا طویل عرصہ ہے پھر تو بہت سی باتیں ہوں گی جو آپ لوگ....."

"تیمور خان....." دھیرے سے اس نے پکارا تو سب جواز بک کو حیرت زدہ دیکھ کر دلچسپی سے مسکرا رہے تھے چونک کر مڑے اور وہ اپنی کرسی پر اپنے مخصوص انداز میں موجود تھی۔

"اس حویلی میں سیاہ سفید کی مالک میری ماں ہیں..... میں اگر سردار ہوں تو حویلی سے باہر یہ رشتہ میں صرف مورے اور زریں جانم کی خوشی کے لیے بادل نخواستہ نبھا رہی ہوں کیونکہ زریں جانم جیسی حساس عورت کی زندگی میں اکبر خان جیسے خود غرض انسان کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی کجا کہ شادی کر دینا۔" ازبک نے اچنبھے سے اس کے انداز کو دیکھا، اس نے ایک فائل میز سے اٹھائی اور شہروز کی طرف بڑھائی، شہروز نے آگے بڑھ کر وہ فائل لی اور تیمور خان کے ہاتھ میں تھما دی۔

"یہ اکبر خان کی جائیداد کی تفصیل ہے۔" تیمور خان کی سوالیہ نظروں کے جواب میں اس نے کہا تو سب نے فائل کی طرف دیکھا۔

"یہ وہ دولت ہے جو انہوں نے شہر جا کر کمائی۔" تیمور خان نے فائل کھولی۔

"ان سے کہیں کہ اس جائیداد کا ففٹی پرسنٹ زریں جانم کے نام کر دیں۔" سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بطور حق مہر۔"

"بالکل صحیح..... جب زریں اس کی تھی تو چھوڑ کر چلا گیا تھا اب ناک تو رگڑنی پڑے گی اسے۔" تانیہ ہنستے ہوئے بولیں۔

"ان سے کہہ دیجیے گا کہ یہ آدھی پراپرٹی کیش کی صورت میں ہو تاکہ زریں جانم اسے وادی کے فنڈز میں

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

جمع کروا سکیں۔"

"ہیں.....!" تانیہ خان اور ذاکر کے منہ سے نکلا پھر مورے گڑبڑا کے اٹھیں، ہال میں ایک دم سے سنجیدگی چھا گئی تھی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟" مورے نے اسے گھورا۔

"یہ مہر آپ کو بکواس لگ سکتا ہے کیونکہ وہ انسان آپ کا بھائی ہے لیکن مجھے اس پر اعتبار نہیں، وہ پھر دوبارہ زریں جانم کو اکیلا چھوڑ سکتا ہے سو یہ سب زریں جان کی سکیورٹی کے لیے ہے۔" وہ اطمینان سے بولی۔

"میں حق مہر کو بکواس نہیں کہہ رہی، میں اسے وادی کے فنڈز میں جمع کروانے کو بکواس کہہ رہی تھی۔" مورے نے تلملا کر کہا۔

"حق مہر اتنی بڑی صورت میں ہو تو شوہر سے زیادہ مجبور اور بیوی سے زیادہ کوئی نہیں ہوتا..... سو وہ یہ واپس بھی لے سکتے ہیں اور ویسے بھی زریں جانم کے نان و نفقہ کے مالک تو اکبر خان ہوں گے پھر وہ اتنی بڑی اماؤنٹ کا کیا کریں گی۔" وہ منہ بنا کے بولی۔

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کا اتنا بڑا اماؤنٹ میکے والے لے لیں؟" مورے کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سب کے سامنے اس کو دو تھپڑ جڑ دیں، ایک بار پھر ان کی بیٹی نے انہیں بہن بھائیوں کے آگے بولنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

"جان و مال لگا کر انسانیت کی خدمت کرنا انسان کا فرض ہوتا ہے، بینکوں میں دولت رکھنے سے بہتر ہے انسانیت کی فلاح و بہبود میں اپنا حصہ ڈالا جائے۔" اس سے جیت جانا مورے کے بس کی بات نہیں تھی۔

"تم آدھی کی بات کر رہی ہو میں اپنی پوری دولت حق مہر کر رہا ہوں زریں کو..... میں اب وادی سے واپس نہیں جانا چاہتا..... میں یہیں رہوں گا اور ہم یہیں کوئی کام دیکھ لیں گے جس سے میں زریں کا خرچ اٹھا سکوں۔" اکبر خان اندر داخل ہوئے تو وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولی۔

"آپ کی مرضی ہے۔" مورے نے لب بھینچ لیے، ان کی بیٹی انہیں پاگل کر ڈالے گی یہ طے ہو گیا۔

"اکبر خان کی جائیداد کی یہ تفصیل تمہیں کس نے مہیا کی؟" تیمور خان نے ازبک خان کو گھورتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"میں جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔"

"حالت دیکھیں آپ اپنے بیٹے کی..... کس طرح اس کے اشاروں پر چل رہا ہے۔" وہ جھنجلا کر زمرد سے بولے۔

"پاپا میں اس کا سیکرٹری ہوں..... وہ جو کہے گی میں کروں گا، میری مجبوری ہے، اس نے مجھ سے چاچو کے اکاؤنٹ کی تفصیل مانگی میں نے دے دی..... اب اس میں "بیوی کا غلام" کہلائے جانے کی کیا بات ہے۔" وہ مصنوعی ناراضی سے بولا تو تانیہ اور زرمینے ہنس دیں۔

"اور کیا..... بیوی کا غلام تو دن کو رات اور رات کو دن کہتا ہے، ازبک ایسا نہیں کرتا۔" تانیہ نے کہا تو وہ بھی ہنس دیا۔ تیمور نے فائل میز پر رکھی اور تاسف سے سر ہلاتے اٹھ گئے، وہ اپنے پاگل بیٹے کا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ زمرد نے لب بھینچ کر اسے دیکھا جو بے حد اطمینان سے اپنی مخصوص انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"ازبک....." کی بورڈ پر چلتی اس کی انگلیاں رکیں اور اس نے مورے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا جبکہ مورے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

"آپ سوئیں نہیں؟" وہ جلدی سو جاتی تھیں، اسی لیے اس کو حیرت ہوئی۔

"یہی میں تم سے پوچھوں تو؟"

"میں کچھ کام کر رہا تھا۔" وہ مسکرایا۔

"اور میں شکرانے کے نفل پڑھ رہی تھی..... آج زریں خوش ہے تو لگ رہا ہے دل سے کوئی بوجھ اتر گیا ہو۔" وہ اس کے برابر بیٹھیں تو وہ مسکرا دیا۔

"مگر پلوشے اس فیصلے سے خوش نہیں ہے۔"

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"اسے تو چھوڑ دو..... اس لڑکی کی تو بالکل سمجھ میں نہیں آتی مجھے..... کس قدر شرمندہ کیا اس نے حق مہر کو وادی کے فنڈز میں جمع کروا کے۔"

"وہ میرا حق ہے بھابی۔" زریں کے ہاتھ میں چائے کے مگ تھے، ایک اس نے ازبک کی طرف بڑھایا۔

"تو اپنے پاس رکھو..... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"بھابی میں اس کا کچھ بھی کروں آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" ان کے جواب پر مورے نے منہ بنایا، ازبک کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"تم لوگ لگتا ہے خاص کام کر رہے ہو اور میں اس میں مخل ہو رہی ہوں۔"

"چاچو نے کہا ہے کہ چچی کے لیے ان کی پسند کا گھر تیار کروا دوں تو بس مختلف گھر چچی کو وزٹ کروا رہا تھا۔" اس نے اسکرین کی طرف اشارہ کیا، مورے کی اسکرین پر نظر گئی تو ان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اللہ برتا اور بسنا نصیب فرمائے آمین۔"

"آمین....." ان کی دعا پر دونوں نے کہا پھر وہ اٹھنے لگیں تو ازبک کو خیال آیا۔

"پھوپو....." انہوں نے اسے دیکھا۔

"آپ کو یاد ہے میرے بچپن کی باتیں۔"

"مائیں کہاں بھولتیں ہیں بچوں کا بچپن۔" وہ مسکرائیں۔

"ہے تو یہ غیر مناسب بات کہ آپ سے کہوں لیکن کیا واقعی میں بچپن سے پلوشے کو پسند کرتا تھا؟ ایکچولی مجھے یاد نہیں ہے۔" اس نے ذرا ہچکچاتے ہوئے کہا تو زریں بے اختیار ہنس دیں۔ ثانیہ کی مسکراہٹ بھی بے اختیار ہی تھی۔ اس کا انداز ہی ایسا تھا پھر وہ واپس بیٹھ گئیں۔

"جب پلوشے، ورشے پیدا ہوئی تھیں تو مجھے ان کو سنبھالنا مشکل ہوتا تھا، تین دن تو میں یہ سمجھتی رہی کہ دونوں بہت روتی ہیں پھر بھابی سوا مہینہ نہا کر میرا کو لے آئیں تو تم بھی ساتھ تھے اور تم نے کچھ ہی دیر میں نوٹس کیا کہ پلوشے نہیں روتی ورشے روتی ہے اور بہت زیادہ روتی ہے۔ تب ہمیں بھی احساس ہوا کہ پلوشے صرف بھوک لگنے پر روتی ہے اور ورشے بلاوجہ بھی روتی ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا، وہ دلچسپی سے سننے لگا۔

"تم پہلے تو اپنی ماں کے بغیر آتے نہیں تھے پھر اکثر آنے لگے تھے۔" زریں نے مسکرا کر اپنی یادداشت کا حصہ ڈالا۔

"اور اس طرح آنے کی وجہ پلوشے ہوگی۔" اس نے مزے سے کہا تو دونوں مسکرائیں۔

"تم ان دونوں میں سے ہمیشہ پلوشے کے قریب تھے۔" ثانیہ مسکرائیں۔

"لالا ہمیشہ کہتے تھے کہ پلوشے میں ان کو دے دوں تاکہ ان کا بیٹا اپنے گھر رک جائے۔" وہ بھی مسکرایا۔

"پھر جب ورشے کے لیے نازنین بہرام کا رشتہ لائی تو لالا بھی سنجیدہ ہو گئے کہ پلوشے کا بھی نکاح کر دیا جائے لیکن اپنی دونوں بیٹیوں کا اتنی چھوٹی عمر میں نکاح کرنا مجھے مناسب نہ لگا اور میں نے لالا کو منع کر دیا۔ مجھے اپنی روایتوں سے ڈر لگتا تھا..... میں اپنی پھوپو کی طرح اپنی بیٹی کو ان روایتوں میں پستے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔" وہ ذرا اداس ہوئیں۔

"اللہ کا شکر ہے اس نے ہماری بچیوں کے نصیب اچھے کیے۔" زریں نے فوراً کہا۔

"پھوپو نو سال ایک بڑی عمر ہوتی ہے اگر میں پلوشے سے اتنا اٹیچ تھا تو پھر وہ مجھے یاد کیوں نہ رہ سکی۔" وہ حیران ہوا۔ جبکہ وہ دونوں معنی خیزی سے مسکرائیں، کھیل تو اب شروع ہونے جا رہا تھا۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ شمارے میں)

Nadia Majid

www.naeyufaq.com

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

مجھے عشق ہے

عائشہ نور محمد

"کیونکہ تمہارے سامنے ان باتوں کو دہرایا نہیں گیا...... جن چیزوں کو دہرایا نہ جائے وہ ذہن سے محو ہو جاتی ہیں۔" زریں نے جواب دیا تو وہ ان کو دیکھنے لگا۔

"پھر پلوشے کو میں... ہوں گا آپ لوگ تو میری باتیں کیا کرتے ہوں گے اس کے سامنے؟" اس نے پوچھا تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر زریں کے لب بھینچ گئے۔

"وہ پانچ سال کی تھی جب تم یہاں سے گئے تھے...... وہ تم سے بہت اٹیچ تھی۔ تم اس کے واحد دوست تھے، وہ تمہارے جانے کے بعد اتنا بیمار ہوئی کہ ہمیں لگا وہ نہیں بچ پائے گی اور ہم نے بہت کوشش کی کہ وہ تمہیں بھول جائے...... شروع شروع میں تو لالا کال کرتے اور پلوشے تمہاری آواز سن کر اتنا روتی کہ سنبھالنا مشکل ہو جاتا تو ہم نے یہ سلسلہ بھی ختم کر دیا اور پھر کبھی ہم نے اسے یاد نہ کرایا کہ اس کا کوئی دوست بھی تھا جو اسے بہت عزیز تھا۔" وہ تکلیف سے کہہ رہی تھیں اور وہ دم بخود سا سن رہا تھا۔ اس کے ذہن پر تو اس دوستی کا سایہ بھی نہ تھا، جو پلوشے کے دل میں اتنی گہری تھی۔

"صرف پلوشے ہی نہیں ابریز لالا بھی بہت تکلیف میں تھے تیمور لالا کے جانے سے...... ان کا بھی دل بہت دکھا تھا، وہ بھی خود کو جیسے سنبھال نہ پا رہے تھے تو بس پھر کبھی ذکر نہ ہو سکا ہم سے دور جانے والوں کا۔" زریں افسردہ سی بولیں۔ چند لمحوں کے لیے ایک خاموشی سی در آئی تھی ان سب کے بیچ...... جانے والے سوچتے ہی نہیں پیچھے رہ جانے والے کتنے تڑپتے رہ گئے، دروازہ کھولتی پلوشے ٹھٹک کر رکی۔ اس وقت وہ تینوں لاؤنج میں اسے حیران کر گئے، وہ کام کرتے کرتے تھک گئی تو اپنے لیے کافی لینے اٹھی تھی،

www.pklibrary.com

ملازمین تو اس وقت اپنے کوارٹرز میں چلے جاتے تھے وہ اکثر رات دیر تک جاگتی تو اپنے لیے چائے، قہوہ یا کافی خود بنا لیتی تھی۔

"آؤ پلوشے ہم گزرے ہوئے دنوں کو یاد کررہے تھے...... تم بھی اس سفر میں ہمارا حصہ بنو۔" ازبک نے اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس آنے والے دنوں کے لیے اس قدر کام ہے کہ گزرے دنوں کو یاد کرنے کی فرصت نہیں۔" وہ نخوت سے بولی تو ازبک حیران ہوا۔

"پھوپو پلوشے جب میرے جانے کے بعد بیمار ہوگئی......" وہ چونک کر اس کو دیکھنے لگی اس کا مطلب وہ سب جان گیا تھا۔

"جب میں یہاں تھا یہ مجھ سے اتنی اٹیچ ہوگی تھی اور میری ہر بات... منع ہوگی۔" اس بات پر اس نے متحیر سی ایک نظر ماں پہ ڈالی، زریں اور ثانیہ یک دم ہنسی تھیں، اس کے ماتھے پر کئی بل آئے، ان کو تو اس کا راز رکھنا چاہیے تھا۔

"تمہاری بات تو پلوشے کے لیے حرف آخر ہوتی تھی۔" اس نے ضبط سے ماں کو دیکھا، بے حد غصے کی وجہ سے اس کی پیشانی کی رگ ابھر گئی تھیں۔ وہ لوگ اپنی باتوں میں مصروف تھے۔

"پلوشے اور ورشے کے لیے ابریز ہر شے ایک جیسی لاتے تو دونوں کو پہچاننا بھی مشکل ہوتا...... ایک بار ورشے اور سمیرا کی لڑائی ہوگئی اور شکایت میں نام یہ آیا کہ پلوشے نے سمیرا کو مارا ہے...... میں نے اسے ڈانٹا یہ لب بھینچے کھڑی رہی تھی۔" ازبک نے مسکرا کر اسے دیکھا جواب بھی لب بھینچے کھڑی تھی۔

"پھر تم آگئے...... تم یقین کرنے کو تیار نہیں تھے کہ پلوشے نے مارا ہوگا، ورشے نے مارا ہوگا کیونکہ یہ شرارتی ہے۔ یہ تمہارا کہنا تھا...... پیار سے بلا کر ورشے سے پوچھا تو اس نے فوراً اعتراف کرلیا کہ سمیرا سے لڑائی اس کی ہوئی تھی...... پلوشے نے ڈانٹ کھا کے بھی نہیں کہا کہ اس نے نہیں مارا تو یہ تین سال کی عمر میں اس کا بڑا پن تھا کہ یہ ورشے کو اس ڈانٹ سے بچا رہی تھی تب تم نے اپنا رومال اس کے سر پر باندھ دیا تھا۔" وہ کہہ رہی تھیں۔ "یہ اسکارف پلوشے اور ورشے میں فرق کرے گا اور پھر کبھی ورشے کے کیے کی سزا پلوشے کو نہیں ملے گی...... وہ اسکارف پھر کبھی نہیں اترا پلوشے کے سر سے...... یہ فرق ہمیشہ ان دونوں کے بیچ رہا۔"

"آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پلوشے میرے کہنے سے اسکارف لیتی ہے۔" وہ خوشگوار حیرت میں گھرا...... پلوشے نے سلگ کر اسے دیکھا۔

"تمہارے کہنے سے کیوں لینے لگی...... یہ میں اس لیے لیتی ہوں کہ یہ اللہ عزوجل کا حکم ہے۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"اوہ رئیلی...... یہ اسکارف میرے کہنے سے لیا اس نے......" وہ پھر مسکراتے ہوئے بے یقینی سے بولا تو وہ پیر پٹخ کر وہاں سے چلی گئی۔ وہ تینوں ہنس دیئے تھے...... داستان ابھی جاری تھی۔

❁......❁......❁

"ورشے کب تک آؤ گی تم؟" ورشے کی شادی کو چھ ماہ ہوگئے تھے۔

"میں تو اڑ کر آنے کو تیار ہوں پھوپو مگر ہمیں ابھی تک سیٹ نہیں ملی تو میں آپ کی مہندی والے دن ہی آسکوں گی۔" وہ جتنی ایکسائیٹڈ تھی اتنی ہی دور تھی، ایک ماہ تیاریوں میں کیسے گزرا پتا ہی نہ چلا، ازبک نے بہت حسین سا شاکر کی حویلی میں اکبر خان کا پورشن سجایا تھا کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے تھے، ان کا چیئر لفٹ کا منصوبہ بھی چھ ماہ میں تکمیل کے مرحلے میں داخل ہورہا تھا۔ جتنی پلوشے نے محنت کی تھی اس سے کہیں زیادہ پھل مل رہا تھا۔ وادی کے لوگوں کو سردار سے پہلے سے زیادہ محبت ہوگئی تھی اور پھر وہ دن بھی آگیا جس کا زریں نے برسوں انتظار کیا تھا۔ انہیں اکبر خان کی دلہن بنایا جارہا تھا...... وہ خوش تھیں اگرچہ ویسے تو نہیں جیسے کچھ برس قبل ہوتیں، بہت سی آرزوئیں اور چاہتیں تو وقت کے ساتھ بوڑھی ہوگئی تھیں بہرحال وہ

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

رخصت ہو رہی تھیں اور سردار خاناں اپنی ذمہ داری سے بری ہو رہا تھا۔

"سردار خاناں..... تمہاری فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاتی ہے۔" بہرام نے حیرت سے پلوشے کو کار سے اترتے دیکھا۔ وہ تو ورشے کے آنے کی اطلاع پا کر بہرام کو بمشکل سلام کر کے تیز قدموں سے اندر کی طرف بڑھ گئی تھی..... ازبک نے بہرام کو خوشی سے دیکھا مگر وہ متحیر ہوا۔

"تم اس کے ادنیٰ کارکن تھے، تمہارے ساتھ کیسے بیٹھ سکتی تھی؟" اس نے مسکرا کر کہا تو بہرام سلگ اٹھا۔

"تو تم بڑے اعلیٰ کارکن ہو۔"

"کارکن کو تو اس نے لفٹ نہیں دینی..... میرا پلس پوائنٹ یہ ہے کہ میں اس کا شوہر بھی ہوں۔"

"شوہر بھی وہ جسے تسلیم نہیں کرتی وہ۔" بہرام نے چھیڑا۔

"نہ تسلیم کرے، کیا فرق پڑتا ہے، وادی تو جانتی ہے مجھے اور وہ مانتی بھی ہے کہ....."

"کیا فرق پڑتا ہے۔" وہ اس کی بات کاٹ کر ہنسا، ازبک نے مسکرا کر دیکھا۔

"یہ فرق پڑتا ہے میری جان کہ آپ اس کی طرف نظر اٹھا کے نہیں دیکھ سکتے، وہ آنکھیں نکال دے گی۔" وہ اسے زچ کر رہا تھا۔

"اسے دیکھنے کے لیے مجھے نظر اٹھانے کی ضرورت نہیں وہ میرے دل میں بستی ہے۔" اس نے اپنے دل پہ انگلی رکھ کر کہا۔

"کچھ نہیں ہو سکتا اس کا۔ بہرام اندر چلو تم۔" اسید نے پیچھے سے پکارا۔

"دعا گو ہوں تمہارے لیے کہ کب یہ نیا پار لگے گی۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ مارتا اندر کی طرف بڑھ گیا تو وہ مسکرا کر اس کے پیچھے چلنے لگا..... اندر سب جمع تھے آج زریں کی مہندی تھی اور ساتھ ہی نکاح بھی، نازنین اور حشام بھی آ گئے تھے، وہ لوگ اندر آئے تو ورشے، پلوشے سے لپٹی بے تحاشا رو دی تھی۔

"یا اللہ..... کتنے ظلم کے پہاڑ توڑ دیے اس پر..... اس قدر رونا۔" ازبک حیران ہوا۔

"یار ہماری شادی کو چھ ماہ ہو گئے لیکن تم ابھی تک اسے راضی نہ کر سکے۔" بہرام حیران تھا کہ ان کا رشتہ اب بھی وہی تھا۔

"شمروز....." ازبک نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے شمروز کو حیرت سے دیکھا جو ایک صوفے پر بیٹھا ہاتھ میں جوس لیے اب پلوشے کو دیکھ رہا تھا۔

"پاپا نے اس کا علاج کروایا ہے..... میں نے بتایا تو تھا کہ وہ اب ٹھیک ہو گیا ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے..... مگر وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" وہ اس بار پریشان ہوا۔

"میں بھی حیران ہوں، جب اس نے کہا کہ وہ بھی خالہ کی شادی میں آنا چاہتا ہے۔" بہرام نے بتایا تو ازبک کے لب بھنچے اور عین اسی پل پلوشے کی بھی نظر شمروز پر پڑی تو وہ بھی چونک گئی..... وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا، وہ بھی اسے دیکھتی رہی، ان دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے نہ ہی نفرت تھی نہ ہی غصہ، بس خالی نظروں سے وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

"سردار خاناں..... آپ کے لیے پانی۔" ایک لڑکی کی آواز پر چونک کر شمروز سے نظر ہٹا کے جیسے واپس ہال میں آئی پھر مسکرا کر اس کے ہاتھ سے پانی لیا۔ البتہ شمروز نے اب تک اس پر سے نظر نہ ہٹائی تھی۔

"اور اب خالہ کہاں ہیں؟"

"وہ بالکل گم صم سی رہتی ہیں۔" وہ افسوس سے بولا، ازبک کے لب بھنچے وہ آگے بڑھ کر شمروز کے سامنے کھڑا ہوا تو شمروز نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیسے ہو؟" شمروز نے اسے دیکھا اور پھر ایک نظر پلوشے پر ڈالی۔

"ہم دونوں ایک دوسرے کے خالہ کے بیٹے ہیں، ہم میں کافی گہری دوستی ہونی چاہیے تھی مگر ہم دونوں کبھی دوست نہیں بنے، بچپن میں اس لڑکی کی وجہ سے۔" وہ رکا اور ازبک

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کو دیکھا۔ ازبک نے بھی چونک کر اسے دیکھا، کیا شمروز کو اپنا بچپن یاد تھا پھر وہ کیوں بھولا؟ اسے واقعی حیرت ہوئی۔

"اور آج بھی اس لڑکی کی وجہ سے....." اس نے پھر سے پلوشے کو دیکھا۔

"تم یہاں کھڑے میری خیریت میں تو بالکل انٹرسٹ نہیں ہو، تم یقیناً میرے ارادے جاننا چاہتے ہو۔" اس نے گلاس سائیڈ میں رکھا اور دھیرے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"پلوشے خان کی موت اور بس....." وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا اور ازبک خان بت بنا اسے دیکھتا رہا..... کیا کہہ رہا تھا وہ؟ کیا وہ پاگل ہوا تھا۔

"ازبک....." حشام ماموں نے پکارا تو وہ چونک کر ان کی طرف مڑا۔

"کیا ہوا..... تم ٹھیک ہو ناں؟" وہ حیران ہوئے اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر۔

"اس کے ساتھ ہمدردی نہیں کرنی تھی آپ کو، یہ اس قابل نہیں ہے۔" وہ دھیمے سے بولا۔

"میں جانتا ہوں وہ بگڑا ہوا بچہ ہے ازبک مگر مجھے امید ہے وہ ٹھیک ہو جائے گا اور جان لے گا کہ وہ غلط تھا..... اصل میں تبریز نے اسے صحیح اور غلط کی تمیز ہی نہیں دی۔" انہوں نے اس کا کندھا تھپتھپایا، وہ پریشانی سے ان کی شکل دیکھتا رہا۔ وہ کیسے انہیں بتائے کہ وہ اب بھی سدھرنے والا نہیں ہے مگر ظاہر ہے وہ بھی سمجھنے والے نہ تھے، وہ گہرا سانس لے کر باقی سب لوگوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ورشے، پلوشے اپنے کمرے میں جا چکی تھیں۔

"اور تمہارا کب تک ارادہ ہے شادی کا؟" وہ اسید کے برابر میں بیٹھا تو اسید نے مسکرا کر شرارت سے پوچھا۔

"فی الحال تو نہیں..... وادی میں بہت سے کام باقی ہیں، میں نہیں چاہتا کہ میں پلوشے کو کسی نئے معاملے میں الجھاؤں۔" اسید نے حیران ہو کر اسے دیکھا پھر متاثر کن انداز میں بولا۔

"یعنی تم بھی وادی میں انٹرسٹ ہو گئے ہو؟"

"اچھائیاں کرنا کسے برا لگتا ہے۔" وہ مسکرایا پھر کھانے کی اطلاع پر وہ سب ہال کی طرف بڑھے تھے۔ پلوشے اور ورشے بھی آ گئیں مگر دونوں بس ایک دوسرے میں مگن تھیں۔

"میری ایک عدد بیگم ہیں جو کھانے کی میز پر میرا بہت خیال رکھتی ہیں اور مجھے ان کی اتنی عادت ہے کہ اب مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا کھانا کیسے شروع کروں۔" بہرام کی بات پر ورشے ایک دم سے جھینپ گئی جبکہ باقی سب مسکرانے لگے تھے۔

"تمہارا مطلب ہے تمہیں اپنا عادی بنا کر اس نے غلطی کی ہے، اب وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتی؟" اپنی طرف کھانے کی ٹرے کرتے ہوئے پلوشے نے کہا تو مورے نے گھورا، اس نے سر جھٹکا اور کھانے پر جھک گئی۔

"نہیں بھئی میں وہ ظالم شوہر نہیں ہوں مگر اتنی اجازت بھی نہیں ہے کہ مجھے ہی نظر انداز کرتی رہے میری بیوی۔" اس نے یہ طنز جس پر کیا وہ مسکراتے ہوئے اپنے کھانے کی طرف متوجہ تھا، پلوشے نے چونک کر سر اٹھا کے بہرام کو دیکھا اور پھر اس کے لب بھنچ گئے تھے۔

"پچھلے چھ ماہ سے وہ یہی تو ایک کام کر رہی تھی..... ازبک خان کو نظر انداز کرنے کا، پانچ سال یہاں بہرام کو کھل کر کام کرنے کا موقع نہیں ملا تھا ورنہ وہ بھی یہ سب کر ڈالتا کچھ ازبک کے اپنے رابطے تھے کچھ تیمور خان کے..... وادی ترقی کے بہت سے زینے بہت جلدی طے کر رہی تھی لیکن اس میں وہ دل سے کبھی ازبک کی معترف نہیں ہوئی تھی، وہ کبھی اس سے متاثر بھی نہیں ہوئی کہ وہ وادی کے لیے اتنا کچھ کرتا ہے بلکہ وہ اس سے خار کھاتی تھی کیونکہ اسے وادی میں اسے شوہر کے طور پر ماننا پڑتا تھا..... بہت سے سرپنچ تھے جو آج بھی اس کی سرداری کے خلاف تھے۔ وہ اسے چار دیواری میں دیکھنا پسند کرتے تھے اور انہیں دکھانے کے لیے اسے ازبک خان کو آگے رکھنا پڑتا تھا جو اسے بے انتہا بے زار کرتا تھا اور وہ سارا غصہ ازبک پر ہی اتار سکتی تھی تو اس نے طے کر لیا تھا کہ ازبک خان سے سیدھے منہ بات نہیں کرنی، وہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاتی کہ اسے لوگوں کی

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

باتیں نہ سننی پڑیں کہ وادی کے سردار نے اپنے سر کے سائیں کو اپنا ڈرائیور بنا رکھا ہے اور کبھی وہ مجمع میں اس کی سن بھی لیتی تھی..... وہ اسے اچھے مشورے سے نوازتا تھا، اسے ماننا پڑتے تھے مگر یہی چیز اسے ازبک سے دور کر رہی تھی کیونکہ وہ مانے یا نہ مانے اسے حکمرانی کی عادت پڑ گئی تھی۔ اب ازبک سے برابری کا رشتہ اسے چڑچڑا بنا رہا تھا اور اس پر ازبک کا انداز..... اس نے یونی ورسٹی میں ازبک کو ہمیشہ سنجیدہ دیکھا تھا۔ کبھی نظر نہ اٹھانے والا، بندہ اب اس پر سے نظر ہی نہ ہٹاتا تھا اور ان نگاہوں میں جو ہوتا وہ برداشت کرنا کم از کم اس کے بس سے باہر تھا۔ وہ صرف اسے محبت کرنے والی نظروں سے دیکھتا تھا۔

پلوشے کے پاس اگر وقت ہوتا تو وہ ضرور اس بات پر سوچ و بچار کرتی کہ وہ محبت کہاں ہے، جس کا اس روز ازبک کی ماں چرچا کر رہی تھی، وہ تو خیر تھی کہ پلوشے مصروف بہت تھی اور اسے اس بات کی پروا بھی نہ تھی کہ وہ ازبک خان کی محبت ہے یا ایڈونچر۔ اس کے تو اپنے مسائل تھے اور وہ ان میں ازبک خان کی شمولیت کو قطعی پسند نہ کرتی تھی مگر مجبور بھی تھی اسے ساتھ رکھنے پر تو پھر ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اس کی ہر بدتمیزی اور بدتہذیبی کو نظر انداز کرے تو وہ یہی کر رہی تھی۔ آج اس پر بھی طعنہ مل گیا، اس نے لب بھینچتے ہوئے بالکل خود کو کھانے میں گم کر لیا تھا۔ وہ سب سے پہلے وہاں سے جانے والا فرد تھی، کھانا کھانے کے بعد وہ سب بھی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔ ویسے تو زمرد اور تیمور کی فیملی اکبر خان کی طرف سے تھی اور شاکر کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے مگر چونکہ آج حشام اپنی فیملی کے ساتھ آئے تھے اس لیے زمرد آج یہاں رک گئی تھیں۔

"سرمد خان کا فون آیا تھا تمہارے پاس؟" وہ اپنے لیپ ٹاپ پر بزی تھا تب وہ ضبط سے بولی، اس نے سر اٹھا کے دیکھا پھر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"مجھے کب بتانا تھا؟" ازبک کی آنکھوں کی وہی مخصوص شریر چمک پر اس کی آنکھوں سے شعلے لپکے، وہ غرائی اور اسید کے لب بھنچ گئے۔

"تم بزی تھیں تو....." اس نے اس کی مٹھیاں بھنچی دیکھ کر اپنی بات پوری نہیں کی۔

"میری مصروفیت نے تمہیں اس بات کی اجازت دے دی کہ تم میری وادی کے لیے جو چاہے فیصلہ کرو؟" اس نے دانت پیسے۔

"میں تمہیں بتانے والا تھا۔" ازبک کا اطمینان اور اس کی مسکراہٹ اسید کو حیران کر رہی تھی۔

"بتانے ہی والے تھے۔" اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور ازبک کا دل سمٹا۔

"تمہیں مجھ سے پوچھنا تھا یا بتانا تھا؟" اس کی بات پر ازبک اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آیا اور پھر سوچنے والے انداز میں شہادت کی انگلی کو ہک بنا کر پیشانی پر مارا تو وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔

"وہ سرمد خان ہیں، وہ جانتے ہیں کہ میں آپ کا شوہر نامدار ہوں اور میرے اور آپ کے فیصلے مشترکہ ہوتے ہیں۔ انہیں یہ کیسے ظاہر کر سکتا تھا کہ آپ مجھے اپنا غلام سمجھتی ہیں لیکن اگر آپ کہتی ہیں تو آپ کی خوشی کے لیے آئندہ میں ایسا بھی کر دوں گا۔" وہ لب بھینچ کر اسے دیکھتی رہی۔

"پلوشے..... ازبک وادی کا نقصان تو ہرگز نہیں کرے گا، تم اتنا غصہ کیوں ہو رہی ہو؟" اسید نے اسے پیار سے سمجھانا چاہا۔ اس نے اسید کو دیکھا۔

"یہ اپنے پیروں پر تمہیں اس لیے نظر آ رہا ہے کہ اس نے اب تک میری وادی کو نقصان نہیں پہنچایا۔" وہ تلخی سے بولی تو اسید کا منہ کھلا رہ گیا تھا۔

"اتنی نفرت ہے تمہیں ازبک سے؟" وہ متعجب ہوا۔ وہ سر جھٹکتی ہوئی مڑی پیچھے ہی زمرد تھیں۔ متحیری اسے دیکھتی ہوئیں وہ لب بھینچنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔

"میرا بیٹا تم سے اتنی محبت کرتا ہے پھر تم کیوں ایسا رویہ رکھتی ہو اس کے ساتھ..... کیوں اتنی نفرت کرتی ہو اس سے؟"

"مما آپ غلط سمجھ رہی ہیں..... ایکچولی سرمد خان نے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

مجھے پراجیکٹ کے بارے میں کال کی تھی۔ میں نے پلوشے سے مشورے کے بغیر ہی انہیں ایک نیا آئیڈیا دے دیا، پلوشے اس لیے ہی....."

"میں یہ نہیں کہوں گی کہ تمہاری ماں نے تمہاری تربیت کیسی کی ہے، کیا یہ انداز ہونا چاہیے تمہارا اپنے شوہر کے لیے کیونکہ میں جانتی ہوں یہ تمہاری تربیت نہیں ہے..... تم اس رویے کی آج مجھے وجہ بتادو۔" زمرد نے ازبک کی بات جیسے سنی ہی نہیں۔

"مما....." اس نے جونہی کچھ کہنا چاہا زمرد نے اسے گھور کے دیکھا۔

"کیا میں تمہاری بیوی سے بات کرسکتی ہوں یا میری حیثیت نہیں ہے تمہاری بیوی سے جواب طلب کرنے کی؟" ان کی بات پر اس کے لب بھنچ گئے۔

"آج کل مورے ہمارے بچپن کے واقعے بہت سناتی ہیں۔" پلوشے نے ایک دم سے کہا تو زمرد نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ "انہوں نے بتایا کہ بچپن میں ازبک وادی چھوڑنا نہیں چاہتا تھا، وہ مجھ سے بہت کلوز تھا اور میرے بغیر رہنا اس کے لیے مشکل تھا لیکن آپ اور آپ کے شوہر اسے زبردستی اس کے اچھے مستقبل کے لیے یہاں سے لے گئے تھے۔" وہ رکی اور اس نے زمرد کی آنکھوں میں جھانکا۔

"اب کیوں نہیں لے جاتیں آپ اپنے بیٹے کو یہاں سے؟" وہ متحیر ہوئیں۔ "اور کیوں جواب طلب کررہی ہیں آپ مجھ سے میرے رویے کی۔" وہ نخوت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ اس وقت وہ ان کو ایک جاہل گوار سے بڑھ کر بری لگ رہی تھی۔

"آپ کے بیٹے کے ساتھ میں وادی کے لیے کام کرلیتی ہوں، یہ بھی کیا کم ہے کہ مجھے اس انسان کے ساتھ رویہ بھی درست کرنا ہوگا اور اس کا جواب دہ بھی ہونا ہوگا جو میرے لیے کسی عذاب مسلسل سے کم نہیں ہے۔" زمرد ہونق سی اس کی شکل دیکھتی رہیں، وہ کیا کہہ رہی تھی؟ انہیں سمجھ میں ہی نہ آرہا تھا۔

"میں صرف اپنی ماں کے ہاتھوں مجبور ہوں اور صرف اسی کو اپنے رویے کی جواب دہ ہوں..... آپ کو اگر اپنے بیٹے سے میرا رویہ برا لگتا ہے تو مجھ سے جواب لینے کے بجائے آپ اپنے بیٹے کو لے جائیں۔" زمرد کا منہ کھلا، پلوشے نے ایک سلگتی ہوئی نگاہ ازبک پر ڈالی اور تیزی سے زمرد کی سائیڈ سے گزر کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی، زمرد بت بنی کھڑی رہیں۔

"مما....." ازبک نے ان کے آگے ہاتھ لہرایا۔ انہوں نے ایک زوردار تھپڑ اس کو رسید کردیا۔

"اس لیے آئے تھے تم یہاں..... یہ ہی لڑکی رہ گئی تھی پوری دنیا میں، اس نے تمہیں کہا عذاب مسلسل۔" وہ غصہ سے بولیں۔ "وہ کہہ رہی ہے کہ میں تمہیں لے جاؤں یہاں سے ازبک تم نے سنا۔"

"مما ریلیکس ہوجائیں۔" اس نے رخسار پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

"یہ کیا ہے ازبک..... وہ کس طرح تمہارے بارے میں بات کررہی ہے؟"

"اسے ایسے ہی بات کرنی چاہیے مما..... میں اسے تنگ ہی اتنا کرتا ہوں۔ اسے بالکل یہی کہنا چاہیے مجھے عذاب مسلسل۔" وہ ہنسا تو زمرد کا دل چاہا ایک اور تھپڑ اس کو رسید کردیں۔

"مما میں محبت کرنا چاہتا تھا، ایک ایڈونچر سے بھرپور محبت، جس میں ایک ظالم سماج ہو، مجھے پلوشے سے محبت ہوگئی ایک جنونی سی..... مما ظالم سماج تو کوئی نہیں ہے مگر پلوشے خود..... مما اس کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ، اس کی آنکھوں سے لپکتے شعلوں کی چمک، اس کا دانت پیسنا، اس کا مجھ پر غرانا..... میں بتا نہیں سکتا کس قدر مجھے پسند ہے، اسے غصہ دلا کر مجھے کس قدر سکون ملتا ہے مما..... میں آپ کو کبھی سمجھا نہیں سکتا، ان چھ ماہ میں، میں نے ہر وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو اسے مجھ سے بے حد بے زار کردے، میں نے اسے بہت تنگ کیا ہے مما، وہ غصہ کرتی ہے اس لیے آپ کو نظر آتی ہے میں جو کرتا ہوں وہ صرف اسے نظر آتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے مما کہ میں اسے ٹارچر کرتا ہوں.....

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

وہ جن چیزوں کو ناپسند کرتی ہے میں وہی حرکتیں کرتا ہوں، میں اس کے کھانے پینے سے لے کر سونے جاگنے تک اسے بہت زچ کرتا ہوں۔" زمرد متحیر سا اسے دیکھ رہی تھیں جو اپنے من پسند کھلونے سے اپنی مرضی کا کھیل کھیل رہا تھا..... وہ مسرور بھی تھا۔ اسید بھی متعجب نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم اسے تکلیف دے کر خوش ہوتے ہو؟" اسید سن سا بولا، وہ ازبک کو بچپن سے جانتا تھا، وہ تو بہت سنجیدہ مزاج تھا اور جانور کو بھی تکلیف کبھی نہیں دیتا تھا پھر پلوشے۔

"میں اسے تنگ کرتا ہوں..... اپنی محبت میں اس کا غصہ، اس کی ناراضی سہنا مجھے اس کے لیے اور جنونی کر رہا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ بس میں اسے دیکھتا رہوں، اس کا غصہ اس کی جھنجلاہٹ....."

"ازبک..... یار یہ تو سوچو کہ وہ غصے میں جب اتنی خوب صورت لگتی ہے تو تم سے محبت کرے گی تو اور بھی حسین لگے گی۔" اسید نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔ وہ خود بھی اس سے محبت کرتا تھا۔ اسید کی بات پہ وہ چونک کر اس کو دیکھنے لگیں۔

"تم اپنے سیدھے سادھے رشتے کو اتنا مشکل کیوں بنا رہے ہو..... کیوں اس کی اور اپنی زندگی میں اتنی دشواریاں کھڑی کر رہے ہو اگر اسے تم سے نفرت ہوگئی..... اگر وہ کبھی نہ بدل سکی تو کیا کرو گے تم؟ جانتے ہو ناں وہ کس قدر کی جذباتی لڑکی ہے۔" اسید کے لیکچر پر اس نے سر جھٹکا۔

"انجوائے کرنے دو یار مجھے..... محبت کے لیے تو عمر پڑی ہے۔" وہ شرارت سے ہنس کر بولا، زمرد نے ہونٹ کاٹا اور اسید کو آگے بولنے سے روکا۔ ان کا ایڈونچر پسند بیٹا کیا کر رہا تھا وہ جانتا نہیں تھا۔

❁.....❁.....❁

"یہ بجی آج ازبک نے بنائی ہے۔" کھانے کی میز پر بیٹھتے تیمور خان نے حیرت سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اور پھر زمرد کو جو ان کے آگے وہ ڈش رکھ رہی تھیں۔

"آج پلوشے نے صبح کچن میں بجی کا آرڈر دیا تو آپ کا بیٹا خود بنانے کھڑا ہو گیا تھا۔" زمرد نے مسکرا کر کہا۔

"ویسے ثانیہ اپنے بھائی سے کہو کہ اب انہیں اپنے بیٹے سے کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے۔" ان کی بات پر ثانیہ، نازنین، حشام مسکرائے۔ تب ہی ورشے، پلوشے، بہرام، اسید، سمیرا بھی آ گئے تھے اور ایک بار پھر یہ بات دہرائی گئی کہ آج کھانے میں بجی ازبک نے بنائی ہے تو پورے کھانے میں پلوشے نے بجی کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔

"یار ایسی حرکتیں نہ کرو جس سے ہماری بیویاں احساس کمتری کا شکار ہو جائیں۔" بہرام نے پریشان ہو کر پہلے بجی کو دیکھا پھر ورشے کو۔ اس کی بات پر قہقہہ لگا، ازبک خود بھی ہنسے بنا نہ رہ سکا حتیٰ کہ تیمور بھی مسکرائے۔

"لالا آپ کی اتنی محنت کا کیا فائدہ، پلوشے نے تو اس پر نظر بھی نہیں ڈالی۔" شہرینہ نے یک دم کہا تو سب نے چونک کر دیکھا، پلوشے اپنے آگے رکھے کھانے پر پوری طرح سر جھکائے ہوئے تھی۔ ازبک نے جھک کر اس کا چہرہ دیکھا، غصے سے لال ہوتا اس کا چہرہ دیکھ کر اس کے چہرے پر جو مسکراہٹ ابھری زمرد کا دل ہی کسی نے نچوڑ لیا تھا پھر اس نے آگے بڑھ کر اپنی پلیٹ میں موجود بجی اس کے سامنے رکھ دی۔

"میں نے بہت دل سے بنائی ہے پلوشے تمہارے لیے۔" وہ اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

"پلوشے لے لو بچے، ایسے ساتھی تو خوش نصیبوں کو ملتے ہیں۔" نازنین کی آواز پر اس نے دانت پیستے ہوئے ازبک کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورا۔ وہ بے حد شرارتی و چمکتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"سچ یار پورے چار گھنٹے لگے ہیں مجھے اس کی خاطر کچن میں۔" اس نے پلیٹ مزید اس کے قریب کی سب اب ان کی طرف متوجہ تھے، پلوشے جھٹکے سے اٹھی اور اپنے کھانے کو ہاتھ مار کے پیچھے کرتے ہوئے اس نے سلگ کر ازبک کو دیکھا اور پھر اسی طرح پیر پٹخ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی، پیچھے سب بھونچکا رہ گئے تھے۔ ازبک کے ہنسنے پر سب نے یوں دیکھا جیسے وہ پاگل ہو گیا ہے، سوائے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

زمرد، ثانیہ، اسید کے۔ ثانیہ شرمندہ تھیں وہ جانتی تھیں وہ یہی کرے گی، یہ آج پہلی بار نہیں ہوا تھا کہ ازبک نے اس کے لیے کچھ بنایا ہو وہ پہلے بھی کئی بار ازبک کی بنائی ڈش کو میز پر پھینک چکی تھی۔

"پھوپو پلیز آپ کچھ نہ کہیں پلوشے کو۔" وہ اٹھ کے اس کے پیچھے جانے لگیں کہ وہ درمیان میں آ گیا۔

"ازبک میری بیٹی ایسی کب تھی کہ اسے کسی کا خیال نہیں رہا۔" وہ روہانسی ہوئیں۔

"پھوپو وہ مجھے پسند ہے، اس کی ہر ادا پر میں فدا ہوں، آپ پلیز میرے لیے اسے کچھ نہ کہیں گی، وہ میرے ساتھ جو سلوک کرے کرنے دیں..... میں اسے منالوں گا۔" وہ ہنس دیا۔

"مگر یہ کیا طریقہ ہے، ایسے کھانا پھینک دینا۔" وہ حیران ہوئیں، ازبک نے کھانے کو دیکھا اور پھر مسکرایا۔

"پھوپو میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں اور یہ آپ کو سمجھ نہیں آئے گی اسی لیے آپ اس کے اور میرے معاملے میں اسے کچھ نہیں بولیں گی، مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ اسے کبھی کچھ نہیں بولیں گی ایک لفظ بھی نہیں۔" وہ حیرانی سے اسے دیکھتی رہیں مگر وہ پھر ایک لفظ بھی نہیں بولیں، انہیں اپنا وعدہ پورا کرنا تھا مگر ان کی بیٹی پاگل ہو رہی تھی، کبھی پانی کا گلاس پھینک دیتی تو کبھی چائے کا کپ، کبھی کھانے کی پلیٹ میز سے گرا دیتی، غضب ناک نگاہوں سے ازبک کو دیکھتی اور اپنے کمرے میں چلی جاتی، وہ بے چارہ پیچھے پیچھے منانے جاتا۔ وہ چپ رہتیں وعدہ جو کیا تھا، اسے کچھ نہ بولنے کا مگر آج سب کے سامنے وہ شرمندگی سے اٹھنے لگیں تو وہ جو محبت سے اس کے ہر اٹھتے قدم کو دیکھ رہا تھا چونک کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"پھوپو....."

"آج تم چپ رہو گے..... مجھے اس سے بات کرنی ہے۔" وہ تلخی سے بولیں۔

"ثانیہ..... تمہیں میرے بہو بیٹے کے معاملے میں بولنے کا حق نہیں ہے۔" زمرد کی سنجیدہ سی آواز پر ثانیہ نے انہیں دیکھا، زمرد اپنی جگہ سے اٹھیں اور پلوشے کی سائیڈ پر رکھا سارا کھانا ایک ٹرے میں رکھنے لگیں۔ ازبک نے مسکرا کر انہیں دیکھا، بچی رکھتے ہوئے انہوں نے ازبک پر ایک قہر آلود نظر ڈالی اور پلوشے کے کمرے کی طرف چل دیں تو وہ مسکرا دیا۔

"شرم کرو ازبک تھوڑی سی۔" اس کی مسلسل مسکراہٹ پر اسید کا خون کھولا۔ بہرام اور ورشے کا منہ کھلا ہوا تھا..... پلوشے ایسی تو نہیں تھی پھر کیا ہوا تھا؟ اب انہیں کون بتاتا کہ پلوشے کے آگے ازبک جو کھانے کی چیز رکھتا ہے وہ پھینکے جانے کے قابل ہوتی ہے پانی کے گلاس میں سرکہ ہو یا چائے میں زہر کی حد تک ڈالا گیا نمک ہو کھانے میں ہوش اڑاتی مرچیں ہوں یا گرم مصالحہ ایسا کھانا شکر تھا کہ اس نے آج تک ازبک کے منہ پر نہیں مارا تھا آج چار گھنٹے لگا کر اس کے لیے بچی بنانے کے بعد اس نے اس پلیٹ میں نمک بڑھایا تھا جو اس کے سامنے رکھی تھی بعد میں وہی ڈش اس نے پلوشے کے آگے رکھ دی۔ پلوشے شروع میں تو مردنا اس کی پیش کی گئی ایک دو چیزیں لبوں تک لے گئی تھی مگر پھر وہ محتاط ہو گئی اور کھانے کی میز پر اس کی پیش کی گئی چیزوں کو نظر انداز کر کے اپنی مرضی سے چیزیں اٹھائی، ثانیہ دیکھتیں تو انہیں لگتا وہ ازبک کا خلوص ٹھکرا رہی ہے، اب انہیں کون بتاتا کہ ان کا بہت سوبر نظر آتا بھتیجا ان کی بیٹی کے لیے واقعی کسی عذاب مسلسل سے کم نہیں تھا..... اب اگر وہ جان لیتیں کہ جسے وہ "بے چارہ" سمجھ رہی ہیں وہ ان کی بیٹی کے لیے واقعی مصیبت ہے تو وہ کیا کرتیں۔ وہ اس کی "معصوم شرارتوں" پر اپنی بیٹی کو صبر اور برداشت کا درس دیتی تھیں۔

❁ ❁ ❁

"لاکھ روپے نکالو ہم دونوں بہنوں کے لیے۔" ثانیہ کمرے کے دروازے پر ثانیہ کو لے کر کھڑی تھیں۔ ثانیہ خان نے زریں کی شادی بھابی بن کر انجام دی تھی مگر جب وہ رخصت ہوئی تو وہ ساتھ گھر تک آئی تھیں، وہ اکبر کی بہن بھی تھیں۔ ورشے بھی ماموں کی دلہن کہہ کر ساتھ آئی تھی،

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

بہرام تو اس کے ساتھ تھا البتہ پلوشے نہیں آئی تھی۔ اب اس وقت وہ سب یہاں کی رسمیں انجوائے کر رہے تھے۔

"لاکھ روپے..... پھوپو پلیز یار رحم کریں چاچو پر، بے چارے جاب لیس ہیں۔" ازبک کو اکبر خان پر ترس آیا۔

"او بچے..... ہمارے بیچ میں نہ آؤ..... بیوی کو اتنا بڑا اماؤنٹ دے دیا اور ہمیں لاکھ روپے دیتے ہوئے بغلیں جھانک رہے ہیں۔" تانیہ حاسد نندوں کی طرح تڑپ اٹھیں۔

"یا اللہ..... میری پھوپو پر رحم کرنا کیسی ظالم سسرال ہے پہلے قدم پر طعنہ مار دیا۔" ورشے نے دہائی دی تو سب ہنس دیئے۔

"بھول جاؤ پھوپو وپو..... یہاں کھڑے ہونے کا مطلب ہے وہ تمہاری ممانی ہیں۔" زرمینے بھی آستین چڑھا کر درمیان میں کود پڑیں۔

"اوہ ہاں..... ٹھیک ہے۔" ورشے نے تیزی سے پارٹی بدلی، دلہن بنی زریں اس دھوکہ دہی پر اسے گھور بھی نہ سکیں، سب ہنستے رہے پھر اکبر نے دونوں بہنوں کے ساتھ باقی تینوں بھابیوں کو بھی سونے کے کنگن دیئے۔

"اللہ تم دونوں کی جوڑی کو ازبک کی نظر بد سے بچائے۔" ثانیہ نے مسکرا کر زریں کی پیشانی چومی اور پھر انہیں اندر جانے دیا۔ سمیرا اور ورشے انہیں اندر کمرے میں لے آئیں اور ثانیہ واپس جانے کے لیے تیار ہوئیں کیونکہ پلوشے وہاں اکیلی تھی۔

"حشام اور نازنین ہیں تو وہاں..... اب کافی رات ہو چکی ہے سفر کے لیے نامناسب وقت ہے ثانیہ۔" زمرد نے کہا تو ثانیہ ان کو دیکھنے لگیں۔

"بھابی آپ کو لگتا ہوگا کہ ثانیہ نے اپنی بیٹی کو اچھی تربیت نہیں دی۔"

"ثانیہ....." وہ ان کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے میں لے آئیں۔

"مجھے پلوشے سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ شروع میں مجھے پلوشے سے نہیں اس لڑکی سے چڑ تھی جو کہ وادی کی گنوار سی لڑکی تھی، وہ میرے بیٹے کے قابل مجھے نہیں لگتی تھی مگر پھر ازبک نے مجھ سے کہا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور برسوں سے کرتا ہے، اس نے مجھے بتایا کہ کیسے وہ صرف اس کی عام سی تصویر دیکھ کر دیوانہ ہوا لیکن مجھے اس کی یہ محبت سمجھ ہی نہیں آ رہی، جس سے آپ کا رابطہ نہ ہو، واسطہ نہ ہو اس پر آپ کیسے مرمٹے ہوں لیکن جب پلوشے کے نام وادی کرنے کا ازبک نے فیصلہ لیا تو میں نے فوراً منع کر دیا کہ یہ صرف اس کا اکیلے کا نہیں میری بیٹیوں کا بھی حصہ ہے..... مجھے لگا میں انصاف کر رہی ہوں اپنی بیٹی اور بیٹے کے بیچ لیکن وہ جس طرح اپنے باپ کی وراثت سے دستبردار ہوا مجھے حیران کر گیا..... تم نہیں سمجھ سکتی ثانیہ..... تیمور نے شہر جا کر کتنی دولت کمائی ہے وہ مٹی میں ہاتھ ڈالتے اسے سونے میں بدل لیتے، ایسی دو وادیاں خرید سکتے ہیں تیمور..... ان کا بیٹا یہ جان کر بھی اس سب کو چھوڑ آیا اور وجہ صرف پلوشے....." وہ رکیں اور حیرت سے دیکھتی ثانیہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"کیا تم میرے بیٹے کی محبت کو سمجھ سکتی ہو؟ یہ محبت نہیں ہے یہ پاگل پن ہے، اس نے ایک پل بھی تو نہیں سوچا کہ وہ کیا کر رہا ہے، بس وہ کر گزرا۔" انہوں نے ایک گہرا سانس لیا۔ "تم نے اپنی بیٹی کی تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی مگر تمہاری بیٹی نے ایک بہت بڑا حادثہ سہا ہے، باپ کے بعد اس کی بھی ایک محبت ہے اور وہ وادی ہے، وہ بھی اس کے لیے کچھ بھی کر گزرے گی، اسے ڈر ہے اگر وہ ازبک کو قبول کر لے گی تو اسے وادی چھوڑنی پڑے گی، یہ معاملہ ان دونوں کا ہے انہیں اپنے طریقے سے نپٹنے دو، ہمیں واقعی ان دونوں کے بیچ میں آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ پلوشے کی بدتہذیبی یا تربیت کی کمی نہیں یہ کچھ اور ہے۔" کہہ کر وہ رکیں اور ثانیہ کو کیسے بتائیں، ان کا پاگل بیٹا کیا کر رہا ہے؟ اس کا تو اب وہ بندوبست کریں گی بہت ہو گیا اس کا ایڈونچر..... اب زندگی میں سنجیدہ بھی ہونا تھا یا ساری زندگی ایسے ہی گزارنی تھی مگر وہ یہ ثانیہ سے یہ سب نہیں کہہ سکتی تھیں۔

"تم میرا یقین کرو ثانیہ کہ میں اب پلوشے کی ماں زیادہ

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

اور ازبک کی کم ہوں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا تو ثانیہ جو پریشان سی ان کا چہرہ دیکھ رہی تھیں ہلکی پھلکی ہو کر مسکرا دیں۔

"اب ہمیں رخصتی کی تاریخ جلد ہی رکھ لینی چاہیے۔" انہوں نے کہا تو ثانیہ نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ انہوں نے خود کو ہر غم سے آزاد محسوس کیا لیکن صرف صبح تک کیونکہ صبح انہیں پتا چلا کہ رات کو انہوں نے واپس نہ جا کے کتنی بڑی غلطی کی تھی۔

❁.....❁.....❁

"سوری پیارے ماموں آپ کو تکلیف دینے کا ارادہ ہرگز نہ تھا مگر آپ کا اتنا بڑا احسان ہے مجھ پر تو میں نے آپ کے بیٹے کے آخری دیدار سے آپ کو محروم رکھنا مناسب نہ سمجھا۔"

"بکواس بند کرو اپنی....." حشام کرب سے چلائے۔ البتہ پلوشے ان کے برابر میں کھڑی اذیت کی انتہا پر پہنچتے ہوئے شمروز کو دیکھ رہی تھی۔ رات کو زریں کو رخصت کرنے کے بعد حشام، نازنین اور پلوشے وہیں رہ گئے تھے، جانے والوں کو یہ خیال ہی نہ رہا کہ وہاں شمروز بھی تھا اور شمروز کے بھی سارے انتظامات مکمل تھے۔

"تو یہ صلہ دے رہے ہو تم اپنے ماموں کو؟" نازنین تنفر سے بولیں۔

"میں تو صرف وہ لوٹا رہا ہوں پھوپو جو مجھے ملا۔" وہ ہنس کر بولا۔ وہ بڑے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا، میز پر اس کے سامنے چار ریموٹ کنٹرول رکھے تھے اور اس کے ساتھ گن مین کھڑے تھے۔ ان کا رخ پلوشے، نازنین اور حشام کی طرف تھا..... کچھ گن مین نے تمام ملازمین کو کور کر رکھا تھا اور کچھ حویلی کے باہر پہرہ دے رہے تھے۔

"یہ لال والا ریموٹ کنٹرول شاکر ماما کی حویلی میں لگے ہوئے بم کا ہے، یہ نیلا والا یہاں بننے والے کالج کا ہے، یہ پیلا والا ایک اسپتال کا ہے..... اندازہ کرو میں پہلے کون سا بلاسٹ کرنے والا ہوں۔"

"تمہاری دشمنی مجھ سے ہے تو مجھے مارو تم۔" وہ چلائی۔

اس کی بات پر وہ ہنس دیا۔

"تمہیں ہی تو سسکا سسکا کر مارنے کے لیے یہ طریقہ تلاش کیا ہے میں نے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو شمروز..... جانی نقصان کر کے تمہیں لگتا ہے تم بچ جاؤ گے۔" نازنین کا دل سمٹنے لگا، شاکر کی حویلی اس وقت خوشیوں سے لبریز تھی، کیا وہاں کسی کو اندازہ تھا کہ ان کے ساتھ کچھ دیر بعد کیا ہونے والا ہے۔

"سو کیوٹ پھوپو..... آپ کو میری کتنی فکر ہے۔" وہ مسکرایا۔

"مگر آپ فکر نہ کریں میں پلوشے کو اس قابل نہیں چھوڑوں گا کہ وہ دوبارہ میرے مقابل کھڑی ہو سکے، پہلی بار میں اپنے دشمن سے انجان تھا مگر اب جان گیا ہوں اور اس کی جان لیے بنا نہیں رہوں گا۔"

"تم نے اپنے کرتوت کبھی دیکھے ہی نہیں، آج بھی دکھانے کا فائدہ کیا؟ تم مجھے دشمن سمجھتے ہو، چلو ٹھیک ہے، میں نے تمہیں نقصان پہنچایا تم مجھے نقصان پہنچا لو تو حساب برابر مگر یہ بارود اور آگ کا کھیل مت کھیلو..... شمروز تم نے بہت سے بے گناہ مارے ہیں، اب رک جاؤ، اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے..... تم سہار نہیں سکو گے۔" وہ تلخی سے بولی۔

"یہاں آؤ میرے پیر پکڑو اور پھر روتے ہوئے مجھ سے ان سب کی زندگی کی بھیک مانگو..... ہو سکتا ہے میں صرف تمہارے کہنے سے ان سب کو چھوڑ دوں۔" وہ سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولا، پلوشے کے لب بھنچے مگر وہ ایک قدم اس کی طرف بڑھی۔

"مگر یاد رکھنا تمہارے گڑگڑانے کا انداز اگر مجھے نہ بھایا تو میں فوراً ہی کوئی ایک بٹن دبا دوں گا۔"

"شمروز اللہ سے ڈرو۔" نازنین تڑپ کر چلائیں..... حشام کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا، ازبک نے ٹھیک کہا تھا کہ وہ ہمدردی کے قابل نہیں تھا۔ تہجد کا وقت تھا، اللہ کے خاص قرب کا وقت، کئی لوگ سجدے میں ہوں گے مگر وہ فرعون بنا ہوا تھا۔

"ماموں ان کا منہ بند کروائیں ورنہ میں بٹن دبانے

Scanned with CamScanner

میں لمحہ بھی نہیں لگاؤں گا۔" اس کے تیور چڑھ گئے تھے۔

"شہروز ایسا مت کرو بچے..... بات کو سمجھو، تم اپنے خون سے اپنے ہاتھ کیسے رنگ سکتے ہو؟ وہاں تمہارا بھائی بھی ہے اگر تم کسی اور کو نہیں اپنا سمجھتے تو شہروز بھی وہیں ہے۔" حشام کی بات پر وہ استہزا سے ہنسا۔

"پلوشے..... یہاں آؤ گڑگڑاؤ میرے آگے۔"

"پلوشے کے گڑگڑانے کے بعد بھی تم نے بلاسٹ کرنا ہے، تم ابھی کردو۔" آواز پر ان سب نے چونک کر دیکھا..... ازبک اور شہروز اوپر والے حصے سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آرہے تھے۔ شہروز چونکا..... وہ لوگ یہاں کیسے آئے؟

"ایسا کرو پہلے حویلی والا بلاسٹ کردو تاکہ تمہاری بھی تسلی ہوجائے اور ہماری بھی، سارے دشمن ایک ساتھ ہی مٹادو اپنے۔" وہ آکر پلوشے کے سامنے کھڑا ہوگیا، اس کا رخ شہروز کی طرف تھا۔

"مگر..... بھائی آپ ایسا کیسے کرو گے، بم تو فیوز ہے۔" شہروز کی بات پر شہروز نے چونک کر بم ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا، شہروز نے بھی دیکھا۔

"اگرچہ تینوں بم ایکٹو ہیں مگر اس جگہ نہیں ہیں جہاں آپ نے لگائے تھے۔ معذرت بھائی آپ پر حشام ماموں جیسے بے وقوف انسان ہی بھروسا کرسکتے تھے میں اور ازبک لالا نہیں۔ اسی لیے ہم نے آپ پر کڑی نظر رکھی ہوئی تھی۔" شہروز نے کہا تو ازبک نے مڑ کر پلوشے کو دیکھا جس کی جان میں جان آئی تھی۔ اس کی نگاہوں میں یک دم سے شکر گزاری اتری تھی۔ آج ان سب کو بچانے کا سہرا اس کے سر تھا۔

"غضب ناک نظروں سے نہیں دیکھو گی مجھے..... میں نے تمہیں اس بارے میں کچھ نہیں بتایا..... وادی کا اتنا بڑا نقصان ہونے والا تھا اور میں نے تم سے چھپایا۔" وہ اس کے قریب آکر اس کی نگاہوں میں جھانک کر بولا۔ اس کی آنکھوں میں نمی اتری وہ کیسے غصہ نہ ہوتی اس پر، کیسا جان لیوا منظر تھا جب شہروز نے اس کے آگے وہ تین بم کنٹرول کرنے والے ریموٹ رکھے تھے۔ اسے لگا تھا کہ شہروز کے بٹن دبانے سے پہلے ہی اس کے ٹکڑے ہوگئے ہوں۔

ازبک کے لوگ چاروں طرف سے شہروز کے ساتھیوں کو گھیر چکے تھے..... وہ بس اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی، وہ آنکھیں جو اس سے بہت محبت کرتی تھیں مگر وہ زیادہ دیر دیکھ ہی نہ سکی، گرم گرم سیال اس کی آنکھوں پر ایک جھٹکے سے پڑا اور پھر اس کے چہرے پر بہنے لگا، یہ خون اس کا اپنا نہ تھا بلکہ جس کا تھا اسے بھی اس نے کبھی اپنا نہ سمجھا تھا۔

"ازبک....." نازنین کی چیخ سے سارا ماحول گونج اٹھا تھا..... شہروز نے بے حد پھرتی سے یکے بعد دیگرے تین گولیاں چلائی تھیں، دو ازبک کو لگیں اور تیسری ہوا میں کہیں گم ہوئی کہ ازبک کے لوگوں نے شہروز کو قابو میں کرلیا تھا۔

"ازبک لالا....." شہروز ازبک کی طرف بڑھا اور ازبک نے لڑکھڑاتے ہوئے پلوشے کی طرف ہاتھ بڑھایا وہ اس کی بیوی تھی، وہ کئی سالوں سے اس کو محبوب تھی، وہ اسے کئی بار چھو کر دیکھنا چاہتا تھا، وہ اپنے وہم کو یقین میں بدلنے کے لیے ہمیشہ اسے چھو کر دیکھنا چاہتا تھا مگر اس نے کبھی بھی اسے ذرا سا نزدیک ہو کر دیکھنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی۔ پلوشے نے بے اختیار ہو کر اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھاما اور پھر یہ ہاتھ کوئی نہ چھڑوا سکا، ازبک کو فوراً ہسپتال منتقل کرنے والے بھی نہیں اور اس کا آپریشن کرنے والے ڈاکٹر بھی نہیں۔ شہروز نے بہرام کو کال کردی تھی۔ پورا گھر ہاسپٹل پہنچ چکا تھا، ایک قیامت گزر کر چلی گئی تھی۔ سب متحیر تھے۔ شاکر نے حشام پر خفا ہونا بھی چاہا تو تیمور نے انہیں روک دیا۔

"اسے اچھی طرح سمجھ آگیا ہے کہ وہ کیا غلطی کرچکا ہے..... اب جتانے کا کوئی فائدہ نہیں۔" سب شدت سے ازبک کی خیریت کی دعا کررہے تھے۔ ثانیہ اور زمرد رو رو کے نڈھال ہورہی تھیں، سب ہی ضبط سے گزر رہے تھے۔

"وہ اب خطرے سے باہر ہے۔" ظہر کے وقت ڈاکٹر نے انہیں تسلی دی تھی۔

سب نے ایک سکون کا سانس لیا، کچھ پل گزرنے کے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

بعد پلوشے اپنی جگہ سے اٹھی تو سب نے اسے دیکھا اور پھر اسے باہر کی طرف جاتا دیکھ کر سب چونکے۔

"پلوشے....." ثانیہ نے اسے حیرت سے پکارا، اس نے رک کر انہیں دیکھا۔

"کہاں جارہی ہو از بک کو چھوڑ کر اس وقت؟"

"میری وادی کے پاس اب کوئی شمائل خان نہیں ہے مورے اسی لیے مجھے خود الرٹ رہنا ہوگا۔" بے حد سرد مہری سے کہہ کر وہ اگلے پل وہاں سے نکل گئی تھی، بہرام نے چونک کر اس کی بات سنی اور پھر گھور کر شہروز کو دیکھا۔

"یہ از بک لالا کا پلان تھا۔" وہ گڑبڑایا تو بہرام نے سر جھٹک دیا تھا۔

❁.....❁.....❁

"پلوشے....." عشاء کے بعد اسے ہوش آیا اور وہ اٹھنے لگا تو اسید نے اس کو روک دیا۔

"وہ ٹھیک ہے۔" زمرد نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"کہاں ہے وہ؟" اس نے بے قراری سے ادھر ادھر دیکھا۔

"وہ گھر چلی گئی۔" اسید نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک نہیں ہے، وہ گھر نہیں جاسکتی مجھے اس حالت میں چھوڑ کر..... مجھے بتادیں مما کہ وہ کیسی ہے، کیا اسے کچھ ہوا ہے؟ بولیں مما۔" وہ پریشان ہوا، اس کے اتنے اعتبار بھرے الفاظ سن کر ثانیہ کے لب بھنچ گئے تھے۔

"وہ ٹھیک ہے بیٹا..... میں کیوں جھوٹ بولوں گی، وہ گھر چلی گئی۔" زمرد کی بات پر اس نے حیرت سے انہیں دیکھا، اسے واقعی یقین نہ آیا کہ پلوشے اسے اس حال میں چھوڑ کر جاسکتی ہے، اس نے ثانیہ پھوپو کو دیکھا جو شرمندہ سی لب کاٹ رہی تھیں پھر وہ انہیں دیکھتا ہی رہا اور یہ پہلی بار ہوا کہ اپنا نظر انداز کیا جانا اسے بالکل اچھا نہ لگا تھا۔

❁.....❁.....❁

"ہم نے تبریز خان کو برباد کیا، ہم نے شہروز خان کی گردن دبوچی، پانچ سال تک ہم نے انہیں تباہ کیا مگر کبھی چڑیا کے بچے کو بھی نقصان نہیں ہوا جانتے ہو کیوں؟" بہرام نے خفگی سے از بک کو دیکھا، وہ دوسرے دن صبح اس سے ملنے آئے تھے کیونکہ رات کو تیمور نے ان سب کو واپس بھیج دیا تھا۔

"کیونکہ ہم نے کبھی کوئی چیز پلوشے سے خفیہ نہیں رکھی تھی، ہم نے اس سے جو وفاداری کی قسم کھائی اسے پورے دل سے نبھایا، اسے ایک چھوٹی لڑکی نہیں سمجھا بلکہ اسے سردار کہا تو پورے دل سے مانا، وہ اچھی سردار ہی نہیں زبردست پلانر بھی ہے، تمہیں اس سے خفیہ نہیں رکھنا چاہیے تھا، شہروز کے عزائم کو تبریز جیسا بندہ بھی دم بخود رہ گیا جب ہم اس کے سر پر پہنچے تھے، وہ ہمیں ٹارچر بھی نہ کرسکا، ٹارگٹ بنانا تو دور کی بات تھی..... تم کہو تمہارے اس پلان سے اگر میرے ماں باپ کو کچھ ہوجاتا تو کون جواب دہ ہوتا؟" وہ ناراض ہوا اور از بک بھی ناراض تھا، سب آئے مگر پلوشے نہیں آئی، اسے یقین نہیں ہو رہا تھا، کیا وہ اس کی معصوم سی شرارتوں پر اتنی برہم تھی کہ وہ مر رہا تھا مگر وہ دیکھنے کی روادار نہیں تھی۔

"جواب دو..... کیوں تم نے پلوشے کو نہیں بتایا؟"

"کیونکہ وہ تمہاری سردار ہے میری نہیں۔" وہ چلایا تو بہرام حیران ہوا پھر اس نے اسید کو دیکھا..... اسید نے کندھے اچکائے، اس نے پھر از بک کو دیکھا جو سیدھا لیٹے چہرہ اس کی طرف سے پھیرے آنکھوں میں خفگی لیے کھڑکی کے باہر دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیوں کوئلے چبا رہا ہے؟"

"اس کی بیوی اسے دیکھنے نہیں آئی..... وہ اس کے لیے رکی بھی نہیں۔" اسید نے وضاحت دی تو بہرام کو اچنبھا ہوا۔

"مگر ان دونوں کے رشتے کے لیے تو اس کی محبت کافی ہے پھر پلوشے سے یہ طلب کیسی؟" بہرام نے اس کا مخصوص جملہ دہرایا۔

"وہ محترمہ جو اپنی وادی کے ذرے ذرے کی محبت میں

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

مبتلا ہیں اپنے لیے جان سے گزر جانے والے کے لیے ان کے پاس دو ہمدردی کے بول نہیں؟" اسید نے حیرت سے پوچھا۔

"سفیر نے بھی اس کے لیے جان سے گزرنے کی کوشش کی تھی..... اس نے اس کا بھی خیال نہیں کیا بے دریغ سنائیں اسے..... وہ جان سے گزرنے والوں کی قدر نہیں کرتی۔"

"بہرام، سفیر، میں اور ازبک میں کوئی فرق نہیں ہے کیا؟" اسید کا مصنوعی تاسف پر ازبک نے سلگ کر اسے دیکھا۔

"میرے خیال سے تو نہیں ہے دونوں ہی اس کے غلام....." بہرام نے حظ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ازبک کی صورت حال زیادہ خراب ہے، یہ تو جورو کا غلام کہلائے گا۔" اس کی بات پر اسید نے قہقہہ لگایا۔

"دفع ہو جاؤ تم دونوں میرے کمرے سے۔" اس کا پارہ چڑھ گیا۔

"ویسے ایڈونچر کا یہ حصہ بھی مزے کا ہے۔ محبت کی یہ کہانی کبھی سننے کو نہیں ملی کہ ہیرو جان سے گزر جائے اور ہیروئن کہے کیا میں نے کہا تھا مرنے کو۔" ازبک نے بہرام کو گھور کے دیکھا۔

"بہرام وہ شعر ہے ناں کہ ہم مرے جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے۔"

"اور وہ بھی تو کہ میرے جنازے کو میرے محبوب کی گلیوں میں گھما دینا۔" وہ دونوں تاک تاک کے جملے کس رہے تھے، کمینے دوست کیسے اس کی حالت پر حظ اٹھا رہے تھے اس نے چہرے پر بازو پھیلایا..... اب بھلا وہ کیا کر سکتا تھا۔

❁.....❁.....❁

"تمہاری بہن کے پاس مجھے دیکھنے آنے کا وقت نہیں ہے۔" چوتھے دن اس نے چڑ کر شہروز سے کہا تو وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

"وہ مجھ سے شدید ناراض ہیں کہ میں نے انہیں پہلے سے کیوں نہیں بتایا۔"

"پھوپو نے اس سے کہا ہوگا یہاں آنے کے لیے اس نے کیا کہا؟"

"مجھے نہیں پتا..... میرے سامنے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔" شہروز بری طرح اس سوال پر گڑبڑایا، ازبک نے سلگ کر اسے دیکھا۔

"بڑی ماما نے کہا تھا، انہوں نے کہا کہ انہیں افسوس ہے آپ کے ساتھ ہونے والے حادثے پر۔" وہ اس کے گھورنے پر ڈر کر گویا ہوا۔

"وقت نہیں ہے مجھے دیکھنے آنے کا چلو کوئی بات نہیں، افسوس تو ہے اسے۔" اسے تسلی ہوئی۔

"ایک بار اور بھی پھوپو نے کہا تھا کہ اس کہانی میں ظالم سماج یہ لڑکی خود ہی ہے۔" اسید نے ہنستے ہوئے کہا۔ ازبک نے لب بھینچے۔

"اس کہانی کے لیے میری محبت کافی ہے۔" کچھ دیر بعد اس نے خود کو تسلی دی۔ اسید مزید ہنسا تو اس نے اسے دیکھا۔

"بے چارے شہروز نے تمہیں پوری بات نہیں بتائی..... آگے والا جملہ تو بڑا انٹرسٹنگ تھا۔" اسید کی بات پر اس نے شہروز کو دیکھا شہروز نے پھر گڑبڑا کے پہلے اسے پھر اسید کو دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو، وہاں ورشے بھی موجود تھی، اس نے بہرام کو بتایا افسوس کے ساتھ بہرام نے مجھے بتایا تاسف کے ساتھ میں نے پھوپو کو بتایا خفگی کے ساتھ اور پھوپو....." اس نے رک کر زمرد کو دیکھا۔

"مجھے اس کی بے حسی سے فرق نہیں پڑتا کیونکہ میرے بیٹے کو وہ نفرت کرتی ہوئی پیاری لگتی ہے۔" زمرد نے مسکرا کر کہا اور جوسر مشین کا بٹن پریس کیا، وہ اس کے لیے سیب کا جوس بنا رہی تھیں، ان کی بات پر چند پل انہیں دیکھنے کے بعد وہ شہروز کی طرف مڑا۔

"کیا کہا تھا اس نے؟" شہروز کے لب بھینچے، اسے ورشے پر غصہ آیا جس کی وجہ سے پلوشے کے الفاظ ہر طرف

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

پہنچ گئے تھے۔

"مجھے افسوس ہے کہ ازبک کے ساتھ یہ حادثہ ہوا لیکن اگر ازبک اسے میرے ساتھ پلان کرتا تو پھپا اور پھوپو کو اتنی تکلیف سے نہیں گزرنا پڑتا اور ازبک کو بھی، ہم پہلے ہی تمام صورت حال کو کنٹرول کر لیتے..... ازبک نے اچھی طرح معاملے کو سنبھالا اچھی بات ہے لیکن شائل کے ساتھ کام کرتے ہوئے ایسی صورت حال سے ہم کبھی نہیں گزرے تو صاف بات یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ مخلص تھا..... میں تو اپنے جاں نثاروں کی بھی سرہانے جا کر نہیں بیٹھی، ایسے دھوکہ دینے والوں کو تو میں مڑ کے بھی نہ دیکھوں۔" شہروز کے انداز میں وہ طرہ نہ تھا جو پلوشے کے لہجے میں تھا پھر بھی ازبک کے لب بھنچ گئے تھے۔

"اس کی یہی نفرت تو میرے بیٹے کو بھاتی ہے، اس لیے میں نے ثانیہ کو سختی سے منع کر دیا ہے کہ اس پر کسی بھی قسم کا دباؤ ڈالنے سے۔ کیونکہ اس پوری دنیا میں ثانیہ ہیں جن کے حکم پر وہ سر جھکاتی ہے۔" جوس گلاس میں ڈال کر وہ ازبک کے قریب آئیں، وہ انہیں دیکھنے لگا۔

"ہر انسان محبت کے جواب میں محبت کا طلب گار ہوتا ہے لیکن میرا بیٹا اس دنیا سے منفرد ہے، وہ شدید محبت کے جواب میں شدید ترین نفرت چاہتا ہے۔ لوگ تو اکثر بدقسمت ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں وہ نہیں ملتا پر میرا بیٹا تو خوش نصیب ہے جو چاہتا ہے وہ زیادہ کوششوں کے بغیر بھی مل رہا ہے پھر بھلا میں کیوں اسے بدقسمتی میں بدلتا دیکھ سکتی ہوں۔" وہ مما کے طنز کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا، ایک گہرا سانس لے کر اس نے اس تکلیف سے نکلنا چاہا جو اسے چار دن سے ہو رہی تھی..... وہ اس کی بے حسی کو واقعی سہہ نہیں پا رہا تھا، ثانیہ روز اسے دیکھنے آتیں اور نظریں جھکا کے اس کی طبیعت پوچھتی تھیں، وہ یقیناً اپنی بیٹی کے عمل پر شرمندہ تھیں۔

"کس قدر کی بدتمیز لڑکی ہے یہ۔" اسے ہاسپٹلائز ہوئے آٹھواں دن تھا جب اس نے بہت گہری نیند میں ڈوبے ذہن سے پاپا کی آواز سنی تھی۔

"ازبک اٹھ جائے گا۔" مما کی خفا آواز پر اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔

"اس کی ہمت تو دیکھو ازبک کو ایک بار بھی دیکھنے نہیں آئی، ہم سے باز پرس تک نہیں کی..... اب مجھے اس کا سامان بھجوا کے کہہ رہی ہے کہ اس کے قریب وفاداروں کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔" وہ برہم تھے لیکن اس بار ان کی آواز ہلکی تھی، اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔

"ثانیہ چلائی کہ اس کی ہمت کیسے ہوئی اپنی ماں کے بھتیجے کے ساتھ ایسا کرتے ہوئے تو فوراً بولی آپ کے بھتیجے کو نہیں نکالا..... یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گی۔" یہ آخری جملہ وہ تاسف سے کہہ رہے تھے۔

"وہ ٹھیک کہہ رہی تھی، سامان میں ازبک کا لیپ ٹاپ اور موبائل وغیرہ تھا، اس کے کپڑے اور ضرورت کی دوسری چیزیں شامل نہیں تھیں۔" مما مسکرائیں۔

"مطلب اس نے ثانیہ کے بھتیجے کو گھر سے نہیں نکالا بلکہ اپنے ملازم کو اس کی دھوکہ دہی کی وجہ سے نکال دیا ہے۔" مما کے انداز سے صاف لگتا تھا وہ انجوائے کر رہی ہیں، ایک بار انہوں نے پلوشے کو جانے بغیر کہا۔

"ہمیں یہ رشتہ توڑنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کام کے لیے یہ لڑکی خود ہی کافی ہے۔" اور واقعی یہی ہو رہا تھا۔ وہ خود ہی اس رشتے کے پیچھے پڑی تھی۔ ازبک کا دماغ پھٹنے لگا تھا۔ ایسا تو نہیں ہونا تھا، وہ لاکھ اسے تنگ اور زچ کرتا مگر وہ اس سے محبت کرتا تھا، وہ اتنی بے حس بے دل کیسے ہو سکتی تھی؟

"ہم تم سے چھین لیں گے یہ شان بے نیازی۔" اس نے دماغ کو ٹھنڈا کرتے ہوئے اپنا عہد دہرایا اور پھر آنکھیں کھول کر پاپا کو دیکھا جو اسے جاگتا پا کے چونک گئے تھے۔

❁.....❁.....❁

"آج ہم لوگوں نے وادی کی سیر کا پروگرام بنایا ہے۔ برف باری میں بہت مزہ آنے والا ہے۔" اسید نے اس کا سامان پیک کیا، آج اس کی چھٹی ہو گئی تھی۔ زمرد اسے پیار

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

کر کے شاکر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ وہ اتنے دنوں سے قید ہی تھا سو ان سب نے اسے گھومانے پھرانے کا پروگرام بنایا تھا۔ پوری وادی کی خاک بلکہ برف چھانتے ہوئے انہوں نے بہت انجوائے کیا تھا۔

"یار آج کا دن ہمارے ساتھ گزارو اور اپنی بیوی سے رابطہ نہیں کرو۔" بہرام کے موبائل ٹون پر اسید جھنجلایا۔

"یار سب سے بری غلامی یہی ہے..... دو منٹ لیٹ کردوں ری پلائی میں تو اسے لگتا ہے دوسری شادی کرنے چلا گیا ہوں۔" وہ بھی چڑ کے بولا تو وہ سب قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔

"شکر ہے بھائی..... میری بیوی ایسی نہیں ہے۔" اکبر چاچو مسکرا کر بولے۔

"زیادہ بڑکیاں نہ ماریں، دن ہی کتنے ہوئے ہیں آپ کی شادی کو۔" اس نے منہ بنایا تو اکبر خان مزید کھلکھلا کے ہنس دیئے۔ اسید اور ازبک کے ساتھ باقی سب بھی ہنسنے لگے تھے۔

"اور ویسے بھی وہ اس کی پھوپو ہیں، پھوپو بھتیجی ایک ہی ذات کو کہتے ہیں۔" اس کی بات پر قہقہہ لگا کے سب ہنسے۔

"نہیں بھئی میری والی تو بہت خیال والی ہے۔" اکبر خان شرارت سے بولے۔

"خیال والی تو میری والی بھی ہے، اسے تو میرا اس قدر خیال ہے کہ مجھے ہی خیال آتا ہے کہ میرا خیال کرتے کرتے اپنا خیال تو وہ رکھتی ہی نہیں۔" اس کے خیال کی گردان پر سب ہنس پڑے، آس پاس کے سیاح بھی مڑ کر انہیں دیکھنے لگے تھے۔

"مگر یار یہ ایک ہی ساتھ پیدا ہونے والی ایک ہی شکل کی ایک ہی ماں باپ کے زیر سایہ تربیت پا کر ایک ہی ماحول میں پلنے والی دو لڑکیاں اتنی الگ الگ کیوں ہیں؟" زارون کے پوچھنے پر سب نے اسے گھورا، وہ ازبک کو اس وقت انجوائے کروانے لائے تھے تاکہ یہی باتیں کرنے، سب کے غصے سے گھورنے پر وہ خفیف ہوا۔

"آؤ اسکیٹنگ کے لیے چلتے ہیں۔" ازبک کپڑوں پر سے برف جھاڑتا اٹھ کھڑا ہوا..... اس نے زارون کے سوال پر کوئی ردعمل نہ دیا، اسید نے اطمینان محسوس کیا ورنہ اسپتال کے بیڈ پر تو وہ پلوشے کے ذکر پر لب بھینچ لیتا تھا۔

"ازبک..... زخم ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئے، تمہیں ابھی زیادہ چلنا بھی نہیں چاہیے اسکیٹنگ تو دور کی بات ہے۔" اکبر خان نے فوراً بڑوں کی طرح کہا۔

"میں ٹھیک ہوں چاچو۔" وہ دھیرے سے مسکرایا اور پھر زارون وغیرہ کے ساتھ وہ اسکیٹنگ کا سامان اٹھا کر وہاں سے چلا گیا..... اسید اور بہرام البتہ باربی کیو کی نگرانی کر رہے تھے، ان لوگوں نے بہت انجوائے کیا۔

"گھر واپس چلیں یا آج یہاں رکیں؟" رات نے پر پھیلائے تو اکبر خان نے سب سے پوچھا۔

"راستے بہت خطرناک ہیں چاچو، آج ہمیں یہاں رکنا چاہیے۔" صیفان، زارون، شہروز سب مچل اٹھے، دریا پر برف جمی ہوئی تھی اور ان کا خوب ہلا گلا کرنے کا ارادہ تھا اور بھی بہت سارے لوگ تھے جو پکنک پر آئے ہوئے تھے، کافی سیاح بھی تھے۔ رات کو تو مناظر اور بھی حسین لگ رہا تھا۔ سب نے ٹولیوں کی صورت آگ روشن کر لی تھی۔ مقامی لوگ اپنے مقامی گیت گانے لگے تو سیاح نے بھی ان کے گرد گھیرا ڈال لیا اور الگ الگ زبانوں کے لوگ کافی گھل مل گئے تھے، سب ہی اپنے اپنے کھانے ساتھ لے آئے، سب انجوائے کر رہے تھے، سارے لڑکے تو ناچنے والوں کے ساتھ کھڑے بھی ہو گئے تھے۔

"ازبک تم تھوڑا آرام کر لو..... ابھی تمہیں بیڈ ریسٹ پر ہونا چاہیے تھا۔" اکبر خان کو اس کی فکر ہوئی۔

"میں ٹھیک ہوں چاچو۔" وہ مسکرایا۔

"بالکل بھی نہیں..... تمہیں آرام کرنا چاہیے اب۔" انہوں نے اسے کہا اور پھر اسید کو بلایا جو مقامی لوگوں کے ساتھ تالی بجا کے ناچ رہا تھا۔

"ازبک کو ہٹ میں لے جاؤ..... یہ تھوڑا آرام کر کے واپس آ جائے گا۔" انہوں نے کہا تو اسید نے اسے دیکھا۔

"یہ گیا تو پھر آنے والا نہیں ہے۔" اسید کی بات پر اکبر

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

خان نے اسے گھورا۔

"میں واقعی تھکن محسوس کر رہا ہوں..... تھوڑی دیر آرام کر کے فریش ہو جاؤں گا تم جاؤ انجوائے کرو میں چلا جاؤں گا۔" وہ مسکرایا۔

"میں چلتا لیکن ہٹ یہاں سے بہت دور ہے اور میں اتنے مزے کا شو چھوڑنا نہیں چاہتا..... یہ چابی ہے تمہارے ہٹ کی۔" اس نے اس کی طرف چابی بڑھائی، اس نے مسکرا کر تھام لی اور بس کی طرف چل دیا، اکبر اور اسید نے اسے دور تک دیکھا پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔

❁.....❁.....❁

"یہ اتنا مہنگا ہٹ کیوں لیا ان لوگوں نے؟" وہ حیران ہوا، شیشے کے اتنے بڑے ہٹ کو دیکھ کر بلکہ اسے ہٹ کہنا بھی غلط تھا۔ وہ دو سو گز پر پھیلا ہوا تھا اس کے باہر "از بک جان" کی نیم پلیٹ نہ ہوتی تو وہ مختلف بس میں چابی لگا رہا ہوتا..... اس کی چھت مخروطی تھی جو بالکل برف سے ڈھکی ہوئی تھی، اس کے اردگرد درختوں کی باڑ تھی ظاہر ہے وہ بھی برف کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ وہ باہر سے ہی بہت حسین لگ رہا تھا۔

"کس قدر فضول خرچی کی ان لوگوں نے..... یہ پیسہ ہم وادی کے ٹرسٹ میں بھی جمع کروا سکتے تھے۔" اس نے افسوس سے سوچا اور پھر ٹھٹک کر رک گیا۔

"وادی سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، مجھے اس کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے۔" اس کی ناراض سے سوچا۔

"مگر کیوں؟" اس کا پیار لٹاتا دل بولا۔

"مجھے اس کے بارے میں نہیں سوچنا..... مجھے اس لڑکی کے متعلق فی الحال نہیں سوچنا۔" اس نے ناراض سے سوچا۔

"مگر کیوں؟" اس کا پیار اول اس لڑکی سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا تھا۔

"مجھے دیکھنے نہیں آئی وہ۔"

"مگر....." دل نے سوچ کی بات کاٹ دی اور سوچ نے سر جھٹک کر دل کی بات پوری نہ ہونے دی۔ فی الحال وہ دل کو کوئی رعایت نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا تو ٹھٹک کر رک گیا۔ اندر کمرہ بہت ہی خوب صورت ڈیکوریٹڈ تھا..... فرنیچر تو بہت ہی حسین تھا اگرچہ کمرے میں فینسی لائٹ آن تھی جو کمرے کو اور بھی حسین بنا رہی تھی، پھولوں کی بھینی بھینی سی خوشبو، وہ حیران ہوا اور وہ چند قدم آگے بڑھا اب آنکھیں بھی اس اندھیرے سے مانوس ہوئیں تو وہ چونکا۔

"تم.....! بہرام نے تو نہیں بتایا کہ تم یہاں ہو؟" وہ بے تکلفی سے ورشے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا جو مائیکرو ویو سے کھانا نکال کر میز پر رکھ رہی تھی۔ اس کا دوپٹا حسب عادت اس کے سر پر یوں ٹکا تھا کہ اب پھسلا کہ تب پھسلا..... پانی کا جگ اٹھا کر پلٹتے ہوئے اس نے از بک کی آواز پر اس کی طرف دیکھا، از بک سن ہوا اور جھٹکے سے ذرا پیچھے کو ہٹی۔ اس کی پیشانی پر کوئی بل نہ تھا، یہ پلوشے کا انداز نہ تھا مگر وہ پلوشے تھی، وہ متحیر ہوا..... وہ یہاں کیوں تھی؟ ایک گہری نظر سے دیکھ کر وہ جگ لے کر دوسری طرف چلی گئی تھی۔

❁.....❁.....❁

ڈسپنسر سے گرم پانی جگ میں بھرا اور پھر اسے واپس میز پر رکھ دیا، وہ منہ کھولے اس کے اطمینان کو دیکھتا رہا پھر اسے غصہ چڑھا، وہ دس دن اسے دیکھنے نہیں آئی اور اب یوں اس کے سامنے موجود تھی جیسے کبھی دور ہی نہ گئی ہو اس سے۔

"کیا سمجھتی ہو تم مجھے؟" وہ دانت پیستا میز کی طرف بڑھا۔

"اپنی ماں کا لاڈلا بھتیجا جو میرے لیے کسی مصیبت سے کم نہیں۔" اگلے قدم پر وہ ٹھٹکا، وہ اطمینان سے اپنی کرسی پر بیٹھ رہی تھی، اس کے ماتھے پر ہمیشہ رہنے والا بل غائب تھا، وہ بہت اچھی طرح سے تیار ہوئی تھی، اس نے فیروزی رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی، وہ خوب صورت تو ہمیشہ سے تھی آج اس کا رنگ ہی الگ لگ رہا تھا..... اس کے سارے شکوے کہیں کھو گئے تھے۔

"جانتی ہو میں تمہیں کیا سمجھتا ہوں؟" وہ آگے بڑھ کر

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

اس کے عین سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وہ کھلونا جس سے تم اپنی مرضی سے کھیل سکو۔" وہ چونکا۔ اس کی لونگ اس نے پہلی بار دیکھی تھی، یہ ان کی خاندانی لونگ تھی جو ساس اپنی بہو کو دیتی تھی اور یہ لونگ اس کی ماں کی تھی اگرچہ اس کا سونا تبدیل کیا گیا تھا لیکن اس میں جگمگاتا ہیرا وہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔

"تو یہ مما کا پلان تھا کہ تم مجھے ایسے گنور کرو؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے میں ہر کسی کے اشارے پر چلنے والی ہوں؟" اس نے ٹرے سے کھانا اپنی پلیٹ میں نکالا، یہ وہی کھانا تھا جو ابھی باہر ان سب نے کھایا تھا۔

"تم دس دن مجھے دیکھنے نہیں آئیں..... تمہاری بے حسی پر تو میں ختم ہی ہونے لگا تھا لیکن اتنے رومینٹک انداز میں مجھ سے ملنے آنا، میرے سارے شکوے گم ہو گئے، ڈھونڈ بھی رہا ہوں تو کوئی ایک بھی نہیں مل رہا۔" کہنیوں کو میز پر ٹکائے اس نے دونوں ہتھیلیوں پر چہرہ ٹکا کے اسے فرصت سے دیکھا۔ ورشے دلہن بن کر بھی ایسی نہ لگ رہی تھی جیسی وہ عام سی تیار ہوئی لگ رہی تھی کیونکہ ورشے کے چہرے پر عام سا لڑکیوں والا تاثر اس کے سرد تاثر کے آگے کچھ نہیں تھا۔

"آنا تو مجھے تھا ہی آج نہیں تو کل....."

"مگر ایسے تو نہیں آنا تھا؟" پلوشے نے نوالہ منہ کے قریب روک کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"ایسے تو بالکل نہیں آنا تھا، اگر میں واپس جانے نہ دوں....." وہ کہنیاں گراتا ہوا اس کی طرف جھکا، اس کے انداز میں ایک ملال تھا۔

"کہاں جانے نہ دو گے؟" پلوشے نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"تم میری بیوی ہو یار ڈرو تو مت۔" وہ اس کی حیرت پر ہنستا ہوا سیدھا ہوا۔

"میں تم سے کیوں ڈروں گی۔" پلوشے کی آنکھیں مزید پھیلیں۔

"فففف....." اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"ایسے مت دیکھو یار ورنہ میں واقعی تمہیں جانے نہیں دوں گا۔" وہ بے بسی سے بولا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟" پلوشے نے متعجب ہو کر اسے دیکھا۔

"کہاں جا رہی ہوں میں..... کہاں جانے نہیں دو گے تم مجھے؟ تمہارا دماغ کام نہیں کر رہا شاید۔" پلوشے کی بات پر اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں، اسے آنکھیں کھولتا دیکھ کر وہ سر جھٹک کر کھانا کھانے لگی مگر وہ اسے ہی دیکھتا رہا پھر جیسے وہ کسی نیند سے جاگا..... اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا، کمرہ کسی دلہن کی مانند سجا ہوا تھا..... پہلے تو اس نے پھولوں کی خوشبو محسوس کی مگر پلوشے کو دیکھنے کے بعد وہ ہر طرف سے غافل ہو گیا تھا۔ وہ اس سے ملنے نہیں آئی تھی، وہ تو اس کے لیے آئی تھی اگرچہ وہ خود بالکل سادہ تھی لیکن یہ سجا ہوا ماحول کہہ رہا تھا کہ وہ اس کی دلہن ہے۔

"تم..... تم یہاں ایسے کیوں؟" وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی پیچھے ہوا۔

"آج صبح تمہاری مما آئی تھیں میرے آگے ایک سودا رکھا تم تو جانتے ہو سودا فائدے کا ہو تو میں سوچنے میں وقت نہیں لیتی..... اس معاملے میں، میں کتنی باصلاحیت ہوں ناں۔"

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہوا۔

"مطلب یہ کہ میری ماں ان بیویوں میں سے ہیں جو شوہر کا جوتا کھا کے اسی جوتے کو صاف کر کے بیڈ کے ساتھ رکھتی ہیں کہ جانے کب شوہر کو ضرورت پڑ جائے۔ سو وہ تمہارا اور میرا رشتہ نہیں سمجھ سکتیں، میں نے پہلی بار ان سے شکایت کی کہ "تم نے میرے گلاس میں سرکہ ڈالا" لیکن یہ انہیں تمہاری بے ضرر معصوم سی شرارت لگی جواب میں میرا گلاس مارنا ناقابل تلافی تھا تو میں نے اگلے چھ ماہ تمہیں خاموشی سے برداشت کیا مگر ان سے کچھ نہ کہا، کہنا بے کار جو تھا لیکن تمہاری مما..... وہ مورے سے الگ ہیں، تمہیں جاب سے نکالا ٹھیک کیا مگر مورے، ورشے، پھوپو، شاکر ماما تک میرے خلاف ہو گئے، تمہاری مما نے کہا کہ زندگی تو

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

یہی گزارنی ہے تمہیں لیکن کمرہ بدل لو گی تو بہت سے اختلافات ختم ہو جائیں گے، کم از کم تمہاری ماں آسودہ ہو جائے گی۔ میں نے ان کی بات مان لی کیونکہ میری ماں ان عورتوں میں سے ہے جو بیٹی کا گھر آباد دیکھ کر خوش ہوتی ہیں، بیٹی کا دل بھی آباد ہے یا نہیں اس بات کی انہیں پروا نہیں ہوتی۔" وہ اطمینان سے اپنا کھانا مکمل کر کے اب پانی کا گلاس منہ سے لگا رہی تھی، اس کی بہت سی صلاحیتوں میں ایک یہ نمایاں صلاحیت تھی کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی وہ کھانا اطمینان سے کھاتی تھی، اس کی آخری بات پر ازبک نے لب بھینچ لیے، وہ اسے جتا رہی تھی کہ اس کا دل آباد نہیں ہے۔

"مورے تو مجھے بھی ورشے کی طرح رخصت کرنا چاہتی تھیں مگر میں نے انہیں کہہ دیا کہ وہ سارا پیسہ وادی کی ترقی کے فنڈز میں جمع کروا دیں..... فضول کاموں میں اتنا فضول خرچہ کرنا کی ضرورت ہے۔" اس نے منہ بنا کے کہا اور برتن لے کر اٹھ کھڑی ہوئی، بچے ہوئے کھانے کو وہ فریج میں رکھ کر پلٹی تو اسے اپنے بے حد قریب کھڑا دیکھ کر چونکی۔

"میں نے سالوں اس دن کو سوچا جب میں پہلی بار تمہیں دیکھوں گا۔" اس نے اپنی دونوں کہنیاں اس کے کندھوں پر رکھ کر اپنے ہاتھوں پر اپنا چہرہ ٹکا کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تو پلوشے لمحہ بھر کو سن ہوئی پھر اس کی آنکھوں میں سرد مہری اتری، وہ ذرا سا جھکی اور ازبک کی کہنیاں پھسلیں تو وہ فوراً اس کی سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھ گئی..... وہ مسکرا کر پلٹا، وہ جگ سے پانی گلاس میں انڈیل رہی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور اس کا بازو تھام کر اسے صوفے کی طرف لے آیا..... اسے اپنی "دلہن" کو بہت ساری باتوں کی وضاحت دینی تھی، بہت کچھ ایسا تھا جو اس کی دلہن نہیں جانتی تھی۔

"میں نے پہلی بار تمہیں بہرام کی ایک سیلفی میں دیکھا اور پھر میں نے کبھی کچھ نہیں دیکھا۔" پلوشے نے چونک کر حیرت سے اسے دیکھا، وہ یہ نہیں جانتی تھی بلکہ وہ تو کچھ بھی نہیں جانتی تھی، وہ اس کے برابر بیٹھ گیا تھا۔

"اور مجھے تم سے جنونی سی محبت ہو گئی..... میں خود اپنی اس حالت پر حیران تھا۔" وہ منہ کھولے اسے دیکھتی رہی، وہ اپنی زندگی کی داستان اسے سناتا رہا، بہرام کا وادی آنا پھر ازبک کا پلوشے کو ورثے سمجھنا پھر اپنی بے قراری بے چینی، اگلے دو سال وہ محبت اس کے لیے سزا بن گئی تھی..... بہرام کا واپس وادی آنا اور پھر اس پر یہ انکشاف ہونا کہ وہ دو الگ الگ لڑکیاں ہیں۔

"میں نے کتنے شکرانے کے سجدے ادا کیے تمہیں کیسے بتاؤں۔" پلوشے کا سانس رکا ہوا تھا اور وہ متحیر سی اسے دیکھ رہی تھی۔ ازبک نے اس کی پیشانی پر سر جھکایا، اسے یوں محسوس کرنا بھی ازبک کے لیے اللہ کی کتنی بڑی رحمت تھی، وہ اسے نہیں بتا سکتا تھا، ان دنوں اس کی کیا حالت تھی جب وہ اس کی حقیقت جانتا نہ تھا۔

"تم مجھے ہمارے نکاح سے پہلے سے جانتے ہو؟" وہ حیران ہوئی۔

"ہاں....." وہ اس کی بات پر ہنسا۔ "چاہتا ہوں اور بہت چاہتا ہوں تمہیں۔" وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔

"میں اسی پل لوٹ آیا..... جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ جس پر میں فدا ہوں وہ بہرام کی بیوی نہیں ہے، میں نے آتے ہی مما پاپا کو بتایا کہ میں ایک لڑکی سے محبت کرتا ہوں اور اسی لیے میں اس ملک سے دور نہیں رہ سکتا..... اگر میں جانتا کہ پاپا نے میرا رشتہ بھی مانگا ہے پھوپو سے تو میں یقیناً انہیں اس لڑکی کا نام بتاتا مگر مجھے لگتا تھا کہ پاپا نے وادی چھوڑنے کے بعد اپنی بہن کو بھی چھوڑ دیا ہے تب ہی تو وہاں کا کوئی ذکر نہیں کرتے اور پھر یہ بھی اللہ کا فضل ہوا کہ محض یہاں آنے کے چھ ماہ بعد ہی میں نے مما پاپا کو اپنی شادی کے لیے لڑتا ہوا دیکھ لیا حالانکہ میں کراچی یونی ورسٹی بھی جا چکا تھا..... اگر میں وہیں ہوتا تو پاپا، مما کے دباؤ میں ضرور اپنی بہن کی بیٹی کا نکاح میرے بجائے کسی اور سے کروا دیتے..... میں خوش تھا، میں جس کے لیے تقریباً پاگل ہو چکا تھا، مجنوں ہی سمجھ لو مجھے، اس کے جنون نے واقعی کہیں کا نہیں چھوڑا تو میں امریکہ چھوڑ کر یہاں واپس آیا اور

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

خاندان میں سب کو میرے پاگل پن کا یقین تھا..... وہ لڑکی اب میری تھی، یہ میرے رب کا مجھ پر سب سے بڑا کرم تھا کہ مجھے نامراد نہیں رکھا..... مگر وہ لڑکی میرے باپ کو میری موت کا ڈر اوا دے رہی تھی۔ جس کے لیے تہجد میں اٹھ اٹھ کر میں خیر کی دعائیں کرتا رہا، وہ میرے پاپا سے میرے لیے کیا کہہ رہی تھی، ایک چھوٹا سا حادثہ ایک ناقابل تلافی نقصان نہ دے جائے۔" وہ ہنسا، پلوشے تو سکتے کے قابل بھی نہیں تھی، وہ تو دم بخود اس کی شکل دیکھ رہی تھی۔

"پھر جب ہمیں پتا چلا کہ پلوشے خان پڑھنے کے لیے کراچی یونی آرہی ہے تو سمیرا اور حرا اس لڑکی کو دیکھنے کے لیے بے چین ہوئیں جس نے ان کے اچھے خاصے عقل مند بھائی کا دماغ خراب کر دیا تھا سو وہ ضد کر کے اس سے ملنے وہاں آئی تھیں۔ سمیرا اور حرا نے تب بھی مجھے اس کی آمد کی اطلاع نہیں دی تھی..... اس کے آنے کا سن کر میں ہر روز سوچتا ہماری پہلی ملاقات کیسی ہوگی، میں اسے روبرو پہلی بار دیکھوں گا یہ منظر کیسا ہوگا، میں جانتا تھا میں اس کی محبت میں اتنا پاگل ہو چکا ہوں کہ اسے دیکھتے ہی میں اسے خود میں بھینچ لوں گا، اس سے کہوں گا مجھے چھوڑ کر کبھی کہیں مت جانا مگر میں نے اسے پہلی بار دیکھا اور میں پتھر میں بدل گیا..... دم بخود اسے دیکھتا رہا..... حرا، سمیرا اس سے اس کے شریک سفر کا کسی ساتھی کا پوچھ رہی تھیں اور وہ صرف وادی، وادی، وادی کہہ رہی تھی..... لڑکیاں تو اپنے منگیتر کے بارے میں بھی جلدی دوستوں کو بتاتی تھیں مگر وہ اپنے شوہر کے بارے میں بات کرنا بھی گوارا نہیں کر رہی تھی، میرا تو جیسے دل ہی ٹوٹ گیا تھا مگر میں نے تسلی دی خود کو، وہ تو مجھے جانتی ہی نہیں ہے، وہ کیوں میرا ذکر کرنے لگی، میں اس کے اردگرد اکثر ہوتا مگر وہ اتنی بے خبر ہوتی کہ اسے پتا ہی نہیں چلتا پھر ایک روز وہ میرے آفس میں آئی اسید کو دھمکانے۔" وہ رکا اور اس کا چہرہ دیکھا جس پر سوائے حیرت کے کچھ نہ تھا۔

"سمیرا، حرا سے اپنا نکاح کا ذکر نہ کر کے جو ٹھیس اس نے میرے دل کو پہنچائی تھی وہ اسید کے آگے میرا شوہر، میرا شوہر کی گردان لگا کر کیسے خود ہی اس زخم کی مسیحائی کر رہی تھی، میں سوائے لب بھینچ لینے کے کچھ نہیں کر سکا..... میرے چہرے کا ہر تاثر اسید کی باتوں کا نہیں اس کی باتوں کا تھا کیونکہ اسید کی فکر کا پس منظر اسعد نہیں میں جانتا تھا پھر اس کا شہریار سے جھگڑا ہوا اور اس مشتعل لڑکی نے اس کی ناک پہ مکا دے مارا تھا بعد میں، میں نے شہریار کی وہی ناک توڑ کر اسے بتایا کہ وہ میری بیوی ہے آئندہ اس کے اردگرد نظر نہ آنا اور وہ یونی چھوڑ کر چلا گیا۔ پلوشے کو لگا یہ اس کے مکے کی وجہ سے ہوا۔" وہ ہنسا تو پلوشے کے لب بھنچے، وہ کتنی بے خبر تھی۔

"پھر وہ ہمارے قریب آئی، ہر دن وہ میرا جنون بنتی رہی..... میں اس کے سامنے نہیں آتا کیونکہ وہ وہاں حوصلہ اور ہمت لینے آئی تھی مجھے لگتا اگر وہ مجھے جان لے گی تو ٹوٹ جائے گی، وہ اپنے خاندان کو ناپسند ہی اتنا کرتی تھی اور دوسری وجہ اس کے سامنے نہ آنے کی یہ تھی کہ....." وہ رکا اور اسے دیکھتی پلوشے چونکی۔

"میرا دل چاہتا تھا میں ایک بار اسے چھو کر دیکھوں..... یقین کروں کہ وہ میرے سامنے ہے، میرے قریب ہے۔" اس نے ہاتھ اس کے چہرے کی طرف بڑھا کے انگلیوں سے اس کا گال چھونا چاہا تو پلوشے نے چہرہ پیچھے کیا مگر اس نے نظریں اس کی آنکھوں سے نہیں ہٹائی تھیں..... وہ مسکرایا۔

"میں تو سامنے نہیں آتا تھا کہ کچھ کر نہ بیٹھوں لیکن وہ خود اور قریب چلی آئی۔ "از بک مجھے آپ سے بات کرنی ہے" میں یہ سن کر حیران ہوا پھر اس نے مجھے اپنا سیکرٹری بنا لیا، اسید تو کئی دن مذاق اڑاتا رہا مگر میں خوش تھا اتنا کہ بیان سے باہر تھا اور ظاہر تو بالکل نہیں کیا جا سکتا تھا، میں ہر اس پارٹی کی جس میں وہ میرے ساتھ شریک ہوتی سارا دن تیاری کرتا مگر اسے میں نظر نہیں آتا باقی سب نظر آتا، ہر بندے کی تعریف میں نے اس کی زبان سے سنی نہیں سن سکا تو اپنی تعریف۔" کیوں تیاری میں اتنا وقت لگاتے ہو، وہ تمہاری اس ظاہری ڈیشنگ پرسنالٹی پر فدا نہیں ہونے

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

والی..... وہ تمہیں بتا چکی ہے کہ اس کے سرکل میں تم اچھی شہرت کے مالک ہو، جس پر وہ یقین بھی کرتی ہے، بس وہ اس لیے تمہارے ساتھ آتی جاتی ہے" اسید نے مجھے چھیڑا تھا۔

وہ کسی پر یقین نہیں کرتی ہے وہ صرف وقت پڑنے پر گدھے کو بھی باپ بنانے والوں میں سے ہے۔ بہرام کیوں اپنا حصہ نہ ڈالتا مگر مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ میرے ساتھ میرے کہنے پر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ جاتی ہے، یہ اس کا وہ اعتبار تھا جس کے لائق صرف میں تھا..... بہرام بھی نہیں، اس نے مجھے برابری کا درجہ دیا، میرے لیے یہی کافی تھا لیکن حیرت کا مقام تھا تو یہ کہ ہم جب کسی پارٹی میں جاتے تو کتنی ہی سراہتی ہوئی نظریں میری طرف اٹھتی تھیں پھر کبھی ایک بار بھی اسے میں نظر کیوں نہیں آیا۔ کیونکہ وہ بادفا لڑکی ہے، جس کا ایک شوہر بھی ہے۔ اسید کا سیدھا سا جواب تھا مگر میں چاہتا تھا کہ ایک بار وہ مجھے دیکھے، میرے لیے میری طرف آئے پھر ایک دن وہ میرے لیے میری طرف آئی، میرے ایکسیڈنٹ پر وہ کافی دیر میرے ساتھ رہی، اس دن مجھ پر ایک انکشاف ہوا جو میرے لیے تو بہت بھیانک تھا۔ جس طرح میں اس کے جنون میں مبتلا تھا اس طرح وہ بھی کسی کے جنون میں مبتلا تھی، وہ مجھے پسند کرے گی یہ تو دور کا معاملہ تھا، وہ مجھے دیکھے گی اس کا بھی کوئی چانس نہیں تھا۔ "وہ وادی سے عشق کرتی ہے" ایکسیڈنٹ میں میرا خون نہیں بہا تھا مگر اسید کو لگتا تھا مجھے چار بوتلیں خون چڑھوا لینا چاہیے..... بہرام بھی مجھے تسلی دے رہا تھا۔ "نہیں وہ عشق نہیں ہے وہ جنون ہے وہ حد سے بڑھ جانے والا جنون ہے" مجھ سے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ لڑکی کبھی مجھ سے محبت نہیں کرے گی میں تو کیا دنیا کا کوئی بھی فرد آ جائے اس کی نظروں میں سما نہیں سکتا، وہ وادی کے ذرے سے چڑیا، کوے سے عشق کرتی تھی، وہ وادی کے جنون میں مبتلا تھی..... وہ وادی چھوڑ کے جانے والوں سے کبھی سیدھے منہ بات نہیں کرتی، وہ ان میں شامل لوگوں سے محبت کیسے کرے گی..... میرا غم بے انتہا تھا جس کی وجہ اس کا ڈرائیور تھا جس کے آرام کے لیے وہ لڑکی خود کو اتنی رات گئے تکلیف میں مبتلا کیے دے رہی تھی۔ "سب ٹھیک ہو جائے گا کیوں اتنی ٹینشن لے رہے ہو" اسید برہم ہوا تھا مگر میرا چین جو پلوشے کے ساتھ چلا گیا تھا۔" وہ دم بخود سی ازبک کو دیکھ رہی تھی جو وقت وہ یاد کرنے بھی بیٹھتی تو اسے یاد نہیں آتا وہ وقت ازبک کو اتنی تکلیف دیتا تھا۔

"وادی میں چونکہ تبریز ماموں، بہت ظلم کرتے ہیں تو اس کے لیے وہ جنونی سی ہو رہی تھی، جب وادی میں سب ٹھیک ہو گا اور وہ اپنی لائف کے بارے میں سوچے گی تو وہ تم ہی ہو گے جس سے وہ محبت کرے گی" اسید مجھے تسلی دیتا مگر میں جانتا تھا وہ جتنا اس ڈرائیور کے بارے میں سوچ رہی تھی وہ میرے متعلق ایسے نہیں سوچے گی اور میں ٹھیک تھا، میں دس دن ہوسپٹل میں رہا، پلوشے مجھے ایک دن بھی دیکھنے نہیں آئی، اسے مجھ سے وہ لگاؤ نہیں تھا جو وادی کے لوگوں سے تھا۔ وادی کی مٹی بلکہ برف سے تھا۔" اس نے مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا، پلوشے کو لگا کہ اس کا دماغ بند ہو جائے گا۔

"پھر میں نے تمہارے دل میں رہنے کا نیا طریقہ ڈھونڈا..... تمہیں تنگ کر کے تمہاری سوچوں میں جگہ بنائی..... تمہارا خیال رکھنے والے بہت تھے اگر میں بھی وہی کرتا تو تمہیں کچھ الگ فیلنگ محسوس نہیں ہوتی، تمہارے جاں نثار اتنے ہیں کہ میں بھی ان میں شامل ہوتا تو تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا، اب تمہارا چہرہ مجھے دیکھ کر حیا سے لال نہ ہوتا تھا اسی لیے میں ایسا کرتا کہ تمہارا چہرہ غصے سے دو آتشیں ہو جاتا اور مجھے سکون ملتا کہ یہ رنگ میرے لیے ہے صرف میرے لیے..... یہ چیز مجھے کتنا سکون دیتی ہے میں نہیں بتا سکتا، مما کو لگتا ہے میں نفسیاتی ہو گیا ہوں۔" وہ ہنسا۔

"اب انہیں کیسے سمجھاؤں کہ میں پلوشے سے کیا چاہتا ہوں۔" وہ رکا اور اسے دیکھنے لگا جو آج اس کے اتنے قریب تھی کہ ان دونوں کے بیچ کوئی فاصلہ نہ تھا، وہ اسے چھو بھی

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

سکتا تھا، محسوس بھی کرسکتا تھا، وہ ذرا سا جھکا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"میں پلوشے کے ہزار رنگوں میں ایک ایسا رنگ چاہتا ہوں جو خاص میرے لیے ہو..... صرف میرے لیے۔" وہ مسکرایا مگر پلوشے کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی، اس کی پتلیاں تک جم گئی تھیں، سوائے حیرت کے دوسرا کوئی رنگ اس کے چہرے پر نہیں تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے جو ٹھنڈے ہو رہے تھے حالانکہ کمرہ گرم تھا۔ باہر ہوتی برفباری ان دونوں کے گرم کپڑوں کے باعث اثر انداز نہیں ہو رہی تھی مگر یہ حالات تھے جو پلوشے کو ٹھنڈا برف جیسا کر گئے تھے۔

"پلوشے..... مجھے پتا نہیں تھا کہ ایک رنگ ہے پلوشے کا جو میرے لیے ہے..... میں....."

"بہرام کی کوئی غلطی نہیں تھی..... سمیرا، حرا کا کوئی قصور نہیں تھا۔" وہ ہوش میں آئی، اس کی بات پر ازبک رکا۔

"مجھے لگا تم جو یہ مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو یہ اس لیے ہے کہ ہم کراچی یونی میں ملیں، مجھے بہرام پر غصہ تھا، اگر وہ مجھے پہلے سے بتاتا تو میں کبھی کراچی نہ جاتی..... میں سمیرا، حرا سے بھی ناراض تھی کہ وہ ڈیڑھ سال میری اچھی دوستیں ہونے کا ڈراما کرتی رہیں اور تمہیں میرے بارے میں پل پل کی خبر دیتی رہیں تو ایسا کچھ نہیں تھا..... کچھ بھی نہیں۔" وہ اب بھی حیران تھی، اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"اگر میں کراچی نہ جاتی کیا تم تب بھی دن وادی آتے؟" اس نے تصدیق چاہی۔ اس کے بچوں جیسے سوال پر وہ دھیرے سے ہنسا، پھر اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھام کر اس نے انہیں یوں سہلایا جیسے اپنے ہاتھوں سے گرم کر رہا ہو..... حالانکہ اس کے خود کے بھی ہاتھ ٹھنڈے تھے، اس نے ایک دم سے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے کھینچ لیے، ازبک نے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کی جگہ پریشانی اتری پھر یہ پریشانی اس کے چہرے پر آئی اور پھر اس کے لبوں پر کہ اس نے لب بھینچ لیے اور ازبک مسکرایا۔

"پلوشے ریلیکس میں....." اس نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا۔

"تو تم مجھے طلاق نہیں دو گے؟"

"کیا.....؟" ازبک کو کرنٹ لگا، اس کا ہاتھ ہوا میں رہ گیا تھا۔

"تم..... تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟" وہ ناگواری سے بولا۔

"تمہاری مما نے کہا تم نفسیاتی ہو..... میں نے سوچا وہی عام سی نفسیات جو مردوں کو ہمیشہ عورتوں کو اپنے سے آگے دیکھ کر ہوتی ہے، احساس برتری اور انا کے دائرے میں قید ایک عام سا شخص۔" وہ پریشانی سے بولی تو ازبک متحیر سا اسے دیکھتا رہا۔

"ایسے انسان کو تو میں دو منٹ میں ٹھیک کرتی، میں نے کہا ناں میں ان میں سے نہیں ہوں جو ظلم و جبر برداشت کریں، میرے پاس اس احساس برتری کے مارے شخص کے لیے ایک اچھا پلان تھا..... وہ مجھے چند ہی دنوں میں طلاق دیتا مگر اب....." وہ بے چینی سے اپنے دوپٹے کو مسل رہی تھی، ازبک منہ کھولے اسے دیکھتا رہا۔

"کوئی بندہ تمہاری محبت کے دعوی میں اپنے ماں باپ، گھر دولت سب چھوڑ کر آ جائے تم اس سے یہ امید کر رہی تھیں کہ وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔" وہ حیران ہوا۔

"تمہیں نہیں پتا نفسیاتی انسان کچھ بھی کر گزرتا ہے۔" وہ پر یقین تھی۔

"تم.....!" ازبک نے دانت پیسے۔

"نہیں..... یہ نہیں ہونا تھا، تمہاری مما نے مجھے تمہاری صحیح کنڈیشن نہیں بتائی یا پھر میں ہی تمہاری حرکتوں سے دھوکہ کھا گئی۔" وہ شدید ترین افسوس میں تھی۔

"ایسا نہیں ہونا تھا..... مجھے لگا میں سب سنبھال لوں گی۔" وہ پریشان تھی، ازبک کی حیرانی بھی مزید بڑھی۔

"تم یہاں آئیں ایک احساس برتری کے مارے نفسیاتی انسان کی دلہن بن کر..... تب تم پریشان بھی نہیں تھیں، ڈری ہوئی بھی نہیں تھی تو اب کیا مسئلہ ہے؟ اب تم

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

نے یہ جان لیا کہ میں صرف چرچہ نہیں کرتا میں واقعی تم سے محبت کرتا ہوں..... تو وہ کون سا مسئلہ ہے جسے تم اب سنبھال نہیں سکتی؟"

"میں جب یہاں آئی تھی تو تمہیں ایک جھوٹا اور بے ضمیر شخص سمجھ رہی تھی جو مجھ سے محبت کا ڈراما کر کے وادی پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔" اس کے جواب پر ازبک نے مٹھیاں بھینچیں۔

"ایسے بندے کی اصلیت سامنے آنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔"

"تم نے میرے بارے میں ایسی سوچ پال رکھی تھی۔" ازبک کا دماغ گھوما۔

"ایک احساس برتری کے مارے نفسیاتی انسان کے بارے میں اور کیا سوچتی میں۔" اس نے تعجب سے ازبک کو دیکھا۔

"اور اب کیا پریشانی ہے؟"

"تم سمجھ نہیں رہے، جب تم مجھے ٹارچر کر رہے تھے تب بھی تم مورے کی نظر میں بے ضرر تھے اور میرا غصہ ناقابل فہم تھا..... اب تو شاید میرا غصہ ناقابل معافی ہوگا پھر میں طلاق کا کیا کروں.....؟" اس کی بات ادھوری رہ گئی، ازبک نے اسے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔

"اس لفظ کو درمیان سے نکال کر بات کرو مجھ سے۔" اس کا سر اس کے سینے سے ٹکرایا تو وہ پیچھے ہوئی مگر ازبک کی گرفت اس کے بازو پر سخت تھی وہ صرف سر ہی اس کے سینے سے ہٹا سکی۔

"میں وادی کی سردار ہوں، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے یوں بات کرنے کی؟" اس کے چہرے کی اڑتی ہوائیاں ازبک خان نے حیرت سے دیکھیں اور پھر وہ ٹھہر سا گیا۔

"کیا غلط تھا؟" وہ اسے دیکھتا رہا، گرفت ذرا ڈھیلی ہوئی تو وہ فوراً پیچھے ہوئی، وہ اسے دیکھتا رہا، اس نے چہرہ تھپتھپا کر اپنی اڑی رنگت کو گویا بحال کیا، وہ اسے دیکھتا رہا، اس نے سامنے میز پر رکھا پانی جو کہ پہلے تو گرم تھا لیکن اب ٹھنڈا ہو رہا تھا اٹھا کر لبوں سے لگایا۔ وہ پریشان تھی نظر آ رہا تھا مگر سمجھ میں نہیں آ رہا تھا..... وہ اسے دیکھتا رہا، وہ اس انداز میں کہاں بولتی تھی، اس کے لہجے کی نخوت اور پیشانی کا بل وہ کیا ہوا؟

"تمہیں کیا ہوا؟ تم ایسے کیوں برتاؤ کر رہی ہو، مجھے وضاحت دو، میں نے ایسی پریشان پلوشے خان کبھی نہیں دیکھی۔" وہ خود پریشان ہوا۔

"میں تم سے طلاق مانگ رہی ہوں اور تم کہہ رہے ہو اس لفظ کو درمیان سے نکال دوں پھر ہمارے بیچ کیا بچے گا؟" وہ تلخ ہو کر وہاں سے اٹھی اور بیڈ تک گئی پھر وہاں سے اس نے اسے ایک فائل لا کر دی تو وہ چونکا..... وہ طلاق نامہ تھا۔

"میں نے یہ شادی اپنی ماں کی خوشی کے لیے کی تھی..... میں عام لڑکی کی طرح نہیں ہوں، میں وادی کے علاوہ اگر کوئی رشتہ نبھا سکتی ہوں تو وہ صرف میری ماں کا رشتہ ہے۔ میں شادی، شوہر، سسرال، ان سب کو نہیں نبھا سکتی۔" وہ جھنجھلائی۔

"نبھانا نہیں آ رہا تو طلاق لو گی؟" فائل میز پر پٹخ کر وہ اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔

"بالکل لوں گی، اتنے لوگوں کو تکلیف دینے کا کیا فائدہ..... ویسے بھی میں وادی کی سردار ہوں، میرے پاس وقت ہی کہاں ہے کہ میں نئے کھڑاک پالوں، تمہارے پاپا تمہاری بہنیں، تمہاری مما مجھے پسند نہیں کرتے۔"

"تمہارے نزدیک میرے خاندان کی نفرت کی اہمیت ہے میری محبت کی نہیں؟" وہ متعجب ہوا۔

"کون سی محبت؟" اس نے استہزایا انداز میں کہا۔

"یہاں آنے سے پہلے میں جس ازبک خان کو جانتی تھی وہ صرف مجھے ٹارچر کر رہا تھا، ایک نفسیاتی....." وہ چڑ کر بولی تو ازبک کو ہنسی آئی، اس نے اس کا بازو تھام کے اسے اپنے قریب کیا۔

"یہاں آ کر جس ازبک سے ملی ہو اس کا کیا کرنا ہے اب؟" پلوشے نے ایک پل اسے دیکھا اور پھر نظروں کا رخ

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

پھیر لیا۔

"جس محبت کے تم دعوے دار ہو وہ صرف تمہاری ہے، تمہیں میرا اتنا ہی خیال ہے، اتنا ہی تم مجھے سمجھتے ہو تو پھر مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"میں تمہیں واقعی بہت اچھی طرح جانتا ہوں..... یہاں آنے سے پہلے طلاق چاہتی تھیں سمجھ میں آتا ہے لیکن میری سننے کے بعد..... طلاق چاہتی ہو یہ ناقابل فہم ہے۔ یہ میری محبت ہے جس کا میں دعوے دار ہوں۔ اس کے لیے تو میں تم سے کچھ نہیں مانگ رہا سوائے اس کے کہ میرے ساتھ رہو پلوشے۔" اس نے اسے بازو سے تھام کر اپنے مزید قریب کیا تو وہ کسمسائی اور پیچھے ہوئی۔

"تم کچھ بھی نہ مانگو..... مجھے تب بھی ادائیگی کرنی ہوگی۔" وہ اس کے سرد انداز پر ٹھٹکا، وہ اس کے فاصلے پر ہو جانے کو دیکھتا رہا پھر گہرا سانس لیا۔

"تمہیں کوئی ادائیگی نہیں کرنی..... یہ میری محبت ہے، یہ میری کہانی کے لیے کافی ہے، مجھے بس تم سے یہ چاہیے کہ میرے ساتھ رہو، میری دسترس میں بھلے نہ رہو۔" اس کی بات پر پلوشے نے چونک کر اسے دیکھا، وہ دیر سے سمجھا مگر وہ سمجھ گیا تھا۔ پلوشے اس سے محبت نہیں کرتی، اس نے سات سال اس سے محبت کی تھی۔ ایک طویل عرصہ، اب کچھ وقت اسے پلوشے کو دینا تھا۔

"ہم ایک معاہدہ کر لیتے ہیں۔" اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے پھر صوفے کی طرف لے آیا۔

"تمہیں ابھی مجھ سے محبت نہیں ہے لیکن یہ کبھی نہیں ہوگی ایسا بالکل نہیں ہے، پہلے میں تمہیں تنگ کرتا تھا، ٹارچر کرتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہوگا تو تمہارا دل میری طرف مائل ہو ہی جائے گا اور تمہارے دل کو وہ وقت مجھے دینا ہے پھر ہم یہ چھوڑ دیتے ہیں کہ آج ہمارے درمیان کیا ہوا، ہم اپنی پچھلی زندگی جئیں گے۔"

"یونی والی زندگی؟" وہ فوراً بولی گویا وہ اس معاہدے کے لیے تیار تھی، فائدے کا سودا وہ فوراً کرتی تھی۔ "وہ لاتعلقی والی زندگی۔" ازبک کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"ہرگز نہیں۔" وہ قطعی لہجے میں بولا۔ "یہ تمہاری زندگی ہے جو اب تک تمہارے پلان پر چل رہی تھی اب میرے پلان پر چلے گی۔" ازبک نے اسے گھورا مگر ایک اطمینان تھا پلوشے کا وہ انداز لوٹ آیا تھا جو وہ جانتا تھا۔

"اگر میں سچ مچ کوئی احساس برتری کا مارا نفسیاتی انسان ہوتا اور تم سے کسی بھی قسم کی زبردستی کرتا تو تم کیا کرتیں؟ آخر کس بل بوتے پر تم نے آج یہاں تک آنے کا رسک لیا؟" اس نے اسے بغور دیکھا۔

"میں تمہیں قتل کر دیتی..... تم جانتے ہو نا کہ میں ایسی لڑکی نہیں جو....."

"لیکچر بند کرو..... میں جانتا ہوں تمہیں۔" اس نے منہ بنایا۔ "بندہ مارنا تو تمہارے لیے چیونٹی مارنے کے برابر ہے..... اتنی ڈینجر گرل میرے نصیب میں لکھی تھی۔"

"تم یہی ڈیزرو کرتے ہو۔ ایڈونچر اچھا لگتا ہیں ناں تمہیں..... سیدھی سادی لائف پسند نہیں ہے تمہیں۔" وہ فوراً بولی۔ "میں تمہیں اتنا ناپسند کرنے کے بعد بھی تمہیں اتنی رعایت دے سکتی ہوں کہ اب سے تم میرے ساتھ رہ سکتے ہو اور اس کی وجہ ہے کہ تم میری وادی کے ساتھ مخلص ہو، تمہاری ذات سے وادی کو جس قدر فائدہ ہوا تمہارے بااثر رابطے ہی ہیں کہ وادی دن دگنی ترقی کر رہی ہے، اگر یہ نہ ہوتا تو تم لاکھ مجنوں بنے پھرتے میں ہرگز تمہارا ساتھ قبول نہ کرتی۔" اس کی زبان کی دھار بھی لوٹ آئی تھی ازبک نے دانت پیسے۔

"معاہدے میں یہ بھی شامل کرو کہ تم میرا دل توڑنے والے الفاظ ادا نہیں کرو گی۔"

"معاہدے میں یہ بھی شامل کرو کہ میں تمہیں ٹارچر کروں گی جیسے تم نے مجھے کیا۔" وہ بھی گن گن کر سارے بدلے لینے والی تھی، ازبک نے برہمی سے اسے دیکھا۔

"معاہدے میں یہ بھی شامل ہے کہ اب سے میرا ہر کام تم کرو گی اچھی بیویوں کی طرح۔" اسے بھی اچھا خیال آیا تو پلوشے نے اسے گھور کر دیکھا۔

"میں وادی کی سردار ہوں میرے پاس اتنا وقت

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

نہیں....."

"وادی کے کام دن میں ہوتے ہیں، رات کو تو آرام سے میرے کام ہوسکتے ہیں، مثلاً میرے کپڑے پریس کرنا، میرے جوتے پالش کرنا، میرے لیے دودھ کا گلاس لانا، کبھی چائے بنانا، کبھی....."

"بس..... بس اتنا خوش فہم نہ ہو..... ایسا کچھ بھی نہیں کروں گی میں۔" اس کی چلتی ٹرین پر پلوشے بوکھلا کر بولی تو وہ اسے دیکھنے لگا۔

"تم بھی صبح سے یہاں ہو؟"

"صبح سے کیسے ہوسکتی ہوں..... میں کیا اتنی فارغ ہوں؟" اس نے منہ بنایا۔

"کس کے ساتھ آئی ہو؟" وہ چونکا۔

"سب ہی ہیں تقریباً..... ورشے، بھوپو، مورے، مما اور بھی باقی لوگ۔"

"چلو ان کے پاس چلتے ہیں۔" اس نے کہا تو وہ سر ہلاتی اٹھی اور اس کے ساتھ گرم کوٹ پہن کر باہر آ گئی، اس نے پلوشے کا ہاتھ تھاما۔

"ابھی معاہدے کی مزید شقیں بھی ہوں گی یاد رکھنا یہ بات۔" پلوشے نے ہاتھ چھڑوایا۔

"ہاں ٹھیک ہے میرے پاس بھی بہت کچھ ہے جو ابھی تحریر ہونا ہے۔" وہ بولا اور سختی سے ہاتھ تھامے رکھا۔

"تمہیں یونی ورسٹی والا کردار ادا کرنا ہے، معاہدے کی پہلی شرط۔" اس نے پھر ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

"جس کو میں نے شدت سے رد کردیا ہے۔" اس نے کہا تو پلوشے نے اسے گھورا اور پھر اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال کر اپنا دوپٹا اپنے مخصوص انداز میں چہرے کے گرد لپیٹ لیا، وہ متحیر سا دیکھتا رہا، وہ پلوشے کا ایک رنگ چاہتا تھا جو خاص اس کے لیے ہو، اسے وہ رنگ کیسے ملا تھا؟ اس کی بیوی بس اس کے لیے حسین ترین تھی اور سب کے لیے تو وہ ایک "بوڑھی روح" تھی جو ہر وقت سر پر دوپٹا لپیٹے تھی..... بے خودی میں آگے بڑھ کر اسے اپنے بازو کے گھیرے میں لے کر اس نے اس کی پیشانی چوم لی تھی۔ اس بار پلوشے متحیر رہ گئی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔ "تم معاہدے کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔"

"معاہدے میں یہ شق بھی تحریر کرو کہ میں کبھی کبھی اتنی گستاخی بھی کر جایا کروں گا۔" اس نے پھر اسے قریب کرنا چاہا تو اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"یہ معاہدہ تو صرف تمہاری شقوں پر چل رہا ہے۔" وہ تڑک کر کہہ کر اس سمت بڑھ گئی جہاں وہ سب موجود تھے، وہ دوڑ کر اس کے ہمقدم ہوا تھا۔

❁.....❁.....❁

"تو یہ آپ تھیں مما جنہوں نے مجھے سبق سکھایا کہ زندگی میں محبت کے سوا کچھ نہیں ہونا چاہیے، یہ ایڈونچر تو بالکل بھی نہیں۔" وہ آگے بڑھ کر مما سے لپٹ گیا، پلوشے ان سب سے دو قدم فاصلے پر رک گئی تھی۔

"ماں وہ ہستی ہے جو اولاد کو زندگی کا پہلا درس سکھاتی ہے، میں نے کوئی غفلت تو نہیں برتی تھی مگر میرے بیٹے نے جانے کیوں زندگی کو کھیل سمجھ لیا تھا پھر سبق تو مجھے ہی سکھانا تھا ناں۔" وہ مسکرائیں۔

"ایسا سبق مما..... میرے دل کی تو حالت ہر روز بگڑتی تھی۔" وہ نروٹھا ہوا تو سب ہنسنے لگے تب ہی سمیرا آگے بڑھی اور پلوشے سے بولی۔

"آئی ایم سوری..... ہم نے تمہیں نہیں بتایا کہ....." اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے، مجھے بھی تمہیں وضاحت کا موقع دینا چاہیے تھا۔" وہ فوراً بولی تو سمیرا اور حرا نے بے اختیار آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔

"یعنی سردار آپ سے غلطی ہوگئی ہے۔" شائل ایسے موقع پر اسے چھیڑنے سے باز کیسے رہ سکتا تھا۔

"وہ میری غلطی نہیں تھی..... وہ وقت اور حالات ہی ایسے تھے اور ایسے ہی موقع ہمیں ایک سبق دیتے ہیں۔" وہ متانت سے بولی۔ شائل نے اسے گھورا اور از بک فدا ہوا، وہ غلطی مان لیتی نہ ممکن تھا۔

Scanned with CamScanner

www.pklibrary.com

"تو اس موقع نے آپ کو کیا سبق دیا؟"

"تحمل سے مجھے سامنے والے کی بات سننی چاہیے اگرچہ وہ میرا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔" اس نے کہا تو شائل نے منہ بنایا۔

"ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے، آہستہ آہستہ ہی ساری دنیا کا تجربہ ہوگا اسے۔" زمرد نے مسکرا کر کہا اور خود اس کی طرف بڑھیں اور اسے گلے لگایا، اس کے ہونٹوں پر کوئی مسکراہٹ نہ تھی مگر اس کے ماتھے پر کوئی بل بھی نہ تھا..... ثانیہ کے لیے یہ سکون کا مقام تھا۔

"ازبک لالا..... ہم سب جانتے ہیں کہ آپ پلوشے سے کتنی محبت کرتے ہیں لیکن اپنی شادی کے موقع کو یادگار بنانے کے لیے آپ کو وادی کے چپے چپے اور برفیلے پہاڑوں کو اپنی اس محبت کا گواہ کرنے کے لیے ہم سب کے سامنے پلوشے کو آئی لو یو کہنا چاہیے۔" ورشے نے ازبک کے قریب آ کر کہا تو پلوشے کی آنکھیں اس کی اس غداری پر حیرت سے پھیلیں جبکہ باقی سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔ وادی کے لوگ جو یہاں سیاحوں کے گائیڈ تھے اپنے غیر ملکی ٹیم کو بتا رہے تھے کہ وہ لڑکی ان کی سردار ہے، جس نے وادی کی قسمت ہی بدل دی۔

"کہہ دو ازبک..... کہہ دو۔"

"کہہ دیں لالا کس بات کا ڈر ہے۔" سب نے شور کیا، پلوشے بری طرح سے گڑبڑائی، اس نے دانت پیس کر ازبک کو دیکھا۔

ازبک ہنس دیا۔ وہ کچھ بھی بول نہیں رہا تھا بس ہنس رہا تھا، سیاح بھی تجسس سے آگے بڑھ آئے تھے۔ ایک دائرہ سا ان دونوں کے گرد بن گیا تھا جو پیچھے تھے وہ گردن اچکا اچکا کر دونوں کو دیکھ رہے تھے، بڑے بھی سب اس سچویشن سے محفوظ ہو رہے تھے۔ ینگ جنریشن تو ہاتھ لہرا کے گویا ازبک کو مجبور کر رہی تھی مگر وہ مسکراتا ہوا پلوشے کی آنکھیں دیکھ رہا تھا..... وہ اس کے ہر رنگ پہچانتا تھا۔ وہ چڑ رہی تھی، وہ دنیا کی سب سے الگ لڑکی تھی، اسے دنیا کے سب سے قیمتی الفاظ خوشی نہیں دے سکتے تھے، ازبک کو ایڈونچر اچھے لگتے تھے تو سامنے کھڑی لڑکی بھی اتنی عام اور سادہ نہیں تھی کہ "آئی لو یو" کہہ دینے پر خوش ہو جاتی اور بدلے میں اس کی محبت میں ڈوب جاتی، اس "خاص لڑکی" کے لیے "آئی لو یو" کے الفاظ بالکل اہمیت نہیں رکھتے تھے، وہ دھیرے سے آگے بڑھا اور اس کے قریب ہوا..... سب طرف ایک دم سے خاموشی چھائی..... شاید اس کا اظہار محبت سننے کے لیے، پلوشے کا ہاتھ تھام کر اسے احساس ہوا وہ سرد سی لڑکی برف سی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔

"پلوشے آج میں ان سب کے سامنے تم سے وعدہ کرتا ہوں ہم تینوں کبھی الگ نہیں ہوں گے۔" اس کے الفاظ پر پہلے سے خاموش لوگوں پر بھی سناٹا چھا گیا تھا۔ سب حیران ہوئے خود پلوشے بھی۔

"کون تینوں؟" کسی نے اچنبھے سے پوچھا۔

"میں..... تم..... اور یہ وادی۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں کندھے پکڑ کر ذرا سا اس کی طرف جھک کر، رک رک کر یہ جملے ادا کیے..... سب ہی کے چہروں پر اب تک تعجب پھیلا گیا تھا کہ اس نے "آئی لو یو" کیوں نہیں کہا مگر پلوشے کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے، اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کی لکیر پھیلی جو کہ ہونٹوں پہ نہیں بس اس کے چہرے پر تھی..... ازبک خان اس کا شوہر اچھی طرح جانتا تھا محبت کے اظہار کے قیمتی الفاظ نہیں بلکہ "وادی" کی فکر خیال احساس وہ چیزیں تھیں جو اس کی بیوی کو اس کا اسیر کر سکتی تھیں۔

ازبک نے اس کے چہرے کی چمک اور آنکھوں کی جگمگ کو دیکھا اور پھر وہ دھیرے سے مسکرا دیا، اب سے زندگی آسان نہ سہی مگر زیادہ مشکل بھی نہیں ہوگی۔

Nadia Majid

www.naeyufaq.com

Scanned with CamScanner